ذالک الکتب لا ریب فیہ ۔۔۔ فبای حدیث بعدہٗ یومنون

اس کتاب میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ۔۔۔ اس کے بعد یہ لوگ اور کس چیز پر ایمان لائیں گے؟

سبع متقابلہ

الموسوم بہ

زبانِ عرش

یعنی

سورۃ الانفال۔ سورۃ العصر۔ سورۃ الکوثر۔ سورۃ الکافرون۔ سورۃ الاخلاص۔ سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کا مصدقہ منظوم تشریحی ترجمہ۔

از۔ (ڈاکٹر) حاجی محمد اسلم چشتی

ناشر

چشتی دار الکتب ۲۱ مزنگ روڈ لاہور (پاکستان)

۱۳۷۲ ھ
۱۹۵۲ ء

مجلد تین روپے (۳ روپے)

قیمت بلا جلد دو روپے آٹھ آنے (۲/۸)

(بار اوّل)

تصدیق و توثیق

اس منظوم تشریحی ترجمے کی صحت کی تصدیق و توثیق

ابوالبرکات حضرت مولانا سید احمد صاحب قبلہ مدظلہ العالی

مفتی و ناظم دارالعلوم وصدر مرکزی حزب الاحناف (پاکستان) لاہور

اور

حضرت مولانا ابوالرشید عبدالعزیز صاحب قبلہ مدظلہ العالی

خطیب جامع مسجد مزنگ لاہور نے

فرما دی ہے

بلبل و گل کے فسانوں میں گزاریں صدیاں

آ! کہ اب فطرتِ عالی کے بھی سمجھیں اسرار

اسلم چشتی

گنبدِ خضرا کے نام

جس کی کشش

میری خضرِ زندگی ہے !

اسناد!

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

میں نے اس کتاب کے اشعار جابجا سے پڑھے۔ اشعار شرعی نقائص سے پاک ہونے کے باوجود نصیحت آمیز اور طرب انگیز ہیں مصنف سلمہ نے اپنے جذبات کا صحیح مرقع پیش کیا ہے اور ان اشعار کی مدد سے اپنے وطن کی اخلاقی اعتقادی معاشی زندگی استوار کرنے کی انتہائی کوشش کی ہے۔ مولا تعالےٰ ان نصیحت آمیز اشعار کو مسلمانوں کا شعار و ثار بنا دے اور ہر فرد مسلم کو عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے اور منظوم کو مقبول خاص و عام بنائے۔ آمین۔

ناظرین کی نفع رسانی کی خاطر چھ سورتوں (العصر۔ الکوثر۔ الکافرون۔ الاخلاص۔ الفلق۔ الناس) کا تشریحی ترجمہ اور شان نزول اور مختصر تفسیر معہ فوائد ضروریہ فقیر نے اضافہ کیا ہے۔

فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد عفی عنہ ناظم و مفتی دار العلوم
مرکزی حزب الاحناف (پاکستان) لاہور ۲۶ دسمبر ۱۹۴۹ء

مہر

۷۸۶

احقر نے اس کتاب کو بغور و خوض بالاستیعاب مطالعہ کیا حسب استعداد و کم مائگی علم خود صحیح پایا۔ وفوق کل ذی علم علیم۔ بعض جگہ مفید حواشی از کتب و تفاسیر و حدیث وغیرہ ازدیاد کر دیئے۔ ناظر شیخ و شباب اسکو اپنے پاس رکھ کر حرز جاں و مشعل راہ بنائیں اور مصنف حاجی اسلم صاحب چشتی و ناشرین کی داد دیں۔ ہو الموافق للسداد و الیہ المرجع والمآب۔

انا العبد المستغفر اللہ العزیز ابوالرشید محمد عبدالعزیز اصلح اللہ حالہ و مالہ
خطیب جامع مسجد مزنگ لاہور
اواخر ذیقعد ۱۳۶۸ھ

فہرس

تھا ضبط بہت مشکل اس سیل معانی کا
کہہ ڈالے قلندر نے اسرارِ کتاب آخر

(اقبالؒ)

تقریظات

(بترتیب حروفِ تہجی)

کہ ڈاکٹر اسلم چشتی کی ایسی نظموں کا مجموعہ ہے جن کے مضامین قرآن کریم سے اخذ کئے گئے ہیں انہیں قرآن کا ترجمہ نہیں کہا جا سکتا۔ اگر وہ اس کتاب کو ترجمۂ قرآن کی حیثیت سے پیش کرتے تو یقیناً ان کی مخالفت کرتا۔

ڈاکٹر اسلم چشتی بڑے ماہر سخنور ہیں اور زیر نظر نظموں میں ان کی نغزگوئی اور مہارت فن کے اکثر نمونے ملتے ہیں۔

چراغ حسن حسرت

پاکستان ٹائمز (روزنامہ) لاہور — کرنل فیض احمد صاحب فیض چیف ایڈیٹر

ڈاکٹر اسلم چشتی صاحب نے قرآن حکیم کے بعض مضامین کو اردو نظم کا جامہ پہنایا ہے۔ قرآن کریم کی آیات کا لفظی ترجمہ کرنے کے بجائے چشتی صاحب نے چند منتخب قصص کا ملخص اپنے الفاظ میں پیش کیا ہے۔ ان کی یہ کوشش ہر نوع کامیاب ہے اور ان کے تراجم میں اہل ذوق کے لئے ادبی اور اخلاقی دونوں طرح کی تسکین موجود ہے۔ یہ تصنیف یقیناً قبولیت کی مستحق ہے۔ فقط

فیض احمد فیض

چٹان (ہفت روزہ) لاہور — محترم آغا عبدالکریم شورش کاشمیری چیف ایڈیٹر

حضرت اسلم چشتی سے میرے دیرینہ مراسم ہیں۔ وہ شاعر بھی ہیں اور ادیب بھی۔ مفکر بھی ہیں اور معقول بھی۔ وہ سیاسی بھی ہیں اور کہنہ مشق صحافی بھی۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ ایک انسان کی حیثیت میں قابل قدر دوست ہیں۔ جہاں تک ان کے ملکۂ نظم و نثر کا تعلق ہے قدرت نے ان میں تمام ضروری صلاحیتیں جمع کر دی ہیں اور انہوں نے زبان عرش سے مختلف سورتوں کی شعری تفسیر اسی اپنے مخصوص انداز میں سپرد قلم کر کے پیش کی ہے جو انہیں مبدء فیاض سے ودیعت ہوا ہے۔ اسلم ہماری نئی گھاٹی کے سلیم الطبع شاعر ہیں۔ اب تک ان کے مجموعہ کلام کے جو حصے میری نظر سے گذرے ہیں میں نے ان میں اقبال کا ذوق، غالب کا تملق، ظفر علی خاں کی روانی، جوش کی ندرت اور جگر کی سادگی پائی ہے۔

شورش کاشمیری

زمیندار (روزنامہ) لاہور — حضرت مولانا اختر علی خاں صاحب قبلہ مدیر و مالک۔

برادر محترم جناب چشتی صاحب نے قرآن پاک کی سات سورتوں کا منظوم ترجمہ کیا ہے۔ میں نے اس ترجمہ کو دیکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ترجمہ نہایت لاجواب عمدہ اور سلیس ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ چشتی صاحب کی اس دینی خدمت کو قبول فرمائے اور انہیں دنیا اور آخرت کی نعمتوں سے فائز المرام کرے۔ آمین

اختر علی خاں

مولانا عبدالرحیم صاحب شبلی بی کام۔ چیف ایڈیٹر روزنامہ زمیندار لاہور۔ جائنٹ سکرٹری پنجاب یونین آف جرنلسٹس پروپیگنڈا سکرٹری موتمر عالم اسلامی (مشائخ پنجاب لاہور) و نائب صدر پنجاب یونیورسٹی اولڈ بوائز ایسوسی ایشن ہیلی کالج آف کامرس۔ لاہور۔

قرآن پاک کی شعری تفسیر کا خیال مدت سے مختلف شاعروں کے دل میں پرورش پا رہا تھا لیکن ابھی تک اسے عمل و حقیقت کا لباس پہننے کا موقعہ نہیں مل سکا۔ آج سے تقریباً پندرہ برس پہلے سننے میں آیا تھا کہ آغا شاعر قزلباش نے قرآن حکیم کا شعری ترجمہ کیا ہے لیکن بعض نامعلوم اسباب کی بنا پر اس کی اشاعت نہ ہو سکی۔ اس کے بعد مولانا سیماب اکبر آبادی نے اس مہم کا بیڑہ اٹھایا اور وہ اپنے ارادے میں کامیاب بھی رہے۔ لیکن ان کی ناگہانی وفات کے باعث یہ منظوم ترجمہ منظر عام پر نہیں آ سکا۔ تاہم اس کے بعض اقتباسات مجھے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ ترجمہ جلوہ گر اشاعت پہ آ جاتا تو خاصے کی چیز ثابت ہوتی۔ اب ڈاکٹر حاجی محمد اسلم چشتی نے قرآن حکیم کی بعض سورتوں کا شعری ترجمہ پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کو میں گذشتہ کئی برس سے جانتا ہوں وہ تقریر و تحریر میں یکساں مہارت رکھتے ہیں اور ان کا قلم دنیائے صحافت میں غیر فانی نقوش ثبت کر چکا ہے۔ جب میں نے سنا کہ چشتی صاحب قرآن مجید

احسان (روزنامہ) لاہور

حضرت مولانا ابوسعید بزمی صاحب ایم اے (چیف ایڈیٹر)

ڈاکٹر اسلم چشتی نے شاعری کو روحانی دنیا سے نکال کر لاہوتی فضاؤں میں داخل کرنے کی جو کوشش زیر نظر اشعار میں کی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ جو لوگ شاعری کو محض نفسیاتی جذبات کے اظہار کا آلہ کار سمجھتے ہیں انہیں ممکن ہے ڈاکٹر چشتی کے ان اشعار میں لطف نہ آئے لیکن جو لوگ عشق قرآن اور عشق الٰہی کے جذبات سے سرشار ہیں ان کے لئے یہ ایک نادر تحفہ ہے۔ یہ دراصل قرآن کی آیات کا ترجمہ نہیں بلکہ شاعری کی زبان میں ان آیات کی عاشقانہ توضیح و تشریح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سورۂ اخلاص کے چند گنے چنے الفاظ پر شاعر نے اُنتالیس ابیات قلمبند کی ہیں۔ میں ڈاکٹر صاحب کی اس نادر کوشش پر انہیں مستحق مبارکباد سمجھتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہر مسلمان کے قلب و دماغ میں قرآن کے ساتھ ایسا ہی عشق پیدا کرے

۱۲ فروری ۱۹۵۱ء ابوسعید بزمی

آئینہ قسمت (ماہنامہ) لاہور

سید ناظر حسین شاہ صاحب زنجانی مالک و مدیر

محترمی ڈاکٹر حاجی محمد اسلم صاحب چشتی دنیائے ادب و صحافت میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ کا ساحرانہ فکر ہر میدان میں عرصہ دراز سے اپنی جولانیاں دکھانے کے باعث ملک گیر شہرت حاصل کر چکا ہے۔ لیکن "زبان عرش" کے نام سے آپ نے قرآن حکیم کی سات سورتوں کا جو منظوم ترجمہ پیش کیا ہے وہ آپ کا ایک ایسا غیر فانی کارنامہ ہے جس نے ڈاکٹر صاحب کو عمر دوام کا مستحق بنا دیا ہے۔ اس لئے نہیں کہ آپ نے قرآن حکیم کی اشاعت کے سلسلے میں کوئی غیر معمولی اقدام کیا ہے بلکہ اس لئے کہ آپ نے قرآن حکیم کے مطالب و معانی جس اچھوتے انداز میں نظم کر کے پیش کئے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ تاریخ اسلام میں مشہور شاعر عرب لبید کا نام آج تک محض اس لئے مشہور ہے کہ اس نے قرآن حکیم کا وہ چیلنج جو سورۂ کوثر کی صورت میں دیوار کعبۃ اللہ پر لٹکایا گیا تھا۔ ان قرآن پاک کی تین آیتوں کے خاتمے پر "ما ہذا الکلام البشر" لکھ کر وحی الٰہی کی صداقت کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے تھے اور ڈاکٹر صاحب نے اس وحی ربانی کو اردو کا لباس اپنے مخصوص پُر زور اور انگیز انداز میں پہنا کر قوم کے خون کو گرمانے اور خدا کو بھولنے والوں کو بارگاہ رب العزت میں سرنگوں ہونے کی عدیم النظیر کوشش کی ہے اسے بھی تاریخ اسلام کبھی فراموش نہ کر سکے گی۔ آپ کا منظوم ترجمہ پڑھنے کے بعد یوں معلوم ہوتا ہے گویا ڈاکٹر صاحب قرآن حکیم کے ایک ایک جملے کے دیوانے ہیں اور اپنے جذبۂ قرآنی کے زیر اثر وہ کچھ لکھ گئے ہیں جو صرف تائید ایزدی ہی لکھوا سکتی ہے۔ میرے نزدیک ڈاکٹر صاحب ساری قوم کے شکریئے کے مستحق ہیں۔ میں آپ کو سچے دل سے مبارکباد پیش کرنے کے ساتھ ساتھ بارگاہ رب العزت میں دعا کرتا ہوں کہ وہ خالق حقیقی ڈاکٹر صاحب کی اس پیشکش کو قبول خاص و عام کا درجہ عطا فرمائے۔ اور آپ کی اس غیر فانی محنت کو ٹھکانے لگائے۔ آمین ثم آمین

ناظر حسین زنجانی

امروز (روزنامہ) لاہور

مولانا چراغ حسن حسرت چیف ایڈیٹر

ڈاکٹر اسلم چشتی صاحب نے قرآن کریم کی سات سورتوں کے مضامین کو اردو نظم کا جامہ پہنایا ہے جس کے بعض حصے میری نظر سے گذرے۔ میری رائے میں قرآن حکیم کا ترجمہ اردو نظم میں ناممکن ہے کیونکہ نظم میں ضرورت شعری کے باعث کہیں کہیں اصل سے انحراف کرنا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شروع شروع میں بعض علماء نے قرآن کا ترجمہ کرنا ہی ناجائز قرار دیا اور یہ بھی گوارا نہ کیا کہ مطالب قرآن کو فارسی کا لباس پہنایا جائے۔ لیکن ڈاکٹر اسلم چشتی کا دعوےٰ یہ نہیں کہ انہوں نے قرآن حکیم کا ترجمہ کیا ہے بلکہ انہوں نے قرآن کے بعض حصوں کے مطالب اردو زبان میں بیان کر دیئے ہیں اور چونکہ نظم نثر سے زیادہ پُر اثر ہوتی ہے اس لئے انہوں نے نثر کے مقابلے میں نظم کو اظہار مطالب کا ذریعہ بنایا ہے۔ جن لوگوں کے ہاتھوں تک یہ کتاب پہنچے۔ انہیں اس پر اس حیثیت سے نظر ڈالنی چاہیئے۔

مبالغہ نہ ہوگا کہ جس طرح قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت معجزہ ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر صاحب کا منظوم ترجمہ بھی علم و ادب اور وسعتِ معانی اور شوکتِ الفاظ کے لحاظ سے بلا کم و کاست اردو زبان میں منظوم قرآن کا حکم اعجاز رکھتا ہے۔ آپ نے قرآنی آیات کا منظوم ترجمہ کر کے دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ جس طرح مداحینِ جناب محمد و آلِ محمد علیہم السلام مثلاً حسان بن ثابت، امراء القیس، فرزدق کوفی اور دعبل خزاعی کو روح القدس کی امداد حاصل تھی۔ یقیناً ڈاکٹر صاحب کو بھی خداوند تعالےٰ کی جانب سے موجودہ دور میں ویسی ہی تائیدِ روح القدس نصیب ہے۔ میں بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ اگر کبھی ڈاکٹر چشتی صاحب نے لمحاتِ فرصت میں فکرِ سخن کی طرف خاص توجہ فرمائی تو آپ کے کلام معجز نظام میں علامہ اقبال کی جھلک نظر آ رہی ہے۔ میری یہ ناچیز ناقدانہ رائے حقیقتِ حال کا مرقع ہے مبالغہ آمیزی نہیں۔ بلکہ میرا تو یقین ہے کہ آپ کو سلسلۂ چشت کا اہلِ بہشت سے واسطہ ہونے کی وجہ سے معلمِ روحانی و تلمیذ جناب فخرِ موجودات و انسانی یعنی جناب رسالت مآب صلعم مدینۃ العلم کے باب لاثانی جناب امیر علی علیہ السلام سے تمسک ہے۔ مجھے کامل توقع ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی یہ تصنیف ایک غیر فانی شاہکار ثابت ہو گی۔ اور قوم آپ کی انتہائی ہمت افزائی کریگی۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ڈاکٹر صاحب موصوف کی اس محنت کو قبول و دوام عطا فرمائے آمین۔

سید محمد یحییٰ علی شاہ

شباب اردو (ماہنامہ) لاہور — محترم نصیر یوسفی صاحب بی۔ اے آنرز چیف ایڈیٹر

سبع مقدسہ یعنی کلام پاک کی سات سورتوں کا منظوم ترجمہ ایک نہایت ہی دشوار کام تھا۔ جسے سرانجام دیکر علامہ اسلم چشتی مدظلہ نے زبان اردو پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ زبانِ عرش صرف ترجمہ ہی نہیں بلکہ ایک ادبی شاہپارہ ہے۔ علامہ موصوف کی ادبی بلندی کے ساتھ اُن کے تبحر علمی کا بھی شاہد ہے۔ ع۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

احقر نصیر یوسفی

قندیل (ہفت روزہ) لاہور — ظہور الحسن صاحب ڈار۔ ایڈیٹر

ہم نے "زبانِ عرش" کے کچھ حصے دیکھے ہیں، جو ڈاکٹر اسلم چشتی صاحب کی تازہ ترین اور منظوم تصنیف ہے۔ ڈاکٹر صاحب ایک خوشگو شاعر ہیں۔ اور اظہار جذبات پر پوری قدرت رکھتے ہیں، "زبانِ عرش" ان کی اس قدرت کا عمدہ نمونہ ہے۔ اس کتاب کے جو حصے میں نے دیکھے ہیں۔ ان میں مجھے اس خلوص کی شدت محسوس ہوئی۔ جو آیات قرآنی کے منظوم ترجمے کے لئے بیحد ضروری ہے۔ مجھے امید ہے کہ "زبانِ عرش" کے دوسرے حصے بھی اسی خصوصیت سے مزین ہوں گے۔ میری تمنا ہے۔ کہ یہ کتاب عوام میں مقبول ہو۔ اور چشتی صاحب کو ان کی انتھک محنت کا صلہ ملے۔

ظہور الحسن ڈار

ریڈیو پاکستان لاہور — لطیف انور صاحب

ڈاکٹر اسلم چشتی میرے دیرینہ رفقاء میں سے ہیں۔ لیکن ان کی ادبی قابلیت اور سیاسی ژرف نگاہی کا اعتراف محض پاسِ رفاقت نہیں بلکہ ایک غیر جانبدارانہ اظہار ہے۔ ان کی ادبی اور سیاسی سرگرمیاں کسی مزید تعارف کی محتاج نہیں ہیں۔ ہماری دونوں قسم کی تحریکیں خود ان کی شاہد ہیں۔

"زبانِ عرش" ہمارے اس اعتراف کا تازہ ترین ثبوت ہے۔ آیاتِ قرآنی کو شعر کا لباس پہنانا اس امر کا مقتضی ہے۔ کہ شاعر تفہیم قرآن اور شاعرانہ صلاحیت دونوں سے کماحقہ بہرہ ور ہو۔ "زبانِ عرش" کے مطالعہ کے بعد میں اس حقیقت کے اعتراف میں قطعاً کوئی باک محسوس نہیں کرتا۔ کہ ڈاکٹر اسلم چشتی مذکورہ بالا دونوں لحاظ سے ممتاز ہیں۔

میری دلی آرزو ہے۔ کہ زبانِ عرش ہر گوشِ حقیقت نیوش تک پہنچے

لطیف انور

مغربی پاکستان (روزنامہ) لاہور — حضرت علامہ مرتضیٰ احمد خاں صاحب میکش چیف ایڈیٹر و جرنلزم لیکچرر پنجاب یونیورسٹی لاہور

"سبعہ مقدسہ" یعنی قرآن پاک کی سات سورتوں کی منظوم تشریح جو جناب اسلم چشتی ایسے قادر الکلام سخنور نے تالیف کی ہے ہر لحاظ سے قابلِ داد ہے۔ مجھے اس ساری کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ کرنے کا تو موقع نہیں ملا۔ البتہ جن جستہ جستہ مقامات پر میں نے نظر ڈالی ہے انہیں حرف گیری کا مورد نہیں پایا۔ بلکہ کلام کے محاسن جاذبِ نظر پائے۔ قرآن پاک کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے شعر و نظم کا ذریعہ اختیار کرنے پر کسی قسم کا اعتراض وارد نہیں کیا جا سکتا۔ بشرطیکہ کلام پاک کے مطالب و معانی کے اظہار میں کسی قسم کا نقص واقع

کی بعض سورتوں کو شعر و سخن کا لباس پہنا رہے ہیں۔ تو میرے دل نے ایک گونہ اطمینان محسوس کیا۔ کیونکہ اُن کی حذق و مزاولت پر بجا طور پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ اب "زبانِ عرش" کے پروف دیکھنے پر میرے اعتماد کو حق الیقین کا درجہ حاصل ہو گیا ہے اُن کو اپنے موضوع پر کاملانہ عبور حاصل ہے، وہ قرآن مجید کی روح کو بخوبی سمجھتے ہیں اور زبان و محاورہ پر بھی کامیاب حد تک قدرت رکھتے ہیں۔ اس لئے عجب نہیں کہ یہ کوشش بیحد کامیاب ہے۔ میں اس ضخیم بالشان کارنامے پر اُن کو ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں اور دُعا کرتا ہوں۔ کہ یہ شاعرانہ تحفہ میدانِ حشر میں بھی اُن کے لئے حق شفاعت کا ذریعہ بنے۔

عبدالرحیم شبلی

محترم محمد اشرف خاں صاحب عطاؔ (مدیر زمیندار لاہور)

رفیق محترم اسلم چشتی۔ نوجوان شاعروں میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ اُن کی شاعری۔ ہمارے نوجوان طبقہ کے لئے ہمیشہ مشعلِ راہ ثابت ہوئی ہے۔ اور انہوں نے عام شاعروں کی طرح اپنی شاعری کو ذریعہ معاش اور تفننِ طبع کبھی نہیں بنایا۔ بلکہ اپنے اس خداداد جوہر کو ہمیشہ خدمتِ ملک و ملت کے لئے استعمال کیا ہے۔ اُن کی زندگی کا بہت بڑا حصہ رسن و دار اور جدوجہد کی متحرک تصویر ہے۔ میں نے اُن کی زیرِ نظر تالیف کتاب کو اکثر مقامات سے دیکھا ہے۔ اور محسوس کیا ہے کہ انہوں نے مطالب و معانی قرآن کو جامۂ شعریت پہناتے وقت پورا خیال رکھا ہے۔ اُن کے اشعار میں کشش اور شیرینی ہے۔ جو کلامِ خداوندی کا مطالعہ کرنے والوں پر وجدانی کیفیت طاری و ساری کر دیتا ہے۔ اس دینی خدمت پر میں اپنے رفیق کو خراجِ تحسین و آفرین ادا کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ اُن کی قوتِ بیان میں مزید تقویت دے اور انہیں خدمتِ ملک و ملت کی زیادہ توفیق ارزانی کرے۔

محمد اشرف خاں عطاؔ

محترم ممتاز ملک صاحب بی۔ اے۔ مدیر مخابرات روزنامہ زمیندار لاہور

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزہ تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

شاعری زیادہ تر اس لئے بدنام ہے۔ کہ یہ قوموں پر جمود طاری کر دیتی ہے۔ انہیں عمل کی راہ سے ہٹا کر عیش و طرب میں گم کر دیتی ہے لیکن مبارک ہیں وہ ہستیاں جن کو خدا نے ایسا جذبہ عطا کیا ہو۔ کہ وہ بدنام شاعری میں بھی انقلاب لا کر شعر کو قوم کی بیداری کا ذریعہ بنا سکیں حضرت اسلم چشتی سیاسی شاعری پر بھی سبقت لے گئے ہیں۔ انہوں نے اُسی کلامِ الٰہی کی منظوم تفسیر پیش کی ہے۔ جس میں مسلمان کی پوری دنیوی غرضیکہ ہر طرح کی زندگی کے راز مضمر ہیں۔

خدا اسلم کی اس کوشش جمیل کو پروان چڑھائے اور نونہالانِ ملت اُن کی "زبانِ عرش" کے مطالعے سے فی الواقعہ زبانِ عرش کو سمجھ کر اس پر عامل ہو سکیں۔

ممتاز ملک۔

سید عابد علی صاحب عابدؔ پرنسپل دیال سنگھ کالج لاہور و فیلو پنجاب یونیورسٹی

ڈاکٹر اسلم چشتی صاحب نے قرآنِ حکیم کے بعض اجزا کے مطالب و معانی کو منظوم کیا ہے۔ بظاہر شائد یہ گمان گزرے کہ قافیے اور ردیف کی مجبوریاں شاعر کو اس معاملے میں کامیاب نہ ہونے دینگی۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ انہوں نے نہایت محنت اور دیانتداری سے مفہوم کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ ادبی خوبی کو قائم رکھا ہے۔ یہ اجتماع نادر ہے۔ میں چشتی صاحب کو مبارکباد کا مستحق سمجھتا ہوں۔ اور مجھے امید ہے۔ کہ اُن کی کتاب کو وہی مقبولیت حاصل ہو گی۔ جس کی وہ سزاوار ہے۔

سید عابد علی عابد

سید محمد یحییٰ علی شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ جیل سیالکوٹ۔

مقتدرہ ڈاکٹر محمد اسلم صاحب چشتی نے اخی المکرم شمس الاطبا فخر السادات سید ناظر حسین شاہ صاحب زنجانی:۔ مدیر اعلیٰ ماہنامہ "آئینہ قسمت" کے علم بار دولت کدہ کی ایک مجلس میں میرے وردِ لاہور پر اپنی تصنیف لطیف "زبانِ عرش" میں سے حاضرین کی استدعا پر سورہ کافرون۔ سورہ کوثر اور چند دیگر سورتوں کے منظوم تشریحی تراجم پڑھ کر سنائے۔ قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت قطعی مسلم تھی اور ہے کیونکہ اس نے فصحاء و بلغاء عرب کو گنگ کر کے تصویرِ حیرت بنا دیا تھا۔ لیکن منظوم ترجمہ میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کو مدِ نظر رکھ کر الفاظ کا زورِ بیان و برجستگی اور وسعتِ معانی کو اردو الفاظ میں خوب ادا کیا ہے۔ یہ

محمد انور صاحب قریشی بی اے ۔ بی ٹی (جالندھری)

ڈاکٹر حاجی محمد اسلم صاحب چشتی مدیر و مالک روزنامہ "صوت الحرم" لاہور کی نسبت میں نے ایک دفعہ یہ شعر کہا تھا (جو صوت الحرم میں شائع ہو گیا تھا) ؎

توم سراپا عقل کی خوگر عشق مجسم اسلم چشتی
عشق سے پیدا مردِ مجاہد، مرد مجاہد خاص بہشتی

الحمدللہ کہ آج میری شاعرانہ پیش گوئی کی تصدیق کرتے ہوئے آپ ایک جدید تر کامیاب انداز میں "زبانِ عرش" جیسی عرفانی تصنیف لیکر منظر عام پر آ رہے ہیں۔ "زبانِ عرش" کی عرش گیری کا یہ ایک ادنےٰ سا اعجاز ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب نے ایک انتہائی مشکل کام یعنی قرآنی حقائق و معارف کی منظوم تشریح کا جو بیڑا اٹھایا خدا نے انہیں اس منزل میں بھی کامیاب و کامران کیا۔ "زبانِ عرش" کما حقہٗ ہر قاری اس حقیقت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گا۔ کہ قرآن حکیم کے معانی کے اظہار کے لئے جس سوز، بیباکی اور زورِ بیان کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے ایک ایک شعر میں وہ وصف خورشید درخشاں کی طرح چمک رہا ہے میں ڈاکٹر صاحب کو اس جاودانی کارنامہ پر دلی مبارکباد دیتے ہوئے بارگاہِ رب العزت میں دست بدعا ہوں۔ کہ وہ آپکی محنت کو عالم اسلام میں وہ ہر دلعزیزی عطا فرمائے۔ جس کا ڈاکٹر صاحب کا خلوص اور جذبۂ تبلیغ اسلام متقاضی ہے۔

انور قریشی (بی اے۔ بی ٹی)

محمد اکرم صاحب شامی بی اے (جالندھری) سابق مدیر "دنیات" لاہور

ڈاکٹر حاجی محمد اسلم صاحب چشتی وہی کہنہ مشق شاعر و ادیب اور مشہور و معروف صحافی ہیں۔ جنکی تقریر و تحریر نوجوانانِ وطن میں برقی رو دوڑا دیتے ہیں دوست و دشمن سے یکساں خراجِ تحسین حاصل کر چکی ہے۔ "زبانِ عرش" ڈاکٹر صاحب کی پہلی تصنیف نہیں۔ لیکن اس حیثیت سے اس تصنیف کو اولیت کا درجہ ضرور حاصل ہے۔ کہ اس کے سلسلے میں ڈاکٹر صاحب ایک منتہائی کہنہ مشق، پختہ کار اور قادر الکلام شاعر کی حیثیت سے مطلع عام پر مہر و ماہ کی طرح چمکتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ اگرچہ قرآن و حدیث کے سلسلے میں رائے زنی کرنا صرف علمائے کرام کا حصہ ہے۔ مگر جہاں تک ڈاکٹر صاحب کے ترجمے، تشریح اور کلام کا تعلق ہے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ "زبانِ عرش" کا اسلوب بیان صرف ڈاکٹر صاحب کا حصہ ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسا بحرِ ذخار ہے۔ جس میں کوئی دل گردے والا اہل قلم ہی شناوری کر سکتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب چونکہ اس میدان میں انتہائی کامیاب و کامران نکلے ہیں۔ اس لئے میں آپ کو سچے دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں ـــــ مجھے یقین ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب کی اس کامیاب کوشش کو ملک و ملت میں انتہائی قبولیت حاصل ہو گی۔

محمد اکرم شامی

وجیہہ اللہ صاحب عرفانی سہروردی سابق مدیر "نوائے وقت" لاہور

میں نے ڈاکٹر حاجی محمد اسلم صاحب چشتی کی ایک تصنیف "نطق شہا" کا تعارف لکھکر آج سے دس سال پہلے اس رائے کا اظہار کیا تھا کہ ڈاکٹر صاحب کی شاعری اس مجاہد کی شاعری اور قوم کے حق میں ایک عرفانی پیغام کی حیثیت رکھتی ہے۔ جو اہل قلم بھی ہو اور اہل سیف بھی ـــــ مجھے خوشی ہے کہ میری وہ رائے قطعی درست ثابت ہوئی۔ اور آج ڈاکٹر صاحب نے "زبانِ عرش" جیسی جاودانی تصنیف لطیف منظر عام پر رکھکر ایک اور ایسا شاہکار پیش کر دیا ہے۔ جو میرے نزدیک صرف تائید ایزدی کے فیض و کرم کا نتیجہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے قرآن حکیم کے مطالب و معانی کی تشریح اور وہ بھی نظم میں کچھ اس انداز میں سپرد قلم کی ہے کہ میرے نزدیک اس منظوم تشریحی ترجمے کی جس قدر بھی قدر و منزلت کی جائے

ہو۔ جناب اسلم چشتی کی یہ محنت و کوشش بہت کامیاب نظر آتی ہے دعا ہے کہ خداوند کریم اسے قبولیت کا درجہ دے۔ مرتضیٰ احمد خاں

محترم ملک مراتب علی صاحب تائب ایم اے رمدیر ادبیات مغربی پاکستان لاہور)

ڈاکٹر الحاج اسلم چشتی ہمارے علمی و ادبی اور مذہبی حلقوں کی تحسین کے مستحق ہیں۔ کہ آپ نے "زبان عرش" جیسا شعر و سخن کا شاہکار پیش کیا۔ جو اپنی گوناگوں ادبی و شعری خوبیوں کے باعث ہمیشہ دنیائے ادب سے خراج تحسین حاصل کرتا رہے گا۔ "زبان عرش" میں قرآن حکیم کی سات سورتوں کا منظوم تشریحی ترجمہ پیش کیا گیا ہے اور اسی وجہ سے کتاب کا نام بھی "سبعۂ مقدسہ" ہے۔ جو ہمیں ان "سبعۂ معلقہ" کی یاد دلاتا ہے۔ جو کعبۃ اللہ کی دیواروں پر آویزاں تھے۔ لیکن اسلامی دور میں انہیں وہاں سے ہٹا دیا گیا۔ امید ہے اسلم چشتی کے "سبعۂ مقدسہ" اسلامی شاعری کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کریں گے۔ اس لحاظ سے تاریخ منظومات اردو میں بھی اس کتاب کو نادر و یگانہ حیثیت حاصل ہو سکتی ہے۔

اسلم چشتی صاحب ایک پختہ فکر مشاق اور نغز گو شاعر ہیں۔ آپ کی متعدد تصانیف نظم و نثر گزشتہ ۴۰ برس میں حسن قبول کا درجہ حاصل کر رہی ہیں۔ "زبان عرش" میں اپنے شوکت کلام اور سادگی اظہار کے ساتھ ساتھ ندرت بیان اور ندرت سخن کے جوہر ایسے پیش کئے ہیں۔ ان کی مثال ملک کے چوٹی کے ناظم ہی پیش کر سکتے ہیں۔ ان منظوم تراجم کے مطالعے کے بعد ہمارا کوئی نقاد اور سخن ور اس حقیقت کے اعتراف میں بخل سے کام نہیں لے سکتا۔ کہ اسلم چشتی کی یہ تالیفی تصنیف دنیائے ادب میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے ہم سمجھتے ہیں کہ شاہ آغا شاعر اور سیماب کی نامکمل کوششوں کے بعد قرآن حکیم کے ان منظوم تراجم نے یادگار حیثیت اختیار کر لی ہے۔ اس منظوم تالیف کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مختلف سورتوں کا تشریحی لیکن منضبط ترجمہ اور اس کی کافی موثر تفسیر و توجیہہ پیش کی گئی ہے۔ سورۂ "انا فتحنا" کا ترجمہ جسے راقم الحروف نے خاص طور پر دیکھا۔ اردو زبان کے ایک بے مثل ادب پارہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ امید ہے کہ "زبان عرش" فیضان عرش سے قبول عام حاصل کرے گی۔

(ملک) مراتب علی تائب

محترم جناب حاجی لق لق صاحب (مدیر مغربی پاکستان لاہور)

دلی کے ایک شاعر نے قرآن حکیم کا منظوم ترجمہ شائع کیا اور اسے شائع کر کے اس کا ایک نسخہ حضرت اکبر الہ آبادی کی خدمت میں برائے تبصرہ ارسال کر دیا۔ اکبر نے جواب میں اس شاعر کو لکھا کہ صاحب! آپ نے بڑا کام کیا۔ اب اگر کوئی اللہ کا بندہ اسے سارنگی پر سنا دے تو مزا آ جائے۔

خیر یہ تو محض ایک تفنن تھا۔ لیکن اگر کوئی صاحب کتاب پاک کا ترجمہ نظم میں ایسی خوبی کے ساتھ کر سکیں کہ کلام اللہ کا مفہوم اور اس کی روح بجنسہٖ قائم رہے۔ تو یہ ایک بڑا ادبی کارنامہ ہے۔

جہاں تک ڈاکٹر محمد اسلم صاحب چشتی کی ادبی قابلیت کا تعلق ہے۔ آپ نظم و نثر کو شگفتگی کے ساتھ لکھنے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ آپ نے ان مشکلوں پر قابو پا لیا ہے جو اس راہ میں حائل ہیں۔ سورتہ میں تو لڑکپن میں ایک کلمہ کا آدھا منظوم ترجمہ کر کے ہی رہ گیا تھا جو یہ ہے۔

آمنت باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ

تجھے اور تیرے فرشتوں کو مانا کتابوں کو اور تیرے نبیوں کو مانا

حاجی لق لق

محترم صالح محمد صاحب صدیقی (مدیر نشریات مغربی پاکستان لاہور)

ڈاکٹر اسلم چشتی صاحب ایک کہنہ مشق اخبار نویس اور ایک نغز گو شاعر و ادیب ہیں۔ ان کا شمار بھی ان دوستوں میں ہے جن پر میں بجا طور پر فخر کرتا ہوں۔ اور جو اپنی مسلمہ قابلیت کی وجہ سے ہر دو ارباب سخن سے خراج تحسین و تکریم حاصل کر چکے ہیں۔

مجھے اسلم چشتی صاحب کی زیر نظر کتاب پر طائرانہ نگاہ ڈالنے کا موقعہ ملا۔ ڈاکٹر صاحب نے قرآن مجید کی آیات کے مطالب و معانی کو نظم و شعر کا دلفریب لبادہ پہنا کر پیش کیا ہے۔ حسن بیان اور طرز نگارش میں اس قدر پختگی اور ہم آہنگی ہے کہ تعریف کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر اسلم چشتی صاحب کی یہ کوشش مستحق ستائش و تحسین ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی اس سعی کا اہل فکر و نظر تپاک خیر مقدم کریں گے۔ اور ان کی یہ کوشش یوم حشر میں ان کی شفاعت کا موجب بنے گی۔ اور لاتعداد قارئین کو بھی روحانی تشنگی کو اس چشمہ آب سے بجھانے کا موقعہ ملے گا۔

صالح محمد صدیقی

پس منظر

الحمد للہ کہ میری یہ ناچیز پیش کش جسے میں نے سبع مقدسہ یا زبان عرش کے نام سے موسوم کیا ہے آج ایک ایسے دور میں فرزندانِ توحید تک پہنچ رہی ہے جبکہ نہ صرف میرے نزدیک بلکہ ہر اس ذکی الحس مسلمان کے نزدیک اس قسم کی قرآنی تبلیغ کی اشد ترین ضرورت ہے جو اسلام اور صرف اسلام کے لئے جینے کا قائل ہے۔ کیونکہ قیام پاکستان سے پہلے اس برّ اعظم کی حالت کچھ اور تھی۔ لیکن آج قیام پاکستان کے بعد ہمارے اس محبوب وطن پاکستان میں آزادی کی نعمت نے جہاں ہمیں اپنی مرضی کے مطابق اپنے وطن کی تعمیر کے مواقع فراہم کر دیئے ہیں وہاں بے سروپا آزادی رائے نے ہمارے لئے ایک زبردست خطرہ بھی پیدا کر دیا ہے۔ یہ خطرہ مذہبی قیود کے خلاف لامذہبیت کا شکار ہونے والی آزادی پسند طبائع کی جارحانہ سرگرمیوں کی صورت میں ہر طرف منڈلا رہا ہے۔ اگر اس خطرے کے سدِّباب کے لئے مذہبی دنیا نے پوری قوت کے ساتھ انتہائی جدوجہد نہ کی تو مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں اسلامی پاکستان لامذہب پاکستان کی صورت نہ اختیار کر جائے۔ اگر ایسا ہوا تو اس کا لازمی اور قدرتی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم نے اسلامی پاکستان کے قیام کے لئے جو بے اندازہ مگر بے مثال قربانیاں دی تھیں وہ سب کی سب بیکار اور لایعنی ثابت ہو کر رہ جائیں گی فنعوذ باللہ من شرور انفسنا

میری اس حقیر کوشش "زبان عرش" کے خواندگانِ محترم غالباً اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ میں نے صرف حالاتِ حاضرہ سے متاثر ہو کر یہ اقدام کیا ہے مگر میں عرض کروں گا کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اور یہ حقیقت چونکہ اپنے دامن میں ایک تاریخ مستور رکھتی ہے اس لئے میرے خیال میں یہ اقدام غیر موزوں نہ ہوگا اگر میں اپنے قارئین کرام کو اس کی مختصر سی کیفیت سے بھی آگاہ کر دوں

اسے حسنِ اتفاق کہیئے یا کچھ اور کہ "زبان عرش" جو آج تعمیر پاکستان کے نازک ترین دور میں منظر عام پر آ رہی ہے اس وقت صفحہ قرطاس پر آ کر تکمیل پذیر ہوئی تھی جبکہ اسی لاہور میں صدر مسلم لیگ حضرت قائد اعظم محمد علی جناح رح نے پاکستان کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ قرارداد پاکستان کی منظوری کا مہینہ ماہ مارچ اور پاکستان کا نعرہ بلند کر کے دنیائے کفر میں زلزلہ پیدا کر دینے والا سال ۱۹۴۰ء صرف اسی عظیم المرتبت مگر فقید المثال اقدام کے باعث تاریخی سال کی حیثیت نہیں رکھتے بلکہ یہ مہینہ اور یہ سال اس حیثیت سے بھی ایک ناقابل فراموش تاریخی مقام کے حامل ہیں کہ اسی مہینے اور اسی سال میں ہندوستان بھر کے لاکھوں خاکساروں کی بے لوث مگر بے مثال قربانیوں کی داستان قبر بھی محض ...... کی کوتاہ بینی اور ہٹ دھرمی کے ہاتھوں اسی لاہور میں کھودی گئی تھی۔ ۱۹ مارچ ۱۹۴۰ء کے خاکسار پولیس تصادم کی جگر خراش داستان کو کون نہیں جانتا۔ یہ میری ناچیز کوشش "زبان عرش" اسی خاکسار

کہ ہے۔ اب اگر ڈاکٹر صاحب صرف "زبان عرش" کی نشر و اشاعت کے لئے اپنی بقیہ زندگی وقف کر دیں۔ تو انہیں اور کسی ادبی کاوش کی ضرورت نہیں کیونکہ "زبان عرش" کے سبب یہ یقین ہے۔ دنیائے ادب وانش انہیں فراموش نہیں کر سکتی! میرے نزدیک ڈاکٹر صاحب ساری قوم کے شکریے کے مستحق ہیں۔ انہوں نے اس گئے گزرے زمانے میں مسلمانوں کو ایک نئے مگر موثر انداز میں تبلیغ قرآن کی دعوت دی ہے۔ خدا کرے قوم اُن کی اس بروقت آواز کو سمجھے اور اس طرح ان کی یہ ادبی اور اسلامی کاوش قبولیت کا درجہ حاصل کرے

وجیہہ اللہ عرفانی سہروردی

بلکہ بااثر جوش و خروش سے متاثر ہو کر آتش زیرپا اور سراپا عمل بھی بن جائیں۔ یہ میرا ذاتی خیال تھا یا ندائے ہاتف! ـــــ خدا ہی بہتر جانتا ہے میں صرف اس قدر عرض کر سکتا ہوں کہ جونہی یہ خیال میرے دل میں پیدا ہوا میں نے بسم اللہ کر دی اور سنٹرل جیل لاہور میں سورۃ العصر، سورۃ الکوثر، سورۃ الاخلاص، سورۃ الکافرون، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس، کا نظم میں ترجمہ کر دیا۔ سنٹرل جیل لاہور میں میرے جیل کے ساتھیوں میں سے مولانا عبدالجبار خاں صاحب المسلم، خان خوشحال خاں صاحب جدون مرحوم مغفور، شیخ الفاضل مولوی علی احمد جان صاحب اور محترم المقام جناب وجیہہ اللہ صاحب عرفانی موجودہ مدیر مخابرات روزنامہ "نوائے وقت" لاہور خاص طور پر قابل ذکر ہیں اور میں نے مذکورہ قرآنی حصص کا منظوم ترجمہ کرنے کے بعد اوروں کے علاوہ ان حضرات کو بھی سنایا۔ بحمد للہ کہ ان تمام حضرات نے میری ازبسکہ حوصلہ افزائی فرمائی۔ ان حضرات کی اس ذرہ نوازی نے میری ڈھارس بندھائی اور میں نے اس سلسلہ میں مزید اقدام کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن ابھی یہ فیصلہ نہ کر پایا تھا کہ اب کس سورہ مقدسہ کے ترجمے کو نظم کا لباس پہناؤں کہ اسی دوران میں اللہ رب العزت کے فضل و کرم نے کفر کے "سبع معلقہ" (یعنی پولیس کی عائد کردہ ساتوں دفعات) کا طلسم توڑ کر رکھ دیا اور میں کئی خاکساروں کے ساتھ اس تاریخی مگر خوفناک ترین مقدمے سے صاف بری ہو کر رہا ہو گیا۔ ھذا من فضل ربی۔

اس مقدمے سے رہا ہونے کے بعد جیل سے باہر نکلا لیکن جذبۂ دروں نے آرام کرنے کی اجازت نہ دی اور میں نے فیصلہ کر لیا کہ جب تک اپنے بقیہ ساتھیوں کو بھی آزادی کی فضا میں نہ دیکھ لوں گا کسی پہلو چین نہ لونگا۔ بنابریں از سر نو مصروف کش مکش ہو گیا۔ ادھر حکومت بھی تاک ہی میں تھی پولیس نے ایک بار پھر مجھے آہنی زنجیروں میں جکڑ کر آہنی سلاخوں کے پیچھے مقید کر دیا۔ اب کی دفعہ ڈسٹرکٹ جیل راولپنڈی کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میرے حصے آئیں۔ یہاں پہنچتے ہی میں نے سورۃ الانفال کا منظوم ترجمہ شروع کر دیا۔ یہاں مجھے حضرت میر منظور محمود ولی وارثی، قاضی عبدالباقی ایم اے ایل ایل بی کے علاوہ مولانا مظہر علی صاحب اظہر بی اے ایل ایل بی اور شیخ حسام الدین صاحب بی اے کی ہم اسیری نصیب ہوئی۔ آخر یہاں میں نے سورۃ الانفال کا منظوم ترجمہ مکمل کرنے کے بعد مذکورہ حضرات کو سنایا اور میں ان کرمفرماؤں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ان میں سے ہر ایک نے مجھے اپنے زریں مشوروں سے سرفراز فرما کر میری ہمت افزائی فرمائی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ ڈسٹرکٹ جیل راولپنڈی کی دیواروں کو بھی آخر ایک دن مجھ سے نفرت ہوئی اور مجھے رہا کر دیا گیا۔ یہ سنہ ۱۹۴۱ء کا زمانہ تھا۔ راولپنڈی سے رہا ہونے کے بعد سنہ ۴۲ء تک میں پے بہ پے ایسی الجھنوں میں الجھا رہا کہ مجھے سر کھجانے کی فرصت نہ ملی۔ سنہ ۴۴ء میں لاہور پہنچا تو از سر نو صحافی زندگی میں اسیر ہو کر رہ گیا۔ اور آنکھ جھپکنے میں تین سال گذر گئے۔

سنہ ۴۷ء میں مشرقی پنجاب اور ہندوستان کے دیگر حصوں میں فرزندان توحید پر زمین تنگ کر دی گئی اور ان پر ناقابل بیان ظلم و ستم روا رکھے جانے لگے تو میں نے علامہ مشرقی کو ایک طویل مکتوب لکھا کہ وہ سیاسیات سے دستکش ہو کر خاکساروں کو لے کر صرف مسلمانوں کی جانیں بچانے کے لئے میدان میں نکل آئیں۔ دوسری طرف جب علامہ مشرقی نے میرے اس مخلصانہ مشورہ کو غرور و تمکنت کی ٹھوکر سے ٹھکراتے ہوئے سترہ سال تک خدمت خلق کرنے والے خاکساروں کو خالص مسلمانوں کی خدمت سے بھی محروم رکھا تو میں نے مجبور ہو کر سنہ ۴۷ء کے اواخر میں اپنا روزنامہ "صادق" جاری کیا۔ اس وقت چاروں طرف مسلمانوں کی جو حالت تھی اسے پیش نظر رکھتے ہوئے میں ایکبار پھر اس نتیجے پر پہنچا

پولیس تصادم کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوئی تھی۔ کیونکہ ان بظاہر بد قسمت مگر اپنی جگہ پر قطعی بے غرض اور سچے جاں نثار خاکساروں میں خود میں بھی شامل تھا جو . . . . کی یکسر غلط سیاست وقیادت کا شکار ہو کر ۱۹ مارچ سنہ ۴۰ء کے دن شاہراہ شیغم (نئی بازار) لاہور میں پولیس کے ساتھ ٹکرائے، ٹکرا کر سکھ پولیس اور سکھ فوج کی گولیوں کا شکار ہوتے ہوئے خون میں لوٹے اور سرزمین لاہور کو اپنے خون سے لالہ زار بنا گئے۔ آخر اس کفر واسلام یا عاقبت نااندیشی اور انگریز پرستی کی خوفناک آویزش کے دوران میں معمولی سا زخم کھانے کے بعد میں بھی دیگر سینکڑوں خاکسار مجاہدین کے ساتھ پابند سلاسل کر دیا گیا۔ اب سنٹرل جیل لاہور کی تنگ وتاریک کوٹھڑیاں، زخمیوں کی سسکیاں، غرور و تمکنت کا جبر وتشدد خاکساری وانکساری کا صبر وضبط اور شہدائے کے پسماندگان کی عرش عظیم کو لرزا دینے والی آہیں تھیں اور ہم تھے۔ ۱۹ مارچ کے تصادم سے دوچار ہونے والے سرفروشان ملت کے قافلے کے ہم بقیۃ السیف خاکساروں پر پولیس نے ایک دو نہیں بلکہ ۳۰۲ - ۳۰۷ - ۳۲۴ وغیرہ وغیرہ پوری سات دفعات چسپاں کر رکھی تھیں اس لئے مجھے اپنی جگہ پر یقین ہو چکا تھا کہ اس مقدمہ کا فیصلہ بآسانی اور بعجلت نہ ہو گا۔ اور جب تک مقدمہ کا فیصلہ نہیں ہوتا اس وقت تک کنج قفس سے رہائی حاصل کرنے کا تصور بھی محض خیال خام ہے۔ بنا بریں اس طویل مدت اسیری کو بہ سکون وطمانیت گزارنے کے لئے میں نے گوشۂ زنداں کو بھی فردوس بداماں بنانے کی فکر کی۔ مجھے چونکہ ابتدا سے ہی صرف قرآن حکیم اور تاریخ اسلام کے علاوہ کسی اور مضمون کے ساتھ کوئی خاص رغبت نہ تھی اس لئے اب زنداں میں بھی میں نے قرآن حکیم ہی کو اپنی قید تنہائی کا بہترین بلکہ زندگی بخش رفیق یقین کرتے ہوئے تمام تر توجہات اس کی طرف مرکوز کر دیں۔

ادھر جیل خانے کی دیواروں سے باہر کی دنیا کی یہ کیفیت تھی کہ جوں جوں وقت گذرتا جا رہا تھا مسلمانوں کے خواص وعوام ۱۹ مارچ کے خاکسار پولیس تصادم کو فراموش کرتے جاتے تھے۔ خاکساروں کی نام نہاد رہائی کمان ناتجربہ کار محض ہونے کے باعث کسی ایک بھی سیاسی چپقلش سے عہدہ برآ نہ ہو سکی نتیجہ معلوم! ——— اس وقت میرے قلب ودماغ کی کیفیت یہ تھی کہ اگر ایک طرف میں انگریز، انگریز دوست، انگریز پرست اور خود غرض مسلمانوں کی خود غرضیوں کی رفتار دیکھ دیکھ کر دل ہی دل میں جل رہا تھا تو دوسری طرف خود نام نہاد مذہب پرست مسلمانوں کی روح قرآن اور نبوی اسلام سے علانیہ بغاوت کے مناظر دیکھ کر سراپا کوہ آتش فشاں بنتا جا رہا تھا۔ اس دوزخی آگ کی حدت جب حد سے گذر گئی تو اب میں نے سوچنا شروع کیا کہ وہ چیز کیا ہو سکتی ہے جو مسلمان کو معنوی لحاظ سے اسلام کا دلدادہ وشیدا بنانے کے لئے کام میں لائی جائے ——— میں سوچتا رہا اور پیچ وتاب کھاتا رہا۔ یہاں تک کہ میرے اس سوال کا جواب مجھے میرے دل نے نہیں خود قرآن حکیم نے دیا اور یہ جواب دیا کہ مسلمان کو حقیقی مسلمان صرف قرآن ہی بنا سکتا ہے بشرطیکہ اسے قرآن اسی سادہ مگر دلنشین انداز میں سمجھانے کی کوشش کی جائے۔ جس سادہ مگر موثر انداز میں آج سے صدیوں پہلے مجاہدین عرب نے سمجھا اور دوسروں کو سمجھایا تھا۔ میرے ایک طویل المیعاد سوال کا جواب تو قرآن حکیم نے دیدیا لیکن اس کا جواب میں کہاں سے پاتا کہ عوام کو قرآن حکیم سمجھانے کا اہم ترین فرض کیونکر ادا ہو اور کون ادا کرے میں اسی ادھیڑبن میں تھا کہ ایک دن دل سے آواز آئی کہ قرآن حکیم کے بعض حصوں کو سلیس اردو نظم میں ترجمہ کیا جائے اور یہ نظم سلیس ہونے کے ساتھ پر جوش بھی ہو تا کہ مسلم عوام صرف سلاست کی چاشنی میں ہی نہ ڈوب جائیں

مقدمہ

(از محترم المقام جناب خان اصغر حسین خان نظیر لدھیانوی مدیر روزنامہ امروز)

قرآن کیا ہے؟ قرآن قرأ سے مشتق ہے۔ اس کے معنی ہیں "پڑھنے کے قابل کتاب" جامع الاشیاء اس کتاب پاک میں تمام مذاہب سابقہ پر تبصرہ کر کے ان کے اسرار و رموز اور آئین و ضوابط کو یکجا کر دیا ہے اس لئے اس کتاب کا نام قرآن ہوا۔ چونکہ قرآن مجید کی تعلیمات حق و باطل، کذب و صدق اور نور و ظلمت کو الگ الگ کرتی ہیں۔ ان کا باہمی تفاوت اور فرق ظاہر کرتی ہیں اس لئے قرآن مجید کو فرقان بھی کہا گیا ہے یعنی فرق و تفریق ظاہر کرنے والا قرآن کا مادہ قرأ ہے۔ اسی سے، قرأت اور مقاری وغیرہ الفاظ نکلے ہیں۔ قرآن کے لفظی معنی "پڑھا جانے والا" ہیں۔ چونکہ یہ کتاب کرۂ ارض کے ہر گوشے اور ہر کونے میں دن رات پڑھی جاتی ہے اس لئے اسم بامسمےٰ ہے۔ دنیا کی ہر زبان میں اس کتاب کے تراجم موجود ہیں حفاظ نے اسے حفظ کر رکھا ہے۔

قرآن لازوال ہے قرآن لوح محفوظ (ذہن الٰہی یا حافظۂ الٰہی) میں ازل سے مرقوم اور محفوظ ہے اور ابد تک رہے گا۔ اس لئے ذات الٰہی کی طرح لازوال ہے۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اور بے کم و کاست رہے گا اور اس کا ایک حرف بلکہ ایک شوشہ یا ایک نقطہ بھی تبدیل نہیں ہو سکتا۔ یہ حرف آور اریب سے تبدیل سے

چونکہ کلام الٰہی کلام الٰہی ہے اس لئے غیر حادث، غیر فانی، ازلی و ابدی اور لازوال ہے۔

قرآن کی اہمیت قرآن حکیم کی اہمیت کے متعلق اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم ہی میں جا بجا روشنی ڈالی ہے۔ پہلے پارہ کی پہلی ہی آیت ہے ذالک الکتاب لا ریب فیہ، یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں" جو شک و شبہ سے پاک و مبرا ہے۔ اس میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے بالکل صحیح ہے۔ اس کی صداقت مسلمہ ہے۔ اس کا کوئی اصول کوئی بیان کوئی طریق عمل کسی زمانے میں بھی غلط ثابت نہیں ہو سکتا۔ یہ ذہن فطرت اور سینۂ قدرت کی آواز ہے۔ نظام کائنات کا مرکز ہے۔ عالم ہستی کا ضابطۂ تعلیم ہے۔ پھر فرمایا فیھا کتب قیمۃ جس میں پائیدار صداقتوں کی کتابیں ہیں جو اٹل آئین ہے جس میں ہست و بود، آئین و اصول جمع کر دیئے گئے ہیں۔ اس میں لفاظی نہیں صداقتیں اور حقیقتیں ہیں۔ پھر ارشاد ہوا۔

کہ مسلمانوں کو اس ذلت و رسوائی سے محض اس لئے دوچار ہونا پڑ رہا ہے کہ وہ قرآن سے غافل اور خدا کی غیبی طاقتوں سے ناآشنائے محض تھے لہٰذا آج بھی ان کا علاج یہی ہے کہ انہیں قرآن سمجھایا جائے۔ اس خیال کے زیر اثر میں نے پہلی بار اپنے اس منظوم ترجمہ کو الماری سے نکالا اور اس کی طباعت کے متعلق ہاتھ پاؤں مارنے لگا اب ادھر تو میں اس منظوم ترجمے کو شائع کرنے کی فکر میں تھا ادھر روزنامہ 'صادق' نے مجھے ایسی انجمنوں میں جکڑا کہ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا سماں پیدا ہو گیا۔ لیکن ۱۹۵۸ء کے اواخر میں 'صادق' اور 'صوت الحرم' دونوں بند کر دیئے گئے اسی کش مکش میں ۱۹۵۸ء بھی ختم ہو گیا مگر ۱۹۵۹ء کے آغاز ہی میں میرے سر پر ایک اور قیامت ٹوٹی اور وہ یہ کہ میرا لخت جگر محمد سرور حسین چشتی ۱۹½ سال کی عمر میں عین عنفوان شباب میں مجھے داغ مفارقت دے گیا۔ میں اس صدمے کی تاب نہ لا کر لاہور کو خیرباد کہہ کر ہنگامۂ زندگی سے منہ موڑ کر گاؤں جا بیٹھا۔ آخر خدا خدا کر کے چھ ماہ کے بعد دل کو قدرے سکون میسر آیا تو پھر 'زبان عرش' کو منظر عام پر لانے کی کوشش کی۔ اور خدائے قدوس کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے میری کوششیں بار آور فرمائیں اور بالآخر برسوں کے انتظار کے بعد آج 'زبان عرش' قوم کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

اب اس سمع خراشی کو ختم کرنے سے پہلے ایک بار پھر دیوانگان مذہب سے معروض ہوں کہ جہاں تک مذہب و لامذہبیت کی جنگ کا تعلق ہے اس کے سلسلے میں قیام پاکستان کے بعد یہاں یہ تبدیلی واقع ہوئی ہے کہ اب انگریزوں کے بعد اسلام دشمنی کا کام خود نام نہاد اسلام دوست مسلمانوں نے سنبھال لیا ہے اور وہ اب مختلف روپ بھر کر اسلام کی بیخ کنی میں مصروف ہیں۔ اس طرح لامذہبیت کی بجلیاں خرمن مذہب کو خاکستر بنانے کی منظم کوششوں میں مصروف ہیں۔ اس پہلو سے میرے ترجمہ کرنے کے دور اور اس کی اشاعت کے زمانے کی ہم آہنگی قطعی ظاہر ہے۔ لہٰذا مذہب کو دشمنوں کی زد سے بچانے کے لئے سینہ سپر ہو جائیے اور مذہب کی اشاعت و تبلیغ کے لئے آپ کے امکان میں جو کچھ بھی ہے قربان کر دیجئے۔ اس کے ساتھ ہی ان لوگوں کے خلاف بھی عملاً جہاد کیجئے جو مذہب کو آلۂ کار بنا کر مذہب کی آڑ میں بنی نوع انسان کو برباد کر رہے ہیں۔ وقت نہ صرف تھوڑا بلکہ بہت نازک بھی ہے اور دوسری طرف کام بہت بڑا اور راہ ازحد کٹھن ہے اس لئے سر بکف اور کفن بردوش ہو کر نکلیے۔ یاد رکھیے خدا صرف ان کی مدد کرتا ہے جو کچھ کرنے کے لئے خود ہاتھ پاؤں مارنے کی جدوجہد کرتے ہیں۔ اگر آپ نے مذہب کے بوستان کو لامذہبیت کی تباہ کن چنگاریوں سے محفوظ و مامون رکھنے کے لئے معنوی سعی و کشمکش شروع کر دی تو یقین کیجئے انشاء اللہ العزیز میدان آپ کے اور صرف آپ کے ہاتھ رہیگا۔

المختصر یہ کہ یہ تھے وہ جذبات صادقہ جو 'زبان عرش' کی تکمیل کا باعث ہوئے اور آج بھی یہی جذبات ہیں جو 'زبان عرش' کو کتابی صورت میں لے کر آپ تک پہنچے ہیں۔ خدا کرے کہ میری یہ حقیر سی کوشش آپ کی ادنیٰ سی ہی خدمت کر سکے۔ گر ایسا ہوا تو میں سمجھوں گا کہ میری محنت ٹھکانے لگی۔

احقر العباد
محمد اسلم چشتی عفی عنہ

مزنگ لاہور
یکم شوال ۱۳۷۸ھ

قرآن حکیم کی ترتیب

قرآن کریم کو ایک سو چودہ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر باب کو قرآنی اصطلاح میں سورۃ (سورت) کہتے ہیں۔ سورہ کے معنی ہیں بلند و بالا۔ قرآن کریم کی یہ سورتیں چھوٹی بڑی ہیں قرآن کریم کی بڑی سورتیں اول میں ہیں اور چھوٹی آخر میں۔ قرآن کی سب سے بڑی سورت قرآن کریم کے $\frac{1}{12}$ حصے پر مشتمل ہے۔ اور قرآن کی سب سے چھوٹی سورت صرف تین آیات کی ہے۔ لیکن قرآن کریم کی ہر سورت بذات خود مکمل ہے اور جزو قرآن ہونے کی وجہ سے بذات خود قرآن یا کتاب ہے۔ اس طرح قرآن حکیم ۱۱۴ کتابوں کا مجموعہ بن گیا ہے۔

قرآن کریم کی جو بڑی سورتیں ہیں انہیں رکوعوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مختلف رکوع مختلف موضوعات سے متعلق ہیں لیکن ایک دوسرے کے ساتھ مرلوبط و منسلک ہیں۔ بعض لوگ غلطی سے قرآن مجید کو غیر مسلسل یا غیر مربوط سمجھتے ہیں لیکن یہ ان کے فہم کی کوتاہی ہے۔ بعض نافہم عام شعرا (مثلاً مومن و غالب) کے کسی شعر کے دو مصرعوں کو بے ربط کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ بے ربط نہیں ہوتے ان میں نہایت نازک مگر بلیغ ربط موجود ہوتا ہے اسی طرح قرآن حکیم کی آیات میں بھی کامل ربط و تسلسل موجود ہے جسے سمجھنے کے لئے قرآنی طرز بیان اور اصول بلاغت سے واقف ہونے کی ضرورت ہے۔

آیہ یا آیت

آیت کے معنی ہیں نشان۔ اصطلاح میں قرآن کے ایک فقرہ کو آیت کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں لفظ آیت (اور جمع آیات) اور نشانی (معجزے یا حقیقت) کے معنوں میں جا بجا آیا ہے۔ قرآن کریم میں آیت کو اللہ کی طرف سے ایک پیام یا "الہام" اور قانون کے معنی میں بھی استعمال کیا گیا ہے۔ قرآن حکیم کی جملہ آیات کی تعداد چھ ہزار دو سو سینتالیس ہے۔ اور اگر ہر سورت کے آغاز میں آنے والی بسم اللہ کو بھی ایک آیت شمار کیا جائے تو پھر آیات کی تعداد چھ ہزار تین سو ساٹھ ہو جاتی ہے۔

قرآن کریم کے اجزاء

قرآن کریم کی ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسے تیس مساوی اجزا میں تقسیم کیا گیا ہے جنہیں عربی میں جز اور فارسی میں پارہ کہتے ہیں۔ اس تقسیم کو قرآن حکیم کے نفس مضمون سے کوئی تعلق نہیں بعض مقامات پر ایک جز میں جو مسئلہ زیر بحث ہے وہ طویل ہو کر دوسرے جز میں بھی چلا گیا ہے۔ اس تقسیم سے قرآن کو صرف تیس برابر (تقریباً برابر) حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ چونکہ قرآن حکیم ایک ضخیم کتاب ہے بعض سورتیں دو دو ڈیڑھ ڈیڑھ سو آیات پر مشتمل ہیں اور بعض چند آیات پر۔ ترتیب میں یہ اصول رکھا گیا کہ بڑی سورتیں شروع میں رکھی گئیں اور چھوٹی آخر میں۔ پھر سارے قرآن مجید کو تیس حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ تاکہ اس کے پڑھنے یاد رکھنے اور حفظ کرنے میں سہولت ہو۔ اسی طرح قرآن کو سات روز میں پڑھ کر ختم کرنے کے لئے اسے سات حصوں میں بھی تقسیم کیا گیا ہے اس ہر حصہ کو منزل کہتے ہیں۔ اس طرح قرآن حکیم کی سات منزلیں ہیں۔

کیونکر نازل ہوا

قرآن مجید وقتاً فوقتاً ٹکڑوں میں نازل ہوا لیکن ترتیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بتاتے تھے۔ یعنی جو آیات نازل ہوتیں آپ فرما دیتے کہ یہ آیت فلاں سورت کی فلاں آیات کے آگے درج کی جائیں۔ بعض اوقات مکمل سورت نازل ہوتی۔ اس طرح یہ کتاب مقدس ۲۳ سال میں مکمل ہوئی بعض بڑی سورتیں یکبارگی اور بعض چھوٹی سورتیں وقتاً فوقتاً نازل ہو کر مکمل ہوئیں۔ قرآن کی موجودہ ترتیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منشائے الٰہی کے مطابق خود دی ہے۔ حفاظ کو اسی ترتیب کے مطابق قرآن مجید

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ہم نے کتاب میں کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا۔" قرآن حکیم مکمل ضابطہ قانون ہے اس میں کسی صداقت یا حقیقت کے اضافے کی گنجائش نہیں۔ کوئی فلاسفر یا عالم یا مصنف قرآن سے الگ ہو کر کوئی مزید حقیقت بیان نہیں کر سکتا۔ سینکڑوں مجالس اقوام مل کر کوئی چارٹر مرتب کر لیں۔ کوئی کتاب قانون یا ضابطۂ عمل بنالیں قرآنی صداقتیں اور قرآنی حقیقتیں اس سے بہت بالا ہیں مسلمان کے لئے قرآن کی موجودگی میں کسی چارٹر کسی میثاق کسی ارضی لائحہ عمل کی ضرورت نہیں۔ اس کے پاس ازلی و ابدی مکمل و کامل کتاب آئین موجود ہے جس میں شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں۔

غیروں کی شہادتیں قرآن مجید کی سچائی اور شہادتوں کے متعلق بے شمار مشاہیر عالم نے شہادتیں دی ہیں۔ انہوں نے قرآن کی صداقت اور سچائی کو تسلیم کیا ہے۔ راڈویل صاحب اپنے ترجمۂ قرآن کے دیباچہ میں لکھتے ہیں "قرآن ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی عمیق سچائی ہے جو ایسے الفاظ میں بیان کی گئی ہے جو باوجود مختصر ہونے کے کثیر الدلالت محکم اور مدلل ہیں" گبن، کارلائل، باسورتھ سمتھ اور جان فنڈ وغیرہ مقر ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے۔ جان فنڈ لکھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تورات اور انجیل کبھی نہیں پڑھی یا سنی تھی پھر ایک ان پڑھ قرآن ایسی لازوال انقلاب انگیز صداقتوں سے معمور کتاب کیونکر لکھ سکتا ہے۔ اور اس میں جا بجا کتب سماوی کے حوالے کیونکر دے سکتا ہے۔ جب اس نے تورات و انجیل ان پڑھ ہونے کی وجہ سے پڑھی نہیں۔ قرآن یقیناً کلام الٰہی ہے۔ جب قرآن کلام الٰہی ہے تو یقیناً روح صداقت ہے۔

مسٹر طامس کارلائل اپنی کتاب "ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ" کی جلد دوم میں لکھتے ہیں "میرے نزدیک قرآن میں سچائی کا جوہر اس کے تمام معانی میں موجود ہے جس نے اس کو وحشی عربوں کی نظر میں بیش بہا کر دیا۔"

مسٹر گاڈفرے ہگنس لکھتے ہیں "مسیح کی انجیل کی طرح قرآن غریب آدمی کا دوست اور غمخوار ہے۔ بڑے دیوں کی ناانصافی کی جابجا مذمت کرتا ہے۔ آدمیوں کی توقیر مدارج کے اعتبار سے نہیں کرتا بلکہ عمل کے اعتبار سے عزت کرتا ہے۔"

جرمن مصنف گوئٹے کہتا ہے۔ "ہم جوں جوں قرآن پر زیادہ غور کرتے ہیں اس کی عظمت بڑھتی جاتی ہے وہ ہمیں بتدریج اپنا فریفتہ بناتا ہے پھر فرحت آمیز تحیر میں ڈال دیتا ہے۔"

مورخ اوکھارٹ لکھتا ہے "اصول شرع اسلام میں سے ہر ایک اصل کو دیکھئے تو وہ فی نفسہٖ ایسی موثر اور ممدہ ہے کہ شارع اسلام کی فضیلت و شرف کے لئے قیامت تک کافی ہے۔"

قرآن حکیم کے مختلف نام قرآن مجید۔ فرقان حمید۔ الکتاب۔ الذکر۔ الموعظہ۔ الحکم۔ الحکمت۔ الشفا۔ الھدیٰ التنزیل (آسمان سے نازل ہوئی) الرحمت۔ الروح۔ الخیر۔ البیان۔ النور۔ النعمت۔ البرہان۔ القیوم (آن کتاب زندہ قرآن حکیم) امیامین۔ الحق۔ یہ سب قرآن مجید ہی کے نام ہیں۔ ان کے علاوہ قرآن مجید کو اشارتاً بعض اور ناموں سے بھی موسوم کیا گیا ہے مثلاً المبین۔ الکریم۔ المجید۔ الحکیم۔ عربی مبین العزیز۔ المکرمہ۔ المرفوعہ۔ المطہرہ۔ العجب۔ مبارک۔ مصدق وغیرہ۔

کیا گیا ہے جو یہ ہیں۔
اول۔ وہ سورتیں جو حضور اکرم کی بعثت کے بعد ابتدائی مکی زندگی میں نازل ہوئیں یعنی نبوت کے پہلے پانچ سالوں میں۔
دوم۔ وہ سورتیں جو حضور کی مکی زندگی کے وسطی زمانہ میں نازل ہوئیں۔ یعنی مکی زندگی کے چھٹے سے دسویں سال تک۔
سوم۔ وہ سورتیں جو حضور کی مکی زندگی کے آخری عہد میں نازل ہوئیں یعنی آخری تین سالوں میں
مکی سورتوں کی شان نزول تاریخ اور وقت قطعی طور سے معلوم ہے۔ تمام سورتوں کے نزول کا تاریخ وار نقشہ حسب ذیل ہے۔

مقام نزول و وقت نزول	سورتوں کی تعداد	سورتوں کے نام
مکی سورتیں ابتدائی مکی زندگی میں	۶۰ سورتیں	الفاتحہ۔ بنی اسرائیل۔ الکہف۔ مریم۔ طٰہٰ۔ الانبیاء۔ قٓ الذاریات الطور۔ النجم۔ القمر۔ الرحمٰن۔ الواقعہ۔ الملک۔ القلم۔ الحٰقہ۔ المعارج نوح۔ الجن۔ المزمل۔ المدثر۔ القیامہ۔ الانسان۔ المرسلات۔ النبا۔ النازعات۔ [illegible]۔ التکویر۔ الانفطار۔ التطفیف۔ الانشقاق۔ البروج الطارق۔ الاعلیٰ۔ الغاشیہ۔ الفجر۔ البلد۔ الشمس۔ اللیل الضحیٰ۔ الانشراح۔ التین۔ العلق۔ القدر۔ البینہ۔ الزلزال۔ العادیات القارعہ۔ التکاثر۔ العصر۔ الھمزہ۔ الفیل۔ القریش۔ الماعون۔ الکوثر۔ الکافرون۔ اللھب۔ الاخلاص۔ الفلق۔ الناس
مکی زندگی کا وسطی دور	۱۷ سورتیں	العنکبوت۔ الروم۔ لقمٰن۔ السجدہ۔ سبا۔ الفاطر۔ یٰسین۔ الصٰفٰت صٓ۔ الزمر۔ المومن۔ حٰمٓ۔ الشوریٰ۔ الزخرف۔ الدخان۔ الجاثیہ۔ الاحقاف۔
مکی زندگی کا آخری دور	۱۵ سورتیں	الانعام۔ الاعراف۔ یونس۔ ھود۔ یوسف۔ الرعد۔ ابراھیم۔ الحجر۔ النحل۔ الحج۔ المومنون۔ الفرقان۔ القصص۔ [illegible]۔ النمل
مدنی زندگی [illegible] سے [illegible] تک	۶ سورتیں	البقرہ۔ الانفال۔ محمد۔ الصف۔ الجمعہ۔ التغابن

حفظ کرایا گیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت کوئی تحریری نسخہ قرآن مجید کا موجود نہیں تھا قرآن مجید مکمل نسخہ کی صورت میں حضرت عثمان غنی کے عہد خلافت میں تحریر کیا گیا۔ بعض روایتوں میں ہے حضرت عمرؓ فاروق نے اپنے عہد خلافت میں قرآن مجید کو ثقہ حفاظ سے لکھوا کر حضرت عثمان کی تحویل میں دے دیا تھا۔

بہر حال قرآن مجید کی موجودہ ترتیب و تحریر خلفائے راشدین اور صحابہ کرامؓ کی نگرانی میں حفاظ کی امداد سے عمل میں لائی گئی۔ لیکن اس امر کا خاص خیال رکھا گیا کہ ترتیب وہی رہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ اور یہی الہامی اور الٰہی ترتیب ہے جیسا کہ خود قرآن کریم کا دعوٰی ہے چنانچہ سورہ قیامہ میں ارشاد ہوتا ہے "قرآن مجید کی ترتیب و تنزیل و قرأت کے ذمہ دار ہم خود ہیں"۔ پس نہ صرف قرآن حکیم من جانب اللہ ہے بلکہ اس کی ترتیب تحریر تقسیم اور قرأت بھی من جانب اللہ ہے۔

یہ خیال غلط ہے کہ قرآن حکیم کو حضرت ابوبکر صدیقؓ یا عمر فاروقؓ یا حضرت عثمان غنیؓ نے ترتیب دیا۔ بلکہ حقیقت یہی ہے جو ہم نے اوپر بیان کی ہے۔ البتہ خلفائے راشدین نے اصل نسخے سے قرآن مجید کی نقول تیار کرا کر مختلف ممالک کو بھیجیں۔ اس زمانے میں چھاپہ ایجاد نہیں ہوا تھا اس لئے قرآن حکیم کے قلمی نسخے تیار کئے جاتے تھے۔ کاغذ کا رواج بھی عام نہیں تھا اس لئے قرآن مجید تختیوں، ہڈیوں اور چمڑے کے پتوں پر تحریر کیا جاتا تھا۔

ان تمام دقتوں اور مشکلات کے باوجود قرآن مجید کے نقل کرنے میں کمال احتیاط سے کام لیا گیا۔ اور یہ دنیا بھر میں قرآن کے جو نسخے موجود ہیں ان میں بال برابر بھی اختلاف نہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید کا محافظ خود اللہ تعالٰے ہے۔ نحن نزلنا الذکر و نحن لہ حافظون

مکی و مدنی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے دو حصے ہیں۔ ایک مکی دوسرا مدنی۔ اسی طرح قرآن مجید کے بھی دو حصے ہو گئے ہیں یعنی ایک حصہ وہ جو مکہ معظمہ میں نازل ہوا۔ دوسرا وہ جو مدینہ منورہ میں اترا۔ مکی سورتوں میں وہ سورتیں شامل ہیں جو مکہ معظمہ میں ۱۳ سال کے عرصہ میں نازل ہوئیں۔ اور مدنی سورتوں میں وہ سورتیں ہیں جو مدینہ منورہ میں دس سال کی مدت میں نازل ہوئیں۔ چنانچہ ۹۳ سورتیں ۱۳ سال میں مکہ معظمہ میں نازل ہوئیں اور ۲۱ سورتیں دس سال میں مدینہ طیبہ میں اتریں۔ سورہ النصر ایسی سورت ہے کہ حضرت کی مدنی زندگی میں نازل ہوئی لیکن ایسے وقت میں جب حضورؐ "حج الوداع" کے موقعہ پر مکہ معظمہ میں موجود تھے اس لئے یہ سورت مکی بھی ہے اور مدنی بھی۔

تمام بڑی سورتیں مدنی ہیں اور قرآن مجید کے ۱/۳ حصے پر مشتمل ہیں۔ قرآن مجید کی ترتیب میں مکی و مدنی سورتوں کا کوئی امتیاز نہیں رکھا گیا۔ تقدم و تاخر میں کسی سورت کو ترجیح نہیں دی گئی۔ چنانچہ سورہ فاتحہ یا الحمد جو دروازہ قرآن ہے مکی ہے۔ اس کے بعد چار سورتیں مدنی ہیں اور یہ چار سورتیں قرآن مجید کے ۱/۵ حصہ پر حاوی ہیں۔ پھر آگے مکی و مدنی ملی جلی سورتیں ہیں۔

نزول کا وقت

اکثر سورتوں کے نزول کی تاریخ اور دن معلوم ہے لیکن بعض بعض سورتوں کے نزول کا وقت اور تاریخ متعین نہیں۔ انہیں عام طور سے تعین وقت کے لئے تین حصوں میں تقسیم

شائع ہوئے ہیں ان کی فہرست مرتب کرنا بیحد دشوار ہے۔ البتہ اس دور سے پہلے جب نشر و اشاعت کی موجودہ سہولتیں نہ تھیں قرآن مجید کے جو تراجم شائع ہوئے ہیں ان کی مختصر فہرست ذیل میں درج ہے۔

نمبر شمار	نام مترجم	زبان ترجمہ	سال ترجمہ
۱	رابرٹ روٹن این سن	لاطینی	سنہ ۱۱۴۳ء
۲	انڈریا ارادابین	اطالوی	سنہ ۱۲۰۰ء
۳	جوہانامی انڈریاس	ارگونین	سنہ ۱۵۰۰ء
۴	انڈریو ڈوراٹیئر	فرانسیسی	سنہ ۱۶۰۰ء
۵	الیگزینڈر راس	انگریزی	سنہ ۱۶۰۰ء
۶	لوئس مراکول	لاطینی	سنہ ۱۶۹۸ء
۷	جارج سیل	انگریزی	سنہ ۱۷۳۴ء
۸	سیوارے	فرانسیسی	سنہ ۱۷۸۳ء
۹	میگرلن	جرمن	سنہ ۱۷۷۲ء
۱۰	وائل	جرمن	سنہ ۱۸۲۸ء
۱۱	گارسن ڈی ٹاسی	فرانسیسی	سنہ ۱۸۲۹ء
۱۲	کاس مرسکی	"	سنہ ۱۸۴۰ء
۱۳	السمان	جرمن	سنہ ۱۸۴۰ء
۱۴	جے ایم راڈویل	انگریزی	سنہ ۱۸۶۱ء

مندرجہ بالا تراجم کے علاوہ بیسویں صدی سے پہلے دنیا بھر کی زبانوں میں نہ صرف قرآن مجید کے بیشمار تراجم شائع ہوئے بلکہ یورپ کے بعض ممالک میں عربی زبان میں قرآن مجید شائع کئے گئے۔ سنہ ۱۵۱۵ء میں اسکندر پگنین نے وینس میں۔ سنہ ۱۶۹۴ء میں ابراہام ہنکلمن نے ہمبرگ میں اور سنہ ۱۸۳۴ء میں فلوگل نے لیپزگ میں شائع کرکے اس درس حقانی اور پیغام ربانی کو لوگوں تک پہنچایا جو حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت اللہ تعالےٰ نے بنی نوع انسان کی بھلائی اور بہتری کے لئے بھیجا تھا۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کی طرف سے جو معرا اور معہ ترجمہ قرآن مجید اور تفاسیر شائع ہوتی رہی ہیں اور ہو رہی ہیں وہ حد شمار سے باہر ہیں۔ اس لئے بخوف طوالت ان کا ذکر نظر انداز کیا جاتا ہے۔

پاکستان اور قرآن

پاکستان کا قیام مسلمانوں کی اکثریت کی بنا پر عمل میں آیا ہے اس لئے پاکستان کا اسلام اور قرآن سے گہرا تعلق ہے۔ اس کے علاوہ ملک پاکستان اسلامی دنیا میں سب سے بڑا ملک ہے۔ اس لئے دین و قرآن کی اشاعت و حفاظت کا فرض زیادہ تر پاکستان ہی پر عائد ہوتا ہے۔ پاکستان

۳ سے ۴ ہجری تک	۳ سورتیں	آل عمران ۔ المجادلہ ۔ الحشر
۵ سے ۸ ہجری تک	۹ سورتیں	النساء ۔ المائدہ ۔ النور ۔ الاحزاب ۔ الفتح ۔ الحدید التغابن ۔ المنافقون ۔ الطلاق
۹ سے ۱۰ ہجری تک	۴ سورتیں	البرات ۔ الحجرات ۔ التحریم ۔ النصر

مفہوم کے اعتبار سے مکی سورتوں میں اللہ تعالٰی کی توحید اور محمد مصطفٰے کی رسالت زہد و تقویٰ ۔ پاکیزگی اور طہارت کی تعلیم دی گئی ہے۔

مدنی سورتوں میں عقائد کو عملی جامہ پہنانے کی تعلیم ہے ۔ مدنی سورتوں میں زندگی کے ہر شعبے کے متعلق آئین ضوابط اور جہانبانی کے اصول بتائے گئے ہیں ۔ دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن مجید کی مکی سورتوں میں ذہنی انقلاب پیدا کرنے والا پیغام ہے ۔ اور مدنی سورتوں میں عملی انقلاب کی دعوت ہے جس سے قوم کی تعمیری تمنّی ہوتی ہے ۔

مکی اور مدنی سورتوں میں مفہوم کے لحاظ سے ایک یہ تفاوت بھی ہے کہ مکی سورتوں میں پیغمبرانہ پیش گوئیاں پائی جاتی ہیں مدنی سورتوں میں ان پیشگوئیوں کے عالم ظہور میں آنے کی بشارت وقت کے تعین کے ساتھ دی گئی ہے۔

اشاعت قرآن

علامہ اقبال فرماتے ہیں ؎

تھا ضبط بہت مشکل اس سیل معانی کا کہہ ڈالے قلندر نے اسرار کتاب آخر

دنیا میں قرآن مجید کے برابر کسی آسمانی یا ارضی کتاب کی اشاعت نہیں ہوئی ۔ قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جس کی اشاعت حساب و کتاب کی حدود سے باہر ہے ۔ اگر عام تلاوت اور نماز پنجگانہ کو بھی اشاعت قرآن کے ضمن میں شامل کیا جائے تو اشاعت کا احاطہ اتنا وسیع ہو جاتا ہے کہ وہ فہم و قیاس میں آ ہی نہیں سکتا ۔ اس طرح قرآن مجید کا بنیادی دعوٰے "رحمۃ للعالمین" آفتاب درخشاں ہو کر ظاہر ہوتا ہے ۔

تراجم

قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے کہ جس کے تراجم دنیا کی بے شمار زبانوں میں پے در پے ہوتے ہیں اور ہوتے رہتے ہیں ۔ اقوام عالم نے قرآن حکیم کے اسرار و رموز معلوم کرنے کے لئے اس کے تراجم اپنی زبانوں میں کئے اور اس سے فلسفۂ اجتماع علم النفس اور فرد و جماعت کے باہمی ربط کے متعلق علوم کی بنیاد ڈالی ۔ اسلام کے عالم وجود میں آنے سے پہلے دنیا کا ذہن فرد و جماعت کی تشکیل و ترتیب ۔ ان کے عادات و ممکنات اور ان کی جملہ خصوصیات سے نا واقف تھا ۔ اسلام کے ظہور اور اس کی عالمگیر ترقی اور بے پناہ ہمہ گیری کو دیکھ کر اقوام عالم کو قرآن مجید کی طرف متوجہ ہونا پڑا ۔ قرآن کے مطالعہ سے انہیں معلوم ہوا کہ جماعت کی تشکیل کے لئے افراد کے ذہنی تاثرات اور فطری قوتوں میں یکسانیت پیدا کرنے کی ضرورت ہے ۔ اس طرح فلسفۂ اجتماع کی ضرورت پڑی ۔ اجتماعی زندگی کی ترقی کے اصول قرآن مجید ہی سے دنیا نے اخذ کئے اور اس سے مسلمانوں سے زیادہ غیر مسلموں نے فائدہ اٹھایا ۔

موجودہ دور تو علمی ترقی کا دور ہے اس زمانے میں قرآن مجید کے تراجم جو مسلمانوں اور غیر مسلموں کی طرف سے

قوم کے روبرو پیش کیا ہے ۔ یہ منظوم ترجمہ جیسا کہ آئندہ صفحات میں ظاہر ہو گا نہ صرف ایک اچھوتا اور عدیم المثال ترجمہ ہے بلکہ اس حیثیت سے ایک بے مثال کارنامہ ہے کہ آپ نے ہر آیہ کریمہ کا شان نزول یا پس منظر بھی نظم میں کمال خوش اسلوبی سے دکھایا ہے ۔ اس سے یہ فائدہ ہوا کہ پڑھنے والا ہر آیت کے مفہوم کو نہایت آسانی سے سمجھ سکتا ہے ۔ یہ اس ترجمے کی سب سے بڑی خوبی ہے

منظوم ترجمے

پاکستان کے قیام سے پہلے بھی اردو زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ نظم میں کرنے کی کوشش کی گئی کسی شاعر نے سورۃ کا بھی نظم میں ترجمہ کیا تھا کسی نے بعض ارکان اسلام کا مفہوم اردو نظم میں بیان کیا لیکن جہاں تک ہمیں معلوم ہے کسی صاحب کو پورے قرآن مجید کا نظم میں ترجمہ پیش کرنے کی توفیق نہیں ہوئی ۔

حضرت آغا شاعر دہلوی نے قرآن حکیم کا اردو میں منظوم ترجمہ کرنے کا بیڑا اٹھایا تھا چنانچہ آپ کے ترجمہ کا پہلا پارہ ہی زیور طبع سے آراستہ ہوا ۔ اس کے بعد کچھ پتہ نہ چل سکا کہ آپ نے مزید پاروں کا ترجمہ کیا یا ایک ہی پارہ کا ترجمہ کر کے بعد آپ کا توسن طبع تھک گیا ۔

حضرت آغا شاعر نے پہلے پارہ کا جو منظوم ترجمہ شائع کیا تھا وہ لفظی ترجمہ تھا اس لئے نظم سادہ اور غیر موثر رہی ۔ اس میں دلکشی اور اثر پیدا نہ ہوا ۔ اس لئے شائقین کی توجہ اپنی طرف مبذول نہ کر سکا ۔ جب تک مختلف آیات کا شان نزول اور پس منظر نہ بیان کیا جائے ترجمہ عام فہم اور موثر نہیں ہو سکتا ۔ ہمیں مسرت ہے کہ حضرت اسلم چشتی کا یہ منظوم ترجمہ اس لحاظ سے اردو میں پہلی کوشش ہے جس میں آیات کے شان نزول اور واقعات کے پس منظر کی طرف زیادہ توجہ دی گئی ہے ۔ اس کے علاوہ شاعر کو قرآنی مطالب پر عبور حاصل ہے بلکہ قرآنی تعلیمات اور قرآنی اسرار سے عشق ہے ۔ ظاہر ہے کہ جس چیز کا محرک عشق ہو اس میں دلکشی جاذبیت اور اثر کا پیدا ہو جانا ضروری ہے ۔ حضرت اسلم چشتی کے ترجمے میں جذب اور اثر کی موجودگی کی وجہ یہی ہے کہ ان کے دل و دماغ پر صہبائے حجازی کا نشہ طاری ہے ایک ایک آیت ان کی محبوب ہے جس کے ہر خط و خال پر ان کا دل لوٹ رہا ہے ۔ انہوں نے اپنے ترجمے میں ان خط و خال کو موثر الفاظ میں نمایاں کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے ۔

زیر نظر ترجمہ کی خصوصیات

قوم کو حضرت اسلم چشتی کا ممنون ہونا چاہیئے کہ انہوں نے قیام پاکستان کے بعد اپنی شاعری سے وہ کام لینا شروع کیا ہے جو ایک سچے مسلمان کے لئے بیحد ضروری ہے ۔ انہوں نے قرآن مجید کی سات ایسی صورتوں کا نظم میں ترجمہ کیا ہے جن کے مطالب سے پاکستان کے ہر مسلمان کو واقف ہونا ضروری ہے ۔

جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں اسلم چشتی نے ہر سورت بلکہ ہر آیت کی شان نزول بھی بطور تمہید نظم میں بیان کی ہے ۔ پھر نہایت خوش اسلوبی سے گریز کر کے اصل سورت کا مفہوم نظم میں بیان کر دیا ہے اور اس امر کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ جوش بیان میں نفس مضمون نظر سے اوجھل نہ ہو جائے بلکہ ہر شعر سے قاری خود بخود سمجھ لے کہ یہ شعر فلاں آیت کا مفہوم ادا کرتا ہے اور یہ شعر فلاں آیت کا ۔

سورۃ الانفال سورۃ انفال کے ترجمے میں مسلمانوں کو اذن جنگ کے عنوان کے تحت حضرت اسلم چشتی لکھتے ہیں ۔

کے قیام سے پہلے متحدہ ہندوستان میں قرآن مجید کی اشاعت انفرادی طور سے ہوتی رہی۔ اس میں شک نہیں کہ متحدہ ہندوستان میں بہت بلند پایہ مفسر قرآن، حافظ، قاری، محدث اور فقیہ ہو گذرے ہیں۔ مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد دیوبند اور فرنگی محل کے مدارس دینی نے قرآن کی اشاعت میں جو حصہ لیا وہ محتاج تفصیل نہیں لیکن یہ سب عہد غلامی کی باتیں ہیں اب پاکستان کے قیام کے بعد قرآن کریم کی اشاعت ترجمہ اور تفسیر کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ ارض پاکستان کی خوش قسمتی ہے کہ اس سرزمین سے ایک ایسا شخص پیدا ہوا جسے قرآنی اسرار و رموز کو سمجھنے اور دوسروں کو سمجھانے کی توفیق ہوئی۔ وہ اگرچہ شاعر تھا لیکن مولانا رومی کی مثنوی کے مطالعہ سے ایسے قرآنی اسرار شعر میں بیان کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ قوم غفلت اور جہالت کی وجہ سے قرآنی تعلیمات سے دور ہو گئی تھی اور ساحر افرنگ نے اسے اپنی غلامی میں لے کر فرنگی رنگ دینا شروع کر دیا تھا۔ اسی عالم میں شاعر نے کہا ؎

تو اگر خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن

شاعر نے نہ صرف متحدہ ہندوستان کے مسلمانوں کو قرآنی تعلیمات کی طرف متوجہ کیا بلکہ اس نے تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کو قرآنی تعلیمات کی طرف متوجہ کیا کہ ان کی پستی غلامی اور نکبت کا علاج صرف قرآنی تعلیم ہے۔ اس نے فرنگ اور فرنگی تعلیم کے نقائص ایک ایک کر کے بیان کئے۔ شاعر کے روحانی اور ربانی نغموں سے عالم اسلام کی فضا گونجنے لگی اور مسلمانوں نے ایک ہلکی سی کروٹ لی۔ وہ زبان سے یہ اقرار کرنے لگے کہ واقعی ہمارے مصائب کا علاج قرآن ہے لیکن عمل کی ہنوز توفیق نہ ہوئی۔ شاعر کے نغمے فضائے آسمانی میں برابر گونجتے رہے حتیٰ کہ قائد اعظم محمد علی جناح کے جذبہ عمل خلوص اور بے غرض خدمات کے طفیل پاکستان قائم ہو گیا لیکن شاعر پاکستان کے قیام سے دس برس پہلے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا۔ اس کے لاہوتی نغمے فضا میں بکھرے رہے۔ ان نغموں سے قوم کے دل میں حرارت اور ذوق عمل پیدا ہوتا رہا۔ شاعر کی لحد سے آج بھی ہم وہ حیات آفریں نغمے سن رہے ہیں وہ کہہ رہا ہے ؎

چیست قرآں خواجہ را پیغام مرگ

اس کی خاک پاک سے اب بھی یہ آواز آرہی ہے ؎

اندکے در خویش و در قرآں نگر

پاکستان کے سب سے بڑے قومی شاعر جسے شاعر مشرق کہا گیا ہے کی ساری زندگی اشاعت قرآن میں گذری اس نے قرآن کی تعلیمات کو نثر کی بجائے نظم میں پیش کیا اور ملک کے دیگر شعراء کو بھی قرآنی پیغامات کو اپنانے کی دعوت دی ؎

فکر صالح در ادب می بایدت   رجعتے سوئے عرب می بایدت

پاکستان کو دنیا میں سب سے بڑا اسلامی ملک ہونے کی وجہ سے اشاعت قرآن میں سب سے زیادہ حصہ لینے کی ضرورت ہے۔ پاکستان کے ہر مسلمان کی زندگی میں قرآنی اور اسلامی رنگ ہونا چاہیئے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ پاکستان میں قرآنی تعلیم عام ہو۔ قرآن کے اسرار و رموز کو آسان اور سلیس نظم و نثر میں بیان کیا جائے جنہیں قوم کے نونہال با آسانی سمجھ سکیں۔ اس مقصد کی تکمیل کا بیڑہ حضرت اسلم چشتی نے اٹھایا ہے۔ آپ نے قرآن حکیم کی سات سورتوں کا منظوم ترجمہ

جان دی - دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

مومن جب کفار کے سامنے مقابلے کے لئے ڈٹ جاتا ہے تو موت یا فتح کے بغیر پیچھے نہیں ہٹتا - جیسا کہ علامہ اقبال نے فرمایا ہے

ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے
پاؤں شیروں کے بھی میداں سے اکھڑ جاتے تھے
تجھ سے سرکش ہوا کوئی تو بگڑ جاتے تھے
تیغ کیا چیز ہے ہم توپ سے لڑ جاتے تھے
دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

ایسا کیوں کیا - حضرت اسلم چشتی کی زبانی اللہ کا فرمان سنیئے -

دشمن سے کبھی ڈر کے جو میدان سے بھاگا
اللہ کے ہوتے ہوئے شیطان سے بھاگا

لاریب جہنم ہے مقام ایسے بشر کا
بہتر ہے کہ نابود ہو نام ایسے بشر کا

جب مومن کی جان اللہ ہی کی عنایت کردہ ہے اور یہ امانت ایک روز اللہ ہی کے سپرد کی جانی ہے تو وہ میدان جہاد میں پیٹھ کیوں دکھائے - اگر ایسا کریگا تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے - تاریخ میں ایسا واقعہ شاذ و نادر ہی ملتا ہے کہ مسلمان نے کسی معرکہ میں کفار کو پیٹھ دکھائی ہو - یا مسلمان کفار کے مقابلہ میں میدان سے بھاگ نکلے ہوں -
مسلمان کی جنگ اللہ کے لئے ہوتی ہے اس کی جنگ کا مقصد اللہ کے آئین کو رائج کرنا ہے - کرۂ ارض اللہ کا ہے - مسلمان اللہ کا نائب ہونے کی حیثیت سے کرۂ ارض پر احکام الٰہی نافذ کرنے کا ذمہ دار ہے مسلمان کرۂ ارض کا حاکم ہے اس کی جنگ زمین کے لئے نہیں - زمین کا حاکم تو اسے اللہ نے اسی روز بنا دیا جب اس نے مسلمان ہونے کا اقرار کر لیا مسلمان آئین حق کو دنیا میں رائج کرنے کے لیئے اس وقت جنگ کرتا ہے جب دوسرے وسائل ناکام ہو جائیں -
پھر اسی سورہ الانفال کی ایک اور آیت کریمہ کا ترجمہ اور تشریح کرتے ہوئے قرآن حکیم اور قرآن حکیم کو مشعل زندگی بنانے کی تعلیم دیتے ہوئے حضرت اسلم چشتی نے مسلمانوں کو تنبیہہ اور حکم جہاد کے زیر عنوان اعلائے کلمۃ الحق کا حق یوں ادا کیا ہے -

اب میرے فرابین مسلمان بھی سن لیں

توحید کے قائل ہیں تو قرآن بھی سن لیں

وحدت کا تقاضا ہے کہ وحدت ہو مسلّم

باطل ہو فنا اور صداقت ہو مسلّم

عالم میں ابلتا ہی رہے چشمہ ہدا کا

جاری ہو تہِ چرخ تو آئین خدا کا

لیکن جو کبھی مائل تخریب ہوں کافر

میدان میں ڈٹ جائیں مسلمان عساکر

اسلام کے معنی امن و سلامتی اور مسلمان یا مسلم کے معنی امن و سلامتی چاہنے والا یا امن پسند۔ سلامت رو، صلح طلب۔ اسلام کی غرض و غایت دنیا میں امن قائم کرنا اور مختلف اقوام کو برادری یا اخوت کے ایک ہی رشتہ میں منسلک کرنا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو مذہب یا دین امن کا علمبردار ہو دنیا کی مختلف اقوام کو ایک رشتۂ اخوت میں منسلک کر کے اُن کی ایک عالمگیر برادری بنانا چاہتا ہو وہ جنگ جبر اور خونریزی کا حامی نہیں ہو سکتا۔ وہ محبت، صلح اور صداقت اور ایمانداری کا علمبردار ہو گا۔ پس اسلام بھی مبلغ امن و آشتی ہونے کی وجہ سے جنگ کا شدید مخالف ہے۔ اسلام نے قتل و خونریزی کی کبھی اجازت نہیں دی۔ لیکن ؎

لیکن جو کبھی مائل تخریب ہوں کافر

میدان میں ڈٹ جائیں مسلمان عساکر

جب دین خطرے میں ہو امن عامہ کا دامن پارہ پارہ ہو رہا ہو زبردست زیردست کو کھا جانے پر آمادہ ہو تو اسلام مسلمان کو جنگ کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن جنگ میں آئین اخلاق اور آداب رحم کو ملحوظ رکھنے کی ہدایت ہے۔ اسلام ذاتی اغراض کے لئے جنگ کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دیتا بلکہ مسلمان کو صرف اللہ کے لئے ہی لڑنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس خیال کو حضرت اسلم چشتی کی زبان سے سنیئے۔

اللہ کے اعدا سے لڑیں دین کی خاطر

کٹ جائیں اک اللہ کے آئین کی خاطر

مسلمان کی ہر چیز اللہ کے لئے، جسم بھی اللہ کے لئے ہے اور جان بھی۔ مال بھی فرزند و زن بھی۔ مومن کو اللہ کے مقابلے میں ان میں سے کوئی بھی چیز پیاری نہیں ؎

ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمانوں کے بچے بچے کے کان میں قرآن کریم کو اس سلیس مگر عام فہم انداز میں پھونکا جائے کہ وہ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح قرآن حکیم کی چلتی پھرتی تصویر بن جائے۔ کیونکہ جب تک مسلمان قرآن حکیم کو ایک ناقابل فہم کتاب سمجھتے ہوئے یا محض ایک تلاوت کرنے والی کتاب خیال کرتے ہوئے اپنی زندگی کی رہبری کے لئے دوسروں کی طرف دیکھتے رہیں گے ان کی کوششیں کوئی نتیجہ پیدا نہ کرسکیں گی۔

کچھ اور آگے چل کر اسی سورہ الانفال میں "تعلیم عزم صمیم" کے زیر عنوان حضرت اسلم چشتی نے قرآن حکیم کی روشنی میں بلکہ عین قرآن حکیم کی زبان کو اردو نظم کا جامہ پہنا کر یوں داد سخن دی ہے

مسلم کا ہے یہ فرض ہو تسلیم کا بندہ
اسلام کا توحید کا تنظیم کا بندہ

سینے میں نہاں آتش عرفان بھی رکھے
قرآن کی تعلیم پہ ایمان بھی رکھے

اس جذبۂ ایماں کو لئے رن میں نکل آئے
گھبرائے نہ گو نرغۂ اغیار میں گھر جائے

دنیا کے زر و مال سے منہ موڑ لے اپنا
رشتہ بس اک اللہ سے وہ جوڑ لے اپنا

ہر غیر سرِ راہِ خدا چھوڑ کے نکلے
اوہام کے اصنام کے سر توڑ کے نکلے

تسبیح طلب اور ہو شمشیر طلب بھی
تقدیر کا بندہ ہو تو تدبیر طلب بھی

کثرت سے کرے ذکر خدا جنگ میں ہر دم
جھکنے نہ دے میدان میں اسلام کا پرچم

دیکھئے وہ قرآنی جواہر ریزے جو آج تک ترجمہ در ترجمہ اور تفسیر در تفسیر کے پردوں میں چھپے پڑے تھے انہیں قرآنی موتیوں کو حضرت اسلم چشتی نے کس دلپذیر مگر عام فہم انداز میں پیش کیا ہے۔ اپنے دل پر ہاتھ رکھئے، محسوس کیجئے سوچئے

اے اہل یقیں تم بھی سنو جملہ فرامیں
قرآن ہے مجموعۂ آئین و قوانیں
قرآن کا ہر حرف عمل کا ہے پیامی
ہر نکتے میں مستور ہے اعجاز دوامی
تم طفل دبستاں نہ کبھی اس کو بنانا
اعمال سے دنیا میں کبھی جی نہ چرانا
ہر فعل مگر عین ہو قرآں کے مطابق
اور اسوۂ پیغمبر دوراں کے مطابق

بلاشبہ قرآن حکیم عمل صالح کا پیامی ہے اور اس کے ایک ایک نقطے میں ہزار در ہزار اعجاز مستور ہیں۔ لیکن کتنے بد بخت ہیں وہ لوگ جو بقول حضرت علامہ اقبالؒ ع

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

حضرت اسلم چشتی اسی قسم کے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کس صاف گوئی اور بیباکی کے ساتھ تنبیہ کرتے ہیں کہ "تم طفل دبستاں نہ کبھی اس کو بنانا"۔ اور یہ کہ "اعمال سے دنیا میں کبھی جی نہ چرانا"۔ لیکن اسکے ساتھ ہی مسلمانوں کو یہ تنبیہہ بھی کر دی ہے بلکہ قید لگا دی ہے کہ یاد رکھو تمہارا کوئی عمل اس وقت تک بار آور اور ثمر بخش ثابت نہ ہوگا جب تک کہ تم اپنے اعمال کو قرآن اور صرف قرآن حکیم کی بتائی ہوئی اسلامی ڈگر پر چلانے کی سعی نہ کر دگے : یوں تو ہم میں سے ہر مسلمان عمل کا پیکر ہے یعنی ہمہ وقت کچھ نہ کچھ کرتا ہی رہتا ہے لیکن ہر مسلمان کا عمل فلاح ملت اور سر بلندی دین اسلام کا آئینہ دار قرار نہیں دیا جا سکتا اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان اپنے ہر عمل کو قرآن کی کسوٹی پر پرکھیں۔ ہمارے وہ گرمجوش نوجوان جو شبانہ روز سعی و کشمکش میں مبتلا ہیں لیکن ان کی تمام دکمال کوششیں روٹی اور صرف روٹی کے حصول کے لئے وقف ہیں اور اس روٹی کے عشق میں وہ یہاں تک اندھے ہو چکے ہیں کہ روٹی حاصل کرنے کے طور طریقے بجائے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانۂ مقدس سے سیکھنے کے "آستانۂ شیطان" پر سجدہ ریزی کی تعلیم کر رہے ہیں ان کے لئے یہ نص قرآنی خصوصیت کے ساتھ سرمۂ چشم بصیرت کا حکم رکھتی ہے۔ پھر مذہب سے سیاست کو جدا کرنے والے لوگ بھی دیدۂ دل سے غور کریں اور سوچیں کہ اگر مذہبی امور میں وہ سرکار مدینہ کا اتباع کریں اور سیاسی امور میں وائٹ ہال لندن کی طرف رجوع فرمائیں تو ان کی اس دو رنگی کو کیا نام دیا جائے۔ قرآن تو مسلمانوں سے ببانگ دہل اور قطعی غیر مبہم الفاظ میں یہ مطالبہ کرتا ہے کہ "ہر فعل مگر عین ہو قرآں کے مطابق"

المختصر یہ کہ اس آزاد منش زمانے میں جبکہ مذہب کو جلا وطن کرنے کی درپردہ کوششیں پوری شدت اختیار کر چکی

یہ مثل مشہور ہے کہ حق کا بول بالا ہے۔ صداقت کے مقابلے میں باطل خواہ کتنا ہی قوی ہو فتح صداقت ہی کی ہوتی ہے۔ حق و صداقت کو دنیا کی کوئی شیطانی یا طاغوتی طاقت دبا نہیں سکتی۔ بلکہ حق کو دبایا جائے تو زیادہ ابھرتا ہے اور نمایاں ہوتا ہے۔ بقول مولانا محمد علی مرحوم سے

قتلِ حسینؑ اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

قرآن نے چونکہ ایک بہت بڑا اجتماعی ضابطہ و قانون پیش کیا ہے۔ دنیا کی مختلف اقوام کی ایک برادری قائم کی ہے اس لئے وہ اجتماع میں ضبط و تنظیم پیدا کرنے کے اصول بھی بتاتا ہے اگر جماعت یا اجتماع میں ضبط و تنظیم نہیں تو وہ جماعت نہیں کہلا سکتی وہ ایک بھیڑ ہے میلہ ہے۔ جماعت سے کام لینے کے لئے اس میں تنظیم پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ تنظیم کا پہلا گر ایک امام ایک لیڈر، ایک قائد کی اطاعت ہے۔ اگر جماعت ایک قائد کے تابع فرمان ہے۔ ایک امام کے اشارہ ابرو پہ کام کرتی ہے تو وہ منظم ہے۔ اسلام میں نماز تنظیم کا پہلا اور آخری سبق ہے۔ سورۂ کوثر کی تفسیر میں حضرت اسلم چشتی فصل لربک وانحر کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

ہاں ذوقِ عمل سوزِ نماز اور فزوں کر
ایمان کے احساس کو ہمدوشِ جنوں کر

خاموش اطاعت کا جواں جوشِ یقیں کر
خاموش اطاعت کی پرستار جبیں کر

خاموش عمل اہلِ گلستاں کو سکھا دے
گفتار کی کردار کی تصویر بنا دے

تنظیم فلک گیر کا احساس عطا کر
تفریق سے بیزار کر اسلام سکھا کر

نماز درسِ تنظیم ہے۔ عبادت ہے۔ تزکیہ نفس کا ذریعہ ہے۔ جہاد کا پہلا مرحلہ ہے۔ نماز کے ارکان اور اصول پر جس قدر غور کرنا چاہیئے اس کے اسرار اور فوائد روشن اور ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں نماز پر بار بار زور دیا گیا ہے۔ نماز اصل ایمان، روحِ ایمان، ذریعہ ضبط و تنظیم ہے مسلمان کو کسی حالت میں بھی نماز ترک کرنے کی اجازت نہیں۔ حضرت امام حسین ایسے غازی اور شہید اعظم نے اس وقت بھی نماز ادا کی جب کہ ان کا جسم پاک تیروں تلواروں اور نیزوں سے چھلنی ہو رہا تھا

قرآن حکیم نے توحید کو دنیا میں صحیح معنوں میں رائج کیا۔ درحقیقت اسلام کی بنا ہی توحید پر ہے لیکن توحید

اور بتانا ہے کہ کیا یہ پیام الٰہی آپ کو ایک کہربائی قوت کی طرح اپنی طرف کھینچ رہا ہے یا نہیں؟ کیا ان زریں اصولوں اور قاعدوں کی روشنی میں آپ کو کسی اور تعلیم کسی اور واعظ کے وعظ دلنشیں کی ضرورت ہے؟ کیا نوجوانوں کو ناموس اسلام پر کٹ مرنے کی تعلیم اس سے کسی اور بہتر انداز میں بھی دی جا سکتی ہے؟ ان تمام سوالوں کا جواب یقیناً یہی ایک ہو سکتا ہے کہ قرآن قرآن ہے اور قرآن کی موجودگی میں مسلمانوں کو کسی اور ذریعے سے اسلام کا والہ و شیدا بنانا اگر ناممکن نہیں تو محال ترین ضرور ہے۔

سورۂ العصر کا مفہوم بیان کرتے ہوئے حق و صداقت کی تلقین اسلم چشتی نے یوں کی ہے۔

جو حق و صداقت کے معانی کو سمجھ کر
صبر اور قناعت کے بھی پابند ہیں یکسر
ایسے ہی مسلماں ہیں مسلمان حقیقی
ہاں ان کا ہی ایمان ہے ایمان حقیقی
اسلام کا نام ان سے ہی روشن ہے جہاں میں
روشن ہیں وہ سورج کی طرح کون و مکاں میں

قرآن کی صداقت کا ایک جہان معترف ہے۔ جیسا کہ ہم ابتدا میں عرض کر چکے ہیں۔ قرآن کی حقانیت کو غیر مسلموں نے بھی تسلیم کیا ہے۔ قرآن اپنے متبعین کو حق و صداقت کا رنگ دینا چاہتا ہے۔ وہ ہر مسلمان کو حق و صداقت اور سچائی کا چلتا پھرتا مجسمہ بنا دینا چاہتا ہے۔ حقیقی مسلمان وہی ہے جو حق پر فدا ہو، صداقت پر جان دے جس کے خاکی جسم کا ہر ذرہ حق و صداقت کے نور سے جگمگا رہا ہو وہ اسلام کے لئے باعثِ فخر ہے اور اسلام اس کے لئے باعثِ صد افتخار ہے۔

قرآن کا دعویٰ ہے کہ وہ لازوال ہے۔ غیر حادث ہے ازلی و ابدی ہے پس اس کے پیرو۔ اس کی تعلیمات پر عمل کرنے والے سچے اور پکے مسلمان بھی قرآن کی تعلیمات سے لازوال ہو جاتے ہیں۔ سورۂ العصر کی تفسیر میں حضرت اسلم چشتی نے اس خیال کو ان اشعار کا جامہ پہنایا ہے۔

مٹ سکتے نہیں گردشِ ایام سے ہرگز
دبتے نہیں وہ قوتِ اوہام سے ہرگز
خود فتح و ظفر چومتی ہے ان کے قدم بھی
خود ان پہ فدا ہوتے ہیں گلہائے کرم بھی

ہیں کیونکہ ان سب کا خدا ایک نبی ایک قرآن ایک اور ایک حرم ہے۔ علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

اے کودک منش خود را ادب کن
مسلمان زادۂ ترکِ نسب کن
بہ رنگ احمر و خون و رگ و پوست
اگر نازد عرب ترکِ عرب کن

اسلام نے تمام نسلی قبائلی اور خاندانی تفریقیں مٹادی ہیں

تقسیمِ قبائل کا تخیل بھی صنم ہے
یہ ساغرِ تمیزِ صنم، دل کی بھی صنم ہے

سورۂ اخلاص کی تشریح کرتے ہوئے حضرت اسلم مشتعلی کے خامۂ حقیقت نگار کی روانی ملاحظہ فرمائیے۔

لاریب فقط قادر و قیوم وہی ہے
واحد ہے کہ توحید کا مفہوم وہی ہے

توحید کا منبع ہے کہ واحد ہے جہاں میں
سمجھو نہ شریک اسکا کسی کو بھی جہاں میں

یہ اس کی ہی وحدت کی عنایات ہیں ساری
چل سکتی نہیں کوئی کہیں بات ہماری

ہر حال میں ہم اسکی رضامان رہے ہیں
مختار فقط ایک اسے جان رہے ہیں

کرتے ہیں اگر آج بغاوت کے ارادے
ہوتے ہیں جواں کل ہی اطاعت کیے ارادے

رہ سکتے نہیں سرکش و مغرور ہمیشہ
ممکن ہی نہیں اس سے رہیں دور ہمیشہ

قرآن کا دعویٰ ہے کہ وہ دینِ فطرت ہے اور فطرت کیا ہے؟ یہی اللہ کا قانون۔ چنانچہ اللہ کے قانون کا یہ ادنےٰ سا اعجاز ہے کہ ہر انسان (خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر) اللہ کے قانون کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ ہمارا پیدا ہونا، جوان ہونا۔

کا یہ مطلب نہیں کہ صرف زبان سے یہ اقرار کر لیا جائے کہ اللہ ایک ہے۔ توحید کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی جلی و خفی بت کی پرستش نہ کی جائے اور کسی غیر اللہ کے سامنے سر نہ جھکایا جائے

لا سلاطین لا کلیسا لا الہ

بت صرف پتھر ہی کا نہیں ہوتا۔ دنیا میں بت اور صنم مختلف شکلیں اختیار کرتے ہیں۔ فرنگی نے طرح طرح کے بت تراش رکھے ہیں کہیں نسل اقوام کا بت ہے کہیں دولت مشترکہ کا بت ہے مومن کا فرض ہے کہ وہ گرز لا سے ان تمام بتوں کو پاش پاش کر دے۔ مال و منال کے بت بھی ہیں۔ زن و فرزند کے بت بھی ہیں۔ مومن ان تمام بتوں کو خیر باد کہہ کر صرف اللہ کا ہو رہتا ہے۔

ہر کہ در اقلیم لا آباد شد
فارغ از بند زن و اولاد شد

حضرت اسلم جشتی نے سورہ الکافرون میں بت پرستی کی تشریح کرتے ہوئے خوب کہا ہے

اولاد بھی بت زوج بھی بت خویش بھی بت ہے
اموال بھی بت جاہ جگر ریش بھی بت ہے
تقسیم قبائل کا تخیل بھی صنم ہے
یہ ساغر تمیز صنم، ال بھی صنم ہے
تفریق عرب اور عجم لات کی ثانی
تخریب ہے تخریب ہے تخریب ہے فانی
کرتی ہے پراگندہ ان اوہام کی الفت
بے روح بناتی ہے ان اصنام کی الفت

اسلام ایک عالمگیر برادری ہے اس میں نسل رنگ نسب، ملک اور خاندانوں کی کوئی تخصیص نہیں۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں ؎

نہ افغانیم و نے ترک و تتاریم
چمن زادیم از یک شاخساریم
تمیز رنگ و بو بر ما حرام است
کہ ما پروردۂ یک نو بہاریم

ملت اسلامیہ کے تمام ارکان خواہ وہ افغان ہوں یا ترک۔ عرب ہوں یا ہندی۔ پاکستانی ہو یا چینی سب برابر

حمد

خاموشی

از ثنائے تو

حدِّ ثنائے

تُست!

بڑھاپا ہونا وغیرہ کیا ہیں ؟ یہی آئینِ فطرت کے مظاہر ہیں۔ ان میں سے کوئی خدا کو مانے یا نہ مانے لیکن اس کے بس کی بات نہیں کہ وہ شکمِ مادر کی بجائے کسی اور جگہ سے انسانی بچے کی پیدائش کا انتظام کر سکے۔ یا یہ کہ بجائے ایک طفلِ شیر خوار کے ایک سالم اور جوان رعنا انسان پیدا کر سکے۔ یا یہ کہ کسی انسان کو موت سے بچا لے وغیرہ۔ یہ اور اسی قسم کی دیگر صداقتیں ایسی ہیں جو مسلمان اور کافر یکساں طور پر تسلیم کرنے پر مجبور رہیں۔ وہ خدا کے فرمانبردار ہوں یا نافرمان لیکن آئینِ فطرت ان سے اپنی پابندی کراتا ہے۔ پھر کتنے ہی بدبخت ہیں وہ لوگ جو ان حقائق کو پس پشت ڈال کر اللہ سے روگردانی کریں اور اللہ کے راستے کو چھوڑ کر کسی اور راستے پر چلنے کی کوشش کریں ؟ سورہ اخلاص کی تشریح کے سلسلہ میں حضرت اسلم چشتی نے انہیں حقائق کو جس خوبصورتی سے قلمبند کیا ہے وہ جس قدر دلپذیر اور عام فہم ہے ظاہر ہے۔

سورہ الفلق کی منظوم تشریح کے یہ دو شعر ملاحظہ فرمائیے اور حضرت اسلم چشتی کی داد دیجیے۔

جب اہلِ حسد فتنہ و شورش پہ اتر آئیں
طوفاں میں سفینے جو کبھی عشق کے گھر جائیں

جس وقت مسلمان ہو اور دار و رسن ہو
اس وقت ترا لطف و کرم سایہ فگن ہو

میں سمجھتا ہوں کہ حضرت اسلم چشتی نے ان سات سورتوں کے مفہوم کو جس خوش اسلوبی سے نظم کا جامہ پہنایا ہے وہ بےحد قابلِ قدر ہے۔ مسلمانانِ پاکستان کو قرآن حکیم کے اس منظوم ترجمے کی کما حقہٗ قدر کرنی چاہیے۔ تاکہ اسلم چشتی کی حوصلہ افزائی ہو اور وہ قرآن پاک کی باقی سورتوں کا منظوم ترجمہ بھی ذوق و شوق سے پیش کر سکیں۔ ان اشعار اور اس قسم کی شاعری کی قدر کرنا قوم، ملت اور اسلام کی خدمت ہے۔ اور اسلام کی خدمت ہر سچے مسلمان اور سچے پاکستانی کا عین فرض ہے۔

اصغر حسین خاں نظیر لدھیانوی

درگاہ شاہ ابوالمعالی
لاہور ۲۳ جنوری سنہ ۵ء

الأنفال

نعت

بعد از خدا
بزرگ توئی
قصہ
مختصر!

صحابہؓ کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ سے نکلے۔ وادیٔ ذفران میں پہنچکر معلوم ہوا کہ قافلہ نکل گیا اور اہل مکہ کا عظیم الشان لشکر بدر کی طرف آرہا ہے۔ آپ نے صحابہ کرام کو جمع کر کے مشورہ کیا چونکہ جنگ کے ارادے سے نہیں نکلے تھے اس وجہ سے لوگوں نے اس بے سروسامانی کے ساتھ قریش کے مقابلہ میں جانا پسند نہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ دونوں گروہوں میں سے کسی ایک پر ہم کو فتح دیگا۔ اب قافلہ تو نکل گیا اس لئے قریش کے لشکر پر ہماری کامیابی یقینی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت مقدادؓ نے کہا کہ ہم کو جو حکم ہو تعمیل کے لئے حاضر ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روئے سخن در اصل انصار کی طرف تھا کیونکہ انہیں کی طاقت اور تعداد زیادہ تھی اور ان سے بیعت جس شرط پہ لی گئی تھی وہ یہی تھی کہ مدینہ پر کوئی چڑھائی کریگا تو وہ اس سے لڑینگے۔ یہ عہد نہیں تھا کہ باہر نکل کر دشمنوں پر حملہ آور ہوں گے۔

حضرت سعدؓ بن معاذ رئیس انصار نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاید آپ کا خطاب ہماری طرف ہے اللہ شاہد ہے کہ اگر آپ ہم کو حکم دیں تو ہم سمندر میں کود پڑیں۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوگئے۔

چونکہ کامیابی کا یقین تھا اس وجہ سے اس مختصر جماعت کے ساتھ بدر کی طرف روانہ ہوئے اور اہلِ مدینہ کو بلانے کی ضرورت نہ سمجھی، وہاں پہنچکر پہلے چشمہ پر اتر پڑے۔

حبابؓ بن منذر نے آکر پوچھا کہ یہاں اترنے کا حکم الٰہی ہے کہ جس میں چون و چرا کی گنجائش نہیں۔ یا آپ نے خود تدبیر جنگ کے لحاظ سے اس جگہ کو منتخب فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ یہ خود میری اپنی رائے ہے۔ حبابؓ نے کہا تو یہ مقام موزوں نہیں بلکہ مناسب یہ ہے کہ اور آگے بڑھ کر ہم قریش کی فرودگاہ کے قریب ترین چشمہ پر قبضہ کرلیں۔ اور اپنے لئے حوض بھر کر اور گرد کے کنوؤں اور چشموں کو پاٹ دیں تاکہ دشمنوں کو پانی نہ مل سکے۔ آپ نے اس مشورے کو پسند فرمایا اور اسکے مطابق عمل کیا۔

"حضرت سعدؓ کی رائے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک سائبان بنایا گیا کہ اس میں آپ قیام فرمائیں۔ ۱۷ رمضان المبارک سنہ ۲ھ مطابق ۱۳ مارچ سنہ ۶۲۴ء بروز شنبہ کے دن صبح کے وقت دونوں لشکر میدان میں آمنے سامنے نکل آئے۔

مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳ تھی جن میں سے ۸۳ مہاجرین اور باقی انصار تھے۔ انصار میں سے ۶۱ آدمی قبیلہ اوس کے تھے اور ۱۷۰ قبیلہ خزرج کے تھے۔ کفار کی تعداد قریب ایک ہزار کے تھی جس میں سوائے ابولہب کے قریش کے تمام سردار شامل تھے۔ ابولہب خود کسی وجہ سے نہیں آسکا تھا اس نے اپنے بدلے میں ایک شخص کو بھیجدیا تھا۔

دونوں طرف سے صف آرائی ہوئی۔ آنحضرت کے دست مبارک میں ایک تیر تھا۔ اشارہ سے صفوں کو برابر کیا پھر جہاد پر وعظ فرمایا۔ اس کے بعد درگاہ قاضی الحاجات میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے خشوع و خضوع کی حالت میں سجدہ میں گر گئے اور کہا اے اللہ! اگر آج ہم تیرے یہ چند عبادت گزار مٹ گئے تو

پیش لفظ

اس سورہ کا نام "الانفال" ہے اور اس میں دس رکوع اور ۷۵ آیات ہیں۔ الانفال نفل کی جمع ہے جو اصل میں زیادت ہے۔ یعنی جس قدر واجب ہو جو اس سے زیادہ ہو وہ نفل ہے اس معنی میں نفل عبادت ہے اسی لئے مال غنیمت کو نفل کہا جاتا ہے۔ مگر اس پر اختلاف ہوا ہے کہ کس قسم کے مال غنیمت پر یہ لفظ بولا گیا ہے بعض نے اسے عین غنیمت کہا ہے یعنی انفال اور غنیمت ایک ہی شے ہے۔ دو نام دو حیثیتوں سے رکھے گئے ہیں اس لحاظ سے کہ وہ مال مظفر ہو کر ملتا ہے اسے غنیمت کہا جاتا ہے اور اس لحاظ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نفل ہے اسے انفال کہا جاتا ہے اور بعض نے غنیمت اور نفل میں عموم و خصوص کے لحاظ سے فرق کیا ہے یعنی غنیمت عام ہے محنت سے حاصل ہو یا بلا محنت۔ فتح سے پہلے حاصل ہو یا پیچھے اور نفل وہ ہے جو مال غنیمت میں سے تقسیم سے پہلے حاصل ہو یا وہ جو بغیر جنگ کے حاصل ہو۔ مگر ایسے مال کو فئے کہا جاتا ہے۔ کو فئے کے لئے ضروری ہے کہ جنگ کی تیاری ہو چکی ہو اور دشمن نے ہتھیار ڈال دئے ہوں نفل کے لئے یہ ضروری نہیں۔ المختصر یہ کہ الانفال کے معنی مال غنیمت ہیں۔ یا وہ مال جو باقاعدہ جنگ میں دشمن سے ہاتھ آتا ہے۔ اس سورہ میں اصل ذکر جنگ بدر کا ہے اور تاریخ اسلام میں یہ سب سے پہلی باقاعدہ جنگ ہے جو مسلمانوں اور کفار میں ہوئی اور اس میں دشمن سے مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا اور قیدی بھی پکڑے گئے۔ قرآن حکیم نے ایسے مال کو انفال قرار دیا ہے۔ اس لحاظ سے اس سورہ کا نام الانفال یا مال غنیمت قرار دیا گیا۔ جنگ بدر کی مختصر تاریخ حسب ذیل ہے۔

قریش کا قافلہ حسب معمول تجارت کے لئے شام کے ملک میں گیا ہوا تھا۔ میر قافلہ ابوسفیان تھے اور ۳۰ آدمی قریش کے ان کے ہمراہ تھے۔ وہاں سے خرید و فروخت کر کے جب مکہ کو آنے لگے تو مدینہ کے قریب ان کے جاسوسوں نے اطلاع دی کہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے اصحاب کے اس قافلہ پر حملہ کی تیاری کر رہے ہیں۔ یہ سنکر ابوسفیان نے فوراً ایک تیز رو قاصد مکہ کو روانہ کیا کہ قریش کو خبر دے کہ وہ جلد مدد کو پہنچیں ورنہ ان کا تمام مال لُٹ جائیگا۔ یہ اطلاع پاتے ہی قریش مکہ سے نہایت جوش و خروش کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ ابوسفیان ساحل بحر سے اپنے قافلہ کو نکال لے گئے اور قریش کے لوگوں کو کہلا بھیجا کہ [illegible] واپس چلو۔ مگر ابوجہل نے از راہ نخوت انکار کیا اور کہا کہ بدر میں جہاں عرب کا سالانہ اجتماع ہوتا ہے ہم جا کر ٹھہریں گے تین روز تک وہاں دعوتیں کرینگے اور جشن منائیں گے تاکہ تمام عرب میں ہمارے جشن کرنے کی شہرت اور ہماری طاقت کا رعب غالب ہو جائے۔

ادھر مدینہ میں یہ خبر پہنچی کہ کفار مکہ اور ابوسفیان کا قافلہ مدینہ پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے چنانچہ کفار مکہ کے حملے کی خبر سنکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۹ رمضان المبارک سنہ ۲ھ مطابق ۵ مارچ سنہ ۶۲۴ء

کسی نبی کے لئے قیدیوں کا زرِ فدیہ اور مالِ غنیمت حلال نہیں کیا گیا تھا اور آنحضرتؐ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکے بارہ میں کوئی خاص حکم بھی نہیں ملا تھا اس لئے عرشِ الٰہی سے عتاب نازل ہوا۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ؕ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ لَّوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللَّهَ ؕ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

ترجمہ:- کسی نبی کو یہ روا نہیں کہ ملک میں اچھی طرح خونریزی کے بغیر لوگوں کو قیدی بنائے تم دنیا کا سرمایہ چاہتے ہو اور اللہ آخرت کا اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔ اگر اللہ نے تمہاری معافی پہلے سے نہ لکھ دی ہوتی تو جو کچھ تم نے کیا اس کی وجہ سے بڑا عذاب تم پر نازل ہوتا۔ خیر جو کچھ تم کو مالِ غنیمت میں ملا ہے اسکو حلال طیب سمجھ کر کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حضرت سعدؓ بن معاذ کی پہلے یہ رائے تھی کہ میدانِ جنگ میں قیدی نہ پکڑیں جائیں اور بعد پکڑنے کے بھی وہ حضرت عمرؓ کے ہمخیال تھے کہ ان کو قتل کر دینا چاہیئے اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ دشمنوں کی گرفتاری سے انکا قتل کر دینا زیادہ مناسب تھا۔ بہرحال یہ خطا معاف کی گئی اور مالِ غنیمت بھی حلال کر دیا گیا ہر ایک اسیر کا چار ہزار درہم فدیہ مقرر کیا گیا۔ اہل مکہ جب مطلع ہوئے تو انہوں نے اپنے اپنے عزیزوں کا زر فدیہ بھیج دیا۔ وہ چھوڑ دیئے گئے جو نادار تھے ان میں سے جو لکھنا جانتے تھے ان سے کہا گیا کہ مدینہ کے دس دس بچوں کو کتابت سکھا دیں اور آزاد ہو جائیں۔ باقی بلا فدیہ رہا کر دیئے گئے انہیں میں سے عمرو جمحی مکہ کا شاعر بھی تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت زینبؓ نے اپنے شوہر ابو العاص کے فدیہ میں اپنے گلے کا ہار اتار کر بھیج دیا تھا۔ یہ ہار حضرت خدیجہؓ کا دیا ہوا تھا۔ آنحضرتؐ نے جب اسکو دیکھا تو رقت طاری ہو گئی صحابہؓ نے فرمایا کہ مناسب سمجھو تو زینبؓ کو اسکا ہار واپس دیدو کیونکہ یہ اس کی ماں کی یادگار ہے۔ سب لوگوں نے خوشی کے ساتھ قبول کیا اور ابو العاص کو بلا فدیہ کے رہا کر دیا۔ مکہ میں بدر کی شکست اور اس کے مقتولوں کا گھر گھر میں سوگ تھا۔ لیکن ناموس کے خیال سے کوئی بلند آواز سے نہیں روتا تھا۔

صفوان بن امیہ نے عمیر بن وہب کو جو اسلام کا سخت دشمن تھا اپنے حجرہ میں بلا کر مخفی طور پر تنہائی میں اس بات پر آمادہ کیا کہ تم مدینہ میں جا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دو۔ تمہارے بچوں کی پرورش میں کرونگا وہ زہر میں بجھی ہوئی تلوار لے کر مدینہ پہنچا۔ اتفاقاً اس پر حضرت عمرؓ کی نگاہ پڑ گئی۔ آپ کو شبہ ہوا۔ گردن پکڑ کر اس کو آنحضرتؐ کے سامنے لائے۔ آپ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ چھوڑ دو پھر اس کو اپنے قریب بلایا اور پوچھا کہ کس لئے آئے ہو۔ اس نے کہا کہ میرا بیٹا جو قیدیوں میں ہے اس کو چھڑانے آیا ہوں آپ نے فرمایا نہیں تم کو صفوان نے میرے قتل کے لئے بھیجا ہے۔ یہ سنکر عمیر نے اسی وقت کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔ کیونکہ اس بات کو سوائے اس کے اور صفوان کے اور کوئی نہیں جانتا تھا۔

کبھی دنیا میں تو پوجا نہ جائے گا۔ اسی حالت میں تھے کہ فرشتہ نے آکر فتح کی بشارت دی آپ نے سر اٹھایا اور مسلمانوں کو یہ مژدہ سنایا۔ عربی قاعدہ کے مطابق مبارزہ سے جنگ شروع ہوئی۔ مشرکین کی صفوں میں سے عتبہ بن ربیعہ جو قریش کا نامور سردار تھا معہ اپنے بھائی شیبہ اور اپنے بیٹے ولید کے باہر نکلا۔ ادھر سے تین انصاری ان کے مقابلہ کے لئے گئے۔ عتبہ نے ان سے کہا کہ ہم تم لوگوں پر تلوار نہیں اٹھائیں گے۔ ہمارے مقابلہ کے لئے ہمارے ہم قوم یعنی اہل قریش کو آنا چاہیئے۔ آنحضرتؐ کے حکم سے انصار پلٹ آئے۔ عتبہ کے مقابلہ کے لئے حضرت حمزہؓ ولید کے مقابلہ کے لئے حضرت علیؓ اور شیبہ کے مقابلے کے لئے حضرت عبیدہؓ گئے۔ عتبہ اور ولید تو حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ کے ہاتھوں مارے گئے لیکن شیبہ نے عبیدہ کو ایک کاری زخم لگایا۔ یہ دیکھ کر حضرت علیؓ بڑھے اور شیبہ کو قتل کر دیا اور عبیدہ کو اٹھا کر آنحضرتؐ کے پاس لائے پھر دونوں طرف سے صفیں ٹوٹ پڑیں اور لڑائی ہونے لگی۔

قریش کے بہت سے سردار قتل اور تقریباً ۷۰ آدمی گرفتار ہوئے باقی بھاگے اور بہت تھوڑے سے عرصہ میں لڑائی ختم ہو گئی۔ قیدیوں میں آنحضرتؐ کے چچا حضرت عباسؓ اور داماد ابو العاصؓ اور حضرت علیؓ کے بھائی عقیلؓ بن ابی طالب بھی تھے۔

لڑائی ختم ہونے پر عبداللہؓ بن رواحہ اور زیدؓ بن حارثہ مژدۂ فتح سنانے کے لئے مدینہ کی طرف دوڑا دیئے گئے۔ آنحضرتؐ کا ہر لڑائی میں یہ دستور تھا کہ دونوں فریق کی جسقدر لاشیں ملتی تھیں ان کو دفن کر دیتے تھے یہاں بھی مسلمان شہیدوں کو دفن کر دیا۔ مشرکین کے کشتوں کی تعداد کیونکہ زیادہ تھی اس لئے ایک بڑا گڑھا کھدوا کر سب کو اسی میں ڈلوا دیا۔ پھر معہ مال غنیمت اور اسیران جنگ کے مدینہ کو واپس آئے۔ راستہ میں قیدیوں میں سے نضر بن حارث اور عقبہ دو شخص قتل کر دیئے گئے۔ کیونکہ یہ دونوں مسلمانوں کے سخت ترین دشمن تھے اور اپنے اشعار میں ان کی ہجو کیا کرتے تھے۔ اسیران جنگ کے پاس کپڑے نہ تھے مدینہ میں پہنچ کر ان کے واسطے کپڑے فراہم کئے گئے۔ حضرت عباسؓ کو عبداللہ بن ابی نے کشیدہ قامت ہونے کی وجہ سے اپنا کرتہ پہنایا آنحضرتؐ نے اس کا احسان یاد رکھا اور باوجود اسکے کہ وہ راس المنافقین مسلمانوں کا بدترین دشمن تھا پھر بھی جس وقت اس نے انتقال کیا تو اس کے کفن کے لئے اسکے معاوضہ میں اپنا پیرہن مبارک عطا فرمایا۔ قیدیوں کو متفرق طور پر صحابہؓ کے سپرد کیا کہ جب تک انکے بارے میں تصفیہ نہ ہو ان کے پاس آرام کے ساتھ رہیں بعض بعض مفلس صحابہ آنحضرتؐ کے اس فرمان کی وجہ سے ان قیدیوں کو اپنا کھانا کھلا دیتے تھے اور خود فاقہ کر لیتے تھے۔

مشرکین کے علمبردار ابو عزیز کا بیان ہے کہ میں جس انصاری کے حوالے کیا گیا تھا وہ روٹی تو مجھے کھلا دیتا تھا اور خود کھجوریں کھا کر بسر کر لیتے تھے میں شرما کر روٹی ان کے سامنے رکھ دیتا تو وہ اسکو چھوتے بھی نہیں تھے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اسیران جنگ کے متعلق صحابہ سے مشورہ لیا۔ حضرت عمرؓ کی یہ رائے تھی کہ ہر چند یہ لوگ بھائی بند ہیں لیکن ان کو قتل کر دینا چاہیئے مگر حضرت ابوبکرؓ اور اکثر صحابہؓ نے قتل کو ناپسند کیا اور یہ رائے دی کہ فدیہ لیکر چھوڑ دینا مناسب ہے۔ رحمت عالم نے اسی کو ترجیح دی مگر اب تک

جمعیت سے مقابلہ کے لئے نکلتے۔

چھٹے رکوع میں مسلمانوں کو ہر حق و باطل کی جنگ میں ثابت قدم رہنے کی تلقین کی گئی ہے تاکہ نصرت الٰہی کے جاذب بنیں۔

ساتویں رکوع میں کفار کی بدعہدیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

آٹھویں رکوع میں بتایا گیا ہے کہ دشمن کے مقابلہ کے لئے ہر وقت تیار بہ تیار اور مستعد رہنا چاہیئے۔

نویں رکوع میں مسلمانوں کو تسلی دی گئی ہے کہ کسی وقت میں کفار کی زیادتی تعداد یا ان کی کثرت اور ان کے ساز و سامان سے نہ گھبرائیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دگنی اور دس گنی تعداد پر بھی غالب کر کے دکھائے گا۔ اور اس رکوع میں آخر پر یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جنگ میں ہاتھ آنے والے دشمن کے قیدی یا مال غنیمت باقاعدہ جنگ کی صورت میں لئے جا سکتے ہیں۔

دسویں رکوع میں مسلمانوں کے باہمی تعلقات کو قومیت کی بنیاد قرار دیا گیا ہے اور فرمایا کہ دین کے معاملے میں اگر کفار مسلمانوں پر زیادتی کریں تو دوسرے مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان کی مدد کریں۔ سوائے اس صورت کے کہ ایسی کافر قوم سے مسلمانوں کا عہد ہو۔

قرآن حکیم کی ترتیب، سورتوں اور آیتوں کی نشست وغیرہ تمام چیزیں چونکہ عین وحی آسمانی یا رضائے الٰہی کے مطابق ہیں اس لئے قرآن حکیم میں سورۃ الانفال کے مقام کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر تدبر کیا جائے تو اس سورت کا اپنے سے پہلی سورت یعنی سورہ اعراف کے ساتھ ایک گہرا اگر ہوشربا تعلق ثابت ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ اعراف میں ضرورت نبوت و رسالت پر مدلل بحث کرتے ہوئے نہایت وضاحت کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کی وہ امتیں جنھوں نے نہ صرف حق و صداقت کو علانیہ رد کیا بلکہ حق و صداقت کی بیخ کنی کے سلسلہ میں جو جو ناپاک کوششیں کیں ان کا کیسا شرمناک اور عبرت ناک انجام ہوا۔ مزید برآں سورۃ اعراف کے آخر میں یہ بھی بتایا گیا کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے پیغمبروں کی مخالفت کرنے والے لوگوں کو ابدی ذلت و رسوائی کا منہ دیکھنا پڑا تھا اسی طرح خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں اور مخالفوں کو بھی خدا اسے لایزال تدریجاً اپنی گرفت میں لے گا اور اس بری طرح ذلیل و خوار کرے گا کہ ان کی داستانیں آنے والی نسلوں کے لئے مرقع عبرت بن جائیں گی۔ چنانچہ اسی تدریجی گرفت میں سب سے پہلے جنگ بدر کا مقام ہے جس میں نہ صرف کفار مکہ کے لئے ایک عبرت آموز سبق تھا بلکہ ابدالآباد تک آنے والی قوموں کے لئے ایک انتہائی عبرت آگیں نتائج مستور ہیں۔ غزوۂ بدر میں ایک طرف صرف ۳۱۳ بے سر و سامان فرزندان توحید کی سرفروشیاں اور دوسری طرف دس سو سے زائد کفار مکہ کے پرشکوہ مگر قطعی مسلح ہجوم کی حیران کن شکست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی ایک ایسی یقینی دلیل استکار کی گئی تھی جو جملہ پیغمبروں کی تاریخ میں اپنی اوا کی ایک انوکھی دلیل ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کے باوجود قلیل ترین تعداد میں ہونے کے دشمنان اسلام پر غالب آنے کی پیشگوئیاں مکہ معظمہ میں مدتوں پہلے قرآن حکیم کے ذریعہ کی جا چکی تھیں۔

جنگ بدر کا بنی اسرائیل اور قوم فرعون کے واقعہ دریائے نیل کے ساتھ تطابق نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کی معیت میں قوم فرعون کو دریا کے اس پار چھوڑ کر نکل گئے تھے اور میدان جنگ میں ڈٹ کر دشمن کے ساتھ لڑے نہیں تھے۔ اس کے برخلاف بدر میں امت محمدیہ نے قلیل تعداد میں ہوتے ہوئے مقابلہ کر کے فتح پائی تھی۔

سورۂ اعراف میں پہلی امتوں کے اس قسم کے ذکر اذکار کے بعد مضمون کے تسلسل و روابط کا تقاضا یہی تھا کہ سورۂ

جنگ بدر درحقیقت شوکت اسلام کا سنگ بنیاد تھی ۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اس میں شریک ہوئے وہ قطعی جنتی قرار دے دیئے گئے۔ کیونکہ اسلام کے سب سے بڑے دشمن قریش تھے ان کی قوت کا اس میں خاتمہ ہوگیا۔ ابو جہل اور عقبہ وغیرہ تقریباً ستر سادات قریش مارے گئے اور اتنے کے قریب گرفتار ہوگئے۔ اس کے مقابلہ میں مسلمان شہدا کی کل تعداد ۱۴ تھی۔

جو لوگ صرف ظاہری ساز و سامان کو فتح اور کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں ان کو اس جنگ سے عجیب و غریب سبق مل سکتا ہے۔ اس میں مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳ تھی جن کے پاس صرف تین گھوڑے اور ستر اونٹ تھے۔ بمقابلہ اس کے کفار کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی ان میں ایک سو سوار تھے اور ساز و سامان بھی کافی تھا اور دونوں فریق ایک ہی قوم کے لوگ تھے۔ یعنی یہ بھی عرب اور وہ بھی عرب۔ بلکہ مکہ والے مدینہ والوں کو اپنا ہمسر بھی نہیں سمجھتے تھے۔ باوجود اس کے صرف چند گھنٹوں کی لڑائی کے بعد مسلمانوں کو ایسا غلبہ حاصل ہوا کہ کفار کچھ مقتول اور کچھ گرفتار ہو گئے اور باقی بدحواسی کے ساتھ بھاگے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حق کا ناصر ہے اس نے فتح کی خوشخبری پہلے ہی سے دے دی تھی علاوہ بریں آسمان سے فرشتوں کی فوج اتاری جس سے مسلمانوں کے دل مضبوط ہوگئے اور کافروں پر ہیبت چھا گئی۔ اور سب سے بڑی بات تو یہ تھی کہ مسلمان دنیا کی محبوب اور مقدس ترین ذات یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدافعت اور اعلائے کلمۂ حق کے لئے لڑ رہے تھے۔ اور اس پر اپنی جان نثار کر دینے کو ایک لازوال نعمت سمجھتے تھے اس لئے موت سے ان کو کوئی خوف نہیں تھا۔ بلکہ اس کے خواہاں تھے۔ بخلاف اس کے کفار میں یہ جذبۂ پاک موجود نہ تھا۔ وہ محض انتقام اور کینہ کے جوش میں لڑ رہے تھے۔"

سورہ الانفال کا خلاصہ یہ ہے ۔

سورہ الانفال کی پہلی ہی آیت میں انفال یا مال غنیمت کا ذکر کیا گیا ہے مگر اس بات کو ظاہر کرنے کے لئے اصل غرض جنگ یا جنگوں کے ذریعے سے حصول مال نہیں۔ اللہ رب العزت نے فوراً اس طرف توجہ دلائی ہے کہ آپس میں اپنی اصلاح کرو اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو، اللہ کا ذکر کرو۔ نمازیں قائم کرو، زکوٰۃ دو تو سچے مومن بنتے ہو۔ اور پھر اصل مضمون جنگ بدر کی طرف عود کیا۔ اور بتایا کہ جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ احقاق حق کرنا چاہتا تھا اور یہ کہ دشمن جو اسلام کو ملیامیٹ و نابود کرنا چاہتے ہیں ان کا استیصال کر دے۔

سورہ الانفال کے دوسرے رکوع میں جنگ بدر میں فتح کا اور ان اسباب کا جن سے فتح حاصل ہوئی ذکر ہے اور وہ محض اللہ تعالیٰ کی نصرت تھی۔

تیسرے رکوع میں پھر بتایا ہے کہ فلاح پانے کی حقیقی راہیں کیا ہیں ساتھ ہی مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی گئی ہے۔

چوتھے رکوع میں فرمایا کہ جنگ بدر کے بعد بھی کفار اسلام کے خلاف لڑائی کے لئے کمربستہ ہو کر میدان میں نکلتے رہیں گے لیکن آخرکار اسلام کے مقابلے میں ہمیشہ ناکام و مغلوب ہوتے رہیں گے۔ اور مسلمان خانۂ کعبہ کے متولی ہمیشہ کے لئے قرار دیئے جائیں گے۔

پانچویں رکوع میں بتایا ہے کہ اجتماع بدر محض رحمت الٰہی سے ہوا ورنہ مسلمانوں میں اتنی طاقت کہاں تھی کہ اتنی بڑی

کی فقید المثال قربانیوں کو دیکھ کر یہ بھی تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا کہ مسلمان اور تو سب کچھ قربان کر سکتا ہے مگر اپنے دین و ایمان کی دولت کو ہاتھ سے نہیں دے سکتا۔

ان کوائف کی روشنی میں مہاجرین کی دلجوئی، اعانت اور رشتہ مواخات کو مضبوط کرنے کے لئے انصار پر جو فرائض عائد ہوتے ہیں ان کی حقیقت بھی ظاہر و باہر ہے!

المختصر یہ کہ سورہ الانفال اگرچہ ہمارے دور ماضی کی ایک تابناک تاریخ کی آئینہ دار ہے لیکن اس میں اکثر بلکہ بیشتر باتیں ایسی ہیں جو زمانۂ حاضرہ پر بھی سو فیصدی صادق آتی ہیں۔ بنابریں مسلمانان حاضرہ کو سورہ 'الانفال' آج بھی دعوت فکر دے رہی ہے۔ وہ سوچیں اور پھر سوچیں کہ اگر ان کی تاریخ ورق پلٹ رہی ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ خود بھی اپنی کایا پلٹنے کی کوشش نہ کریں۔

اعراف کے فوراً بعد ایک ایسے تاریخی مگر عبرت آگیں واقعہ کا ذکر قرآن حکیم میں پیش کیا جائے جو سورہ اعراف کے مندرجات کا نہ صرف مصدق ہو بلکہ ایمان افروز بھی ہو۔

چنانچہ سورہ اعراف کے فوراً بعد سورہ الانفال میں اسی قسم کے ایک اچھوتے واقع یعنی جنگ بدر کا ذکر کیا گیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین کی تدریجی گرفت کی اولین مگر کامیاب ترین منزل تھی۔

سورہ الانفال کی تاریخ نزول جنگ بدر کا ہی زمانہ ہے۔ جنگ بدر ماہ رمضان المبارک ۲ھ میں وقوع پذیر ہوئی تھی۔ یعنی یہ جنگ حضور کے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ آنے کے صرف دو سال کے بعد واقع ہوئی تھی۔

سورہ الانفال کی وہ آیتیں جن میں کفار کی بار بار عہد شکنی کا ذکر ہے ان سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنگ بدر کے بعد نازل ہوئی تھیں۔ لیکن سورہ الانفال کی وہ آیات جن میں آنحضرت ﷺ کے خلاف کفار مکہ کی سازشوں اور منصوبہ بندیوں کا ذکر ہے وہ بھی مکی نہیں بلکہ محض مسلمانوں کو ان کے ماضی کی یاد دلانے کے لئے ان واقعات کو دہرایا گیا ہے تاکہ وہ اپنے زمانہ ماضی کی کس مپرسی کے مقابلہ میں اپنی زندگی کے پرشکوہ دور کو سامنے رکھ کر اللہ تعالٰے کے انعامات و نوازشات کا شکریہ ادا کریں۔ نیز مسلمانوں کے ماضی و حال کی دونوں تصویروں کو بیک وقت اور بیک جگہ دیکھ کر دیگر دنیا بھی اللہ تعالٰے کی حکمتوں پر بآسانی غور کر سکے۔ علاوہ بریں مسلمان اور دشمنان اسلام یہ بھی سمجھ لیں کہ جس خدائے بزرگ و برتر نے قلیل ترین اور بے سر و سامان مسلمانوں کو میدان بدر میں کفار مکہ کی مسلح کثرت پر شاندار نصرت عطا فرمائی ہے وہی خدا ان کا اس وقت بھی حافظ و ناصر تھا جب کہ مکہ میں مسلمان کفار مکہ کے جنگل میں ہر چہار طرف سے گھرے ہوئے تھے اور بظاہر قطعی طور پر بے یار و مددگار تھے۔ مسلمانوں کی مکی اور مدنی زندگی کی تاریخ کو چند الفاظ مگر دلنشیں انداز میں بیان کر کے اللہ تعالٰے نے مسلمانوں کو تسلی و تشفی بھی دے دی کہ انہیں مصائب زمانہ اور یورش اعدائے اسلام سے کسی بھی وقت اور کسی بھی دور میں خائف و مشوش نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالٰے ہمیشہ حق و صداقت کی حمایت اور حق و صداقت کے علمبردار مسلمانوں کی تائید کرتا رہے گا۔

سورہ الانفال میں مہاجرین کا ذکر بھی ہے اور اس کا انداز کچھ ایسا دلنشیں ہے کہ اگر ایک طرف حکمت الٰہی کی عظمت سے سینے میں دل لرزنے لگتا ہے تو دوسری طرف اس عظمت دینی کی ہمہ گیری کی تصویر دیکھ کر قوت ایمانی کئی گنا ترقی پذیر ہو جاتی ہے۔ جب زمانہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کفار عرب کے مظالم سے تنگ آ کر مسلمانوں نے اپنے آبا و اجداد کے بنائے ہوئے صدیوں کے مکانات محض خوشنودی خدائے قدوس کے لئے چھوڑ کر ہجرت کی تھی اس مصیبت عظمٰی کا اندازہ مسلمانان ہندوستان و مسلمانان پاکستان نجانے پہلے کیونکر لگاتے رہے ہونگے لیکن جب ۱۹۴۷ء میں خود انہیں کفار ہندوستان کے مظالم کا تختہ مشق بن کر اپنی صدیوں کی پرانی مگر محبوب ترین بستیوں کو ترک کر کے پاکستان کی طرف ہجرت کرنی پڑی تھی ان کی اس آنکھوں دیکھی اور آپ بیتی مصیبت عظمٰی نے حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کے مسلمانوں کے مصائب کی داستان نہ صرف ایک بار پھر زندہ کر دی بلکہ آج کے مسلمانوں کو حقیقی اندازہ بھی ہو۔

گویا کہ خدا کی راہ میں صرف خدا کا نام بلند کرنے کے جرم کی پاداش میں عاشقان خدا پر کیا کچھ گذرتی ہے اس کے ساتھ ہی کفار حاضرہ کو ایک بار پھر دین متین کی عظمت کی خاطر دنیائے فانی کو لات مارنے والوں

تمہید

توحید نے انسان کو انسان بنایا — باطل کو محمد کے غلاموں نے مٹایا
کفار کی افواج ہوئیں بدر میں حیراں — کام آیا ابوجہل نہ شیطان کے ساماں
ایک ایک پریشان ہوا تیغ قضا سے — فی النّار ہوا اپنی ہی شمشیرِ جفا سے
اسلام کی تقدیر کے سورج نے چمک کر — نابود کیا ظلمتِ باطل کو سراسر
وہ تین سو تیرہ تھے جو ملت کے سپاہی — اعمال سے دنیا تھی جنہیں دیں کی گواہی
یکسر تھے تہی دست مگر آن میں یکتا — جرأت میں تھے بے مثل تو ایمان میں یکتا
ناموسِ الٰہی کے نگہبان حقیقی ! — وحدت کے پرستار مسلمان حقیقی
سینے میں لئے زیست کے ارمان چلے تھے — ملت کے فداکار بصد شان چلے تھے
مرکب تھے میسر نہ کوئی جنگ کا ساماں — بے پر تھے مگر رکھتے تھے سب قوتِ ایماں
تیغیں تھیں نیاموں سے بھی محروم سراسر — خنجر تھے مگر کند نہ ہونے کے برابر
غرضیکہ وہ افلاس کے سب مارے ہوئے تھے — دنیا کی نگاہوں میں تھکے ہارے ہوئے تھے

اقوام کی تقدیر کو مٹھی میں دبا کر
خود کاتب تقدیر ہے مومن کی جوانی

(اسلم چشتی)

تو صاحبِ لولاک ہے، تو عرش نشیں ہے — ہم وصف ترا کوئی دو عالم میں نہیں ہے
نابود کیا لشکرِ ابلیس کو تو نے — برباد کیا کفر کی تلبیس کو تو نے

زیبا ہے تیری ذات کو اورنگِ حکومت
موزوں تھی سرِ بدر ترے دین کی نصرت

احکامِ اطاعت

اے ساقیٔ وحدت ہے تیری ذات گرامی
مستور ترے عشق میں اقبال دوامی

سَو بار مبارک ہو تجھے بدر کی نصرت
سَو بار مبارک ہو تجھے مالِ غنیمت!

يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ — جو لوگ ہیں انفال کی تقسیم کے خواہاں
قُلِ الْأَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُولِ — تفصیل کے محتاج ہیں اے سرورِ دوراں
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَصْلِحُوا — فرمایئے ان لوگوں سے اب شاہِ زمانہ
ذَاتَ بَيْنِكُمْ — انفال کا مالک ہے وہ خلاقِ یگانہ

یا اس کے پیمبر کی ہے املاک یہ انفال
اس ضمن میں بے سود ہیں انسان کے اقوال

تم ڈرتے رہو شام و سحر ربِ جہاں سے
محفوظ رہو، دور رہو، وہم و گماں سے

لیکن وہ مسلمان تھے دیندار تھے سارے
یک جان تھے اک آہنی دیوار تھے سارے

احساس جواں سال، تاثر تھا فلک گیر
میدان میں تھے "انتم الاعلون" کی تفسیر

ان جملہ خصائل نے انہیں زیست عطا کی
وہ زیست کہ ہے روح جو تسلیم و رضا کی

آخر یہی تسلیم و رضا بن گئی اعلان
اسلام کی چوکھٹ پہ جھکے دہر کے فرعون

نصرت نے لئے پاؤں غلامانِ خدا کے
چشمے ہوئے ہر سمت رواں رشد و ہدیٰ کے

شانِ نزول

ملت جو ہوئی بدر میں منصور و مظفر
جاگ اٹھا تہہ چراغ غریبوں کا مقدر

اللہ نے کی ان پہ یہ اک اور عنایت
میدان میں ہاتھ ان کے لگا مالِ غنیمت

اس مالِ غنیمت نے سوالات اٹھائے
ملت کے سپاہی کے خیالات جگائے

اموال کے ارماں بھی جواں ہونے لگے پھر
کاملوں سے رہِ عشق میں کچھ بٹنے لگے پھر

چھپ چھپ کے ہوئی گفت و شنید اہلِ یقیں میں
پہنچی جو خبر بارگہِ عرشِ بریں میں

یہ بحث گوارا نہ ہوئی ربِ جہاں کو
الہام کیا سیدِ سلطانِ زماں کو!

پیش لفظ

جبریلؑ امیں خدمتِ سرکار میں آئے
گلہائے ثنا نذر کو دربار میں لائے

اے وہ کہ تری ذات گرامی ہے فلک گیر
تو نے ہی کیا مملکتِ کفر کو تسخیر

زَادَتْهُمْ
إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ
يَتَوَكَّلُونَ ۝ الَّذِينَ
يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا
رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ ۝

ایماں کو کرتی ہے فزوں کفر کو کافور
قرآں کے لفظوں میں یہ اعجاز ہے مستور

ایمان ولقیں ہوتے ہیں پھر ان کے جواں اور
رہتا نہیں نزدیک کوئی وہم و گماں اور

ہو جاتے ہیں لیلائے توکل کے وہ شیدا
رہتا نہیں سینے میں نشاں حرص و ہوا کا

کرتے ہیں نمازوں سے فزوں عشق الٰہی
اعمال سے توحید کی دیتے ہیں گواہی

اموال رہِ حق میں لٹاتے ہیں شب و روز
ملت کے لئے خوں وہ بہاتے ہیں شب و روز

أُولٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ
حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ
عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ
وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝

دراصل یہی لوگ ہیں وحدت کے پرستار
وحدت کے پرستار حقیقت کے طلبگار

اللہ کو محبوب صداقت ہے انہیں کی
آئینۂ اسلام جماعت ہے انہیں کی

قرآن کے نزدیک مسلمان یہی ہیں
حق اور صداقت کے نگہبان یہی ہیں

اللہ نوازے گا انہیں لطف و عطا سے
محفوظ انہیں رکھے گا ہر جور و جفا سے

دولت انہیں اسلام کے ایمان کی دیگا
روزی بھی سدا عزت و آرام کی دیگا

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝

اصلاح کرو اپنے خیالات در دل کی
اصلاح کرو ربطِ اقارب کے جنوں کی
ایمان کی دولت کے طلبگار اگر ہو
فردوس معلّے کے خریدار اگر ہو
تعمیل کرو حکم خدا، حکم نبیؐ کی
عادات کرو ترک یہ شوریدہ سری کی

مومن کی قرآنی تعریف

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ

جو لوگ مسلمان ہیں مشتاقِ خدا ہیں
وہ بندۂ اسلام ہیں راضی برضا ہیں
دل ان کا اک آئینہ ہے تسلیم ورضا کا
قلب ان کا تجلی کدہ ہے نورِ ہدیٰ کا
جب ذکر وہ سنتے ہیں خدائے دوجہاں کا
دل ان کا ہے اللہ کی ہیبت سے لرزتا
جس وقت سناؤ انہیں آیات الٰہی
آیات وپیامات وہدایات الٰہی
قرآن کی تعلیم کے انوار گرامی
خلاقِ دوعالم کی یہ اعجاز کلامی

اب تم کو اجازت ہے پئے جنگ عمل آؤ
فطرت کے قوانین کو اعمال سے دہراؤ
طوفان کی مانند پُرجوش میں آکر
جو راہ میں آئے اسے لے جاؤ بہا کر
وحدت سے جگا دیجئے تقدیر امم کی
تاریخ رقم کیجیے عرب اور عجم کی
تبدیل کرو عزم سے آئینِ زمانہ
قدرت نے تمہیں سونپی ہے تزئینِ زمانہ
حضرت کو ہوا جب یہ مشیت کا اشارہ
فی الفور فدا کار غلاموں کو پکارا
ارشادِ شہنشاہِ امم سن کے مسلماں
میداں میں نکل آئے لئے دولت ایماں
اس وقت مسلمان کا جو حالِ دروں تھا
قرآن کی تفہیم میں ہے اس کا یہ نقشہ
مانا کہ بڑی چیز یہ احساسِ یقیں ہے
فطرت سے مفر حضرتِ انساں کو نہیں ہے
مجموعۂ اضداد ہے انسان سراپا
آدم ہے کبھی اور کبھی حیوان سراپا
شبنم ہے کسی وقت کسی وقت شرر بھی
طوفان عزائم بھی، تلاطم سے حذر بھی

میدانِ بدر[1] کی طرف کوچ

صحرا کی ہوا کھا کے ہوا آئی مدینے
کفار کے حملے کی خبر لائی مدینے

افواہ اڑی شام سے آتے ہیں شیاطیں
تنسیخ صداقت کو بجھاتے ہیں شیاطیں

افواہ اڑی کفر کا طوفان اٹھا ہے
اللہ سے ٹکرانے کو شیطان اٹھا ہے

پھر آئی خبر آتا ہے بوجہل کا لشکر
ہونے کو ہے شیطان کی رحمٰن سے ٹکر

اغیار کی شورش نے مسلماں کو اٹھایا
روباہ نے اس شیر نیستاں کو جگایا

پہنچیں یہ روایات جو سلطانِ زماں تک
سرکار کی فریاد گئی ربِّ جہاں تک

اللہ نے سنتے ہی یہ آوازِ پیمبر
فی الفور دیا حکم کہ "اقوام کے رہبر"

---

[1] بدر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔ یہاں ایک کنواں ہے جسے بدر بن قریش نے کھدوایا تھا۔ اس کنوئیں میں بدر یعنی چودھویں کا چاند بسبب فراخی کے صاف نظر آتا تھا اس مقام پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کفارِ مکہ کے ساتھ پہلی جنگ عظیم ہوئی تھی۔ (منتہی الارب و مدارج النبوۃ)

خدشات کا بت دل کو کہیں توڑ رہا تھا
ایثار سے آلام کا بت موڑ رہا تھا
غرضیکہ اک اوہام کا سیلاب رواں تھا
چھایا ہوا ایمان کی دنیا پہ گماں تھا
آخر یہ خیالات گئے عرش بریں پر
انوار عزائم کے اتر آئے زمیں پر
فی الفور ہوا جوشِ فلک پاش عطا پھر
دمساز مسلماں کا ہوا لطفِ خدا پھر
اللہ کی رحمت نے وہ اعجاز دکھایا
ان تین سو تیرہ کو ہزاروں سے لڑایا
بیشک تھا وہ اللہ کا انعام خصوصی
انعام ہی کیا خلعتِ اکرام خصوصی
منصور کیا امتِ وسطیٰ کو جہاں میں
مسرور کیا ملتِ بیضا کو جہاں میں

ایسے ہی وہ انعام عطا آج کرے گا
شیطان کے اسباب کو تاراج کریگا

كَمَآ أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَارِهُونَ ۝ يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنظُرُونَ ۝

کچھ ایسے مدوجزر کا مظہر ہے یہ انساں
گہہ قطرۂ ناچیز گہہ صورتِ طوفاں
قلب اس کا کبھی عرش کبھی فرش نشیں ہے
فکر اس کا کبھی تیرہ، کبھی ماہ جبیں ہے
انساں یونہی دنیا میں دوراہے پہ چلا ہے
ایسا ہی یہ ہر ایک زمانے میں رہا ہے
جس وقت مسلمان چلے بدر کی جانب
کفار کا کچھ رعب سا ہونے لگا غالب
بیدل سے ہوئے اور ہوا سرد سا خوں بھی
محروم طمانیت و محروم سکوں بھی
اوہام و تذبذب کی کشاکش میں پڑے تھے
مایوس تھے مایوس کچھ ایسے کہ اڑے تھے
ادراک کی ایمان شکن ضرب سے حیراں
اغیار سے ڈرتے ہوئے میداں سے گریزاں
کچھ قلتِ احباب کا غم دست و گریباں
کچھ کثرتِ اعدا کا گماں حشر بداماں
مغموم تھے موہوم سی شورش سے دبے تھے
مخدوش تھے، گویا وہ قضا دیکھ رہے تھے
خائف تھے کہیں کفر کا طوفاں امنڈ آئے
طوفاں میں کہیں لشکرِ اسلام نہ بہہ جائے
ڈر تھا کہ مسلماں کہیں برباد نہ ہو جائیں
غم تھا کہ کہیں کشتۂ بیداد نہ ہو جائیں
افواج کا بت ان کو کہیں ٹوک رہا تھا
اولاد کا بت بڑھ کے کہیں روک رہا تھا

دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ حق اور صداقت کی تھی منظور بلندی
لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ دینا تھی مسلمان کو پُر نور بلندی
الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ کفار ہوں اس فعل سے نالاں تو تڑپے ہوں
الْمُجْرِمُوْنَ ۝ ہو سکتے ہیں جتنے بھی پریشاں تو تڑپے ہوں
اللہ صداقت کو فزوں کر کے رہے گا
نابود شیاطیں کا جنوں کر کے رہے گا

میدان بدر میں

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ ہاں یاد کرو اہلِ یقیں اب وہ سماں بھی
فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ تم بدر کے میداں میں تھے جب محوِ فغاں بھی
مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ تعداد میں کفار جو غالب تھے سرِ جنگ
الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝ تم غیب کی امداد کے طالب تھے سرِ جنگ
وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا اللہ نے فریاد و فغاں سن کے تمہاری
بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ اک فوج[1] فرشتوں کی اعانت کو اتاری
قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ تسکیں کو تمہاری یہ کمک حق نے عطا کی
اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ اِنَّ ورنہ یہ خدائی ہے اُسی ایک خدا کی

---

[1] تفسیر مدارک میں ہے کہ جبریل امین پانچسو فرشتوں کے ساتھ میمنہ میں جہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے نازل ہوئے اور میکائیل پانچسو ملائکہ کے ساتھ جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اترے اور سب ملائکہ آدمیوں کی صورت میں سفید لباس اور سفید پگڑیاں پہنے ہوئے پیچھے شملے لٹکائے ہوئے تھے اور ابلق گھوڑوں پر سوار تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ پہلے ہزار فرشتے آئے پھر تین ہزار پھر پانچ ہزار۔
(تفسیر خزائن العرفان)

صدائے بازگشت

ہاں یاد کرو اہلِ یقیں وہ بھی زمانہ
جب تم میں تھے کچھ لوگ طلبگارِ خزانہ
وہ قافلۂ کفر جو تھا راہیٔ مکہ
اس پر ہی تھا مرغوب اگرچہ تمہیں حملہ
لیکن وہ تخیّل نے تراشا تھا فسانہ
بوجہل کے لب پہ تھا چڑھائی کا ترانہ
اس ذعب سے اسے اسکی قضا بدر میں لائی

وَاِذْ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ — اس طور سے تم گھر سے چلے اور بن آئی
اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ — انساں کے وہاں پیش نظر اور ہی کچھ تھا
اَنَّہَا لَکُمْ وَتَوَدُّوْنَ — اللہ کو منظور مگر اور ہی کچھ تھا
اَنَّ غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْکَۃِ — قدرت نے دکھانے تھے کچھ اعجاز جہاں کو
تَکُوْنُ لَکُمْ وَیُرِیْدُ — دنیا سے مٹانا تھا جہالت کے نشاں کو
اللّٰہُ اَنْ یُّحِقَّ الْحَقَّ — بنیادِ شیاطیں کو ہلانا تھا جہاں میں
بِکَلِمٰتِہٖ وَیَقْطَعَ — باطل کو تہِ خاک ملانا تھا جہاں میں

جنگ بدر کے آغاز سے پہلے قریش مکہ کا ایک قافلہ شام سے مکے کی طرف جا رہا تھا چنانچہ بعض اہل مدینہ چاہتے تھے کہ پہلے اس قافلہ پر حملہ کیا جائے۔ کیونکہ افواہ تھی کہ کفار مکہ کا قافلہ شام سے بہت سا مال و دولت لا رہا تھا۔

شانِ جلالی

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ
اَنِّیْ مَعَکُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا، سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ
الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ
فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ
وَاضْرِبُوْا مِنْھُمْ کُلَّ
بَنَانٍ ؕ

اب یاد کرو اہلِ یقیں وہ بھی نظارا
جب ہم نے فرشتوں کے عساکر کو اتارا
یہ وعدہ بھی فرمایا کہ میں ساتھ رہونگا
شیطان کے ایک ایک پیمبر[1] سے لڑونگا

اے خواجۂ کونین، شہنشاہ دوعالم
اے عرش نشیں، صاحبِ لولاک، مسلّم
کہہ دیجیے مسلمان عساکر سے مکرّر
میداں میں لڑیں کفر کی افواج سے ڈٹ کر
میں قلبِ شیاطیں میں ابھی رعب بٹھا کر
کرتا ہوں پریشاں انہیں مردود بنا کر

اے میرے فرشتو ہے یہی فرض تمہارا
اس وقت ہے بس ایک یہی تم کو اشارا
بوجہل کو اس شان سے شرمندہ کرو تم
جمعیتِ کفار پراگندہ کرو تم
ہر سرکش بیدیں کو تہ خاک سلادو
یوں ہیبتِ توحید کا تم سکہ بٹھادو

---

[1] یہاں لفظ پیمبر محض طنزاً استعمال کیا گیا ہے

اللهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ دنیا کا وہی مالک و مختار ہے لاریب

مختار ہے، جبار ہے، قہار ہے لاریب

آزاد ہے وہ چاہے جسے فتح و ظفر دے

مغلوب جسے چاہے زمانے میں وہ کر دے

اک صاحب حکمت ہے وہی صاحب قدرت

بیشک ہے بڑا اور بڑی اس کی حکومت

نزول باران رحمت

اِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ — اس وقت کو بھی یاد کرو اہل یقیں اب

اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ — قدرت نے کئے تم کو عطا خواب سکوں جب[۱]

عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَآءِ — خوابیدہ ادھر تم تھے، ادھر رحمت باری

مَآءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ — خود آئی کہ تقدیر جگا جائے تمہاری

وَيُذْهِبَ عَنكُمْ — ناگاہ سر چرخ سحاب آ گئے گھر کر

رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَ — تبدیل ہوا بدر کے صحرا کا مقدر

لِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوبِكُمْ — اس شان سے بارش نے جھڑی آ کے لگائی

وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝ — لشکر ہی نہیں دشت کی بھی پیاس بجھائی

یہ راز اس الطاف الٰہی میں نہاں تھا

مسلم کے عزائم کو اسے گرمانا ہواں تھا

---

[۱] غنودگی اگر جنگ میں ہو تو امن ہے اور اللہ کی طرف سے ہے اور اگر نماز میں ہو تو شیطان کی طرف سے ہے۔ جنگ میں غنودگی کا امن بننا اس امر سے ظاہر ہے کہ جسے جان کا اندیشہ ہو اسے جنگ میں نیند یا اونگھ نہیں آسکتی وہ خطرے اور اضطراب میں رہتا ہے۔ شدید خوف کے وقت غنودگی کا آنا حصول امن اور منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے۔ (تفسیر حقانی)

آئینِ فطرت

فطرت کے دمِ کُن سے قوانین یہی ہیں
اللہ کی سنت یہی، آئین یہی ہیں

جو قوم فرامینِ الٰہی کو بھلا کر
تخریب کی اک آگ زمانے میں لگا کر

اور اک نیا شعبدہ عالم کو دکھا کر
انساں کو ضلالت کی مصیبت میں پھنسا کر

معبود کے ہوتے نئے معبود بنا کر
مخلوق کو مخلوق کے قدموں پہ جھکا کر

اسبابِ تعیّش کی طلب گار ہو یکسر
رنگینئ عالم کی خریدار ہو یکسر

اغراض پرستی کے جھمیلوں میں پھنسی ہو
اللہ سے بیزار ہو باطل پہ اڑی ہو

اسبابِ زمانہ کی یہاں تک ہو پرستار
تکذیبِ صداقت پہ بھی ہر آن ہو تیار

گفتار کی مشتاق ہو، کردار سے بیزار
تنظیم میں بے جان ہو، تفریق میں اسیار

کفار کی قرآنی تعریف

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ۝

یہ دولتِ دنیا پہ بپھرتے ہیں جہاں میں
اللہ کا ڈر ان کو نہیں کون و مکاں میں

باطل کے مبلغ ہیں یہ اوہام کے بندے
کرتے ہیں ستم دہر میں اصنام کے بندے

انجام سے کچھ ان کو سروکار نہیں ہے
احساس نہیں، قوتِ انکار نہیں ہے

یہ رشد و ہدایت سے ہیں بیزار سراسر
تکفیر کی لعنت میں گرفتار سراسر

یہ صید ہیں سب کفر کے اور وہم و گماں کے
کر لیتے ہیں یہ غصب حقوق اہلِ جہاں کے

اللہ کی طاقت کا انہیں علم نہیں ہے
ایمان نہیں، صبر نہیں، حلم نہیں ہے

اب ان کی ہلاکت میں ہے تعمیر جہاں کی
جونہی یہ مٹے چمکے گی تقدیر جہاں کی

پس میرے فرشتو یہ تمہیں حکم ہے یکسر
اب زیرِ زمیں کر دو ابوجہل کا لشکر

باقی نہ رہے ظلم کا امکان جہاں میں
آباد نئے سر سے ہو انسان جہاں میں

مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ○ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ

لیکن جو کبھی مائلِ تخریب ہوں کافر
میدان میں ڈٹ جائیں مسلمان عساکر
اللہ کے اعدا سے لڑیں دین کی خاطر
کٹ جائیں اک اللہ کے آئین کی خاطر

کفار کی کثرت سے ہراساں نہ کبھی ہوں
شیطان کے سامان سے پریشاں نہ کبھی ہوں

میدان میں گھبرائیں نہ بیدل ہوں سرِ جنگ
اللہ کی امداد کے سائل ہوں سرِ جنگ

زنہار دکھائیں نہ کبھی پیٹھ عدو کو
اللہ سے رکھیں نہ عزیز اپنے لہو کو

ہاں پینترا جس وقت بھی چاہیں وہ بدل لیں
اس ڈھب سے شیاطین کو پیغامِ اجل دیں

ڈر کر جو کوئی موت سے میدان سے بھاگا
اللہ کے ہوتے ہوئے شیطان سے بھاگا

لاریب جہنم ہے مقام ایسے بشر کا
بہتر ہے جو نابود ہو نام ایسے بشر کا

لہ میدان جنگ میں کفار سے بھاگنا گناہ کبیرہ ہے مگر دو صورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اول لڑائی کے ہنر یا کرتب دکھانے کے لئے پیچھے ہٹنا۔ اس صورت میں پیٹھ دکھانے اور پیچھے ہٹنے والا بھاگنے والا نہیں ہو سکتا۔ دوسرے جو اپنی جماعت میں ملنے کے لئے پیچھے ہٹا وہ بھی بھاگنے والا نہیں ہو سکتا۔ (خزائن العرفان)

اس قوم لعین سوختہ کی موت اٹل ہے
آغاز سے فطرت کا یہی ایک عمل ہے
کفارِ عرب بھی ہیں ان امراض میں حیراں
تکذیبِ محمدؐ میں ہیں سرگرم یہ ناداں
فانوسِ ہدایت کو بجھانے پہ اڑے ہیں
لاریب یہ مجہول ہیں شیطان بڑے ہیں
رسوائیِ دنیا کے علاوہ سرِ عقبیٰ
دوزخ میں جلیں گے یہ شب و روز ہمیشہ
پس میرے فرشتو انہیں فی الفور مٹادو
اوہام کی لعنت سے زمانے کو چھڑادو

مسلمانوں کو اذنِ جنگ

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا	اب میرے فرامین مسلمان بھی سن لیں
لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	اسلام کے بندے ہیں تو قرآن بھی سن لیں
زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ	وحدت کا تقاضا ہے کہ وحدت ہو مسلّم
الْاَدْبَارَ ۚ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ	باطل ہو فنا اور صداقت ہو مسلّم
يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا	رائج ہو تر و خشک میں آئین خدا کا
لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى	عالم میں ابتا ہی رہے چشمہ ہدے کا

منظور تھا دل قوم مسلماں کا بڑھانا
منظور تھا کفار پہ رعب اپنا بٹھانا
منظور تھا اعجاز مسلماں کو دکھانا
اِکرام سے احساں سے جواں سال نبھانا
منظور تھی کفار کی تذلیل جہاں میں
منظور تھی توحید کی تکمیل جہاں میں
منظور تھا کفار کی تدبیر ہو ناکام
بیکار اگر تیز تو شمشیر ہو ناکام
آخر کو یہی رنگ تہِ چرخ جمایا
شیطان کو جمعیتِ شیطاں کو مٹایا

کفار کو تنبیہ

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ — کفار بھی تنبیہ خدا غور سے سن لیں
جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ — یہ لعل و جواہر ہیں بڑے کام کے چن لیں
تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ — بہتر ہے کہ تکذیب محمد نہ کریں اب
وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ — باز آئیں رسالت پہ نہ الزام دھریں اب

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)
ناک آنکھ اور منہ پر وہ مٹی نہ پہنچ گئی ہو۔ یہ فعل اگرچہ رسول خدا سے صادر ہوا لیکن اس کی تاثیر خدا کی طرف سے تھی لہذا سب کفار شکست کھا کر بھاگ گئے۔ (کنکریوں سے پھینکنے کا واقعہ جنگ حنین میں بھی ہوا تھا جہاں کفار کی تعداد ۲۴ ہزار تھی) مشکوٰۃ بحوالہ مسلم)

وہ ننگِ بنی نوعِ بشر، ننگِ یقیں ہے
مقہور ہے مغضوب ہے توہینِ زمیں ہے
ملت میں ہے بزدل کا وجود ایک ہلاکت
مردود ہے مردود وہ تخریبِ صداقت
اے اہلِ یقیں مردہ دلی چھوڑ دو یکسر
اوہام کے اصنام کو اب توڑ دو یکسر

اسبابِ نصرت

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ	جو بدر کی نصرت پہ اب اتراتے ہیں اکثر
قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ	گیت اپنی شجاعت کے بہت گاتے ہیں اکثر
رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ	آپ ان کو یہ سمجھائیے سرکارؐ مدینہ
رَمٰیؕ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ	یہ راز انہیں بتلائیے سرکارؐ مدینہ
مِنْهُ بَلَاۤءً حَسَنًاؕ اِنَّ اللّٰهَ	وہ ان کے کمالات نہ تھی انکی شجاعت
سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكُمْ	کفار پہ اللہ نے بھیجی تھی ہلاکت
وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ	کنکر بھی نہ پھینکے تھے وہاں شاہِ زماں نے[1]
الْكٰفِرِيْنَ ۝	دراصل وہ پھینکے تھے خدائے دوجہاں نے

[1] تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے سنگریزوں کی ایک مٹھی جبریلِ امیں کے اشارے سے کفار کے میمنہ پر دوسری میسرہ اور تیسری عقب پر شاہت الوجوہ کہتے ہوئے پھینکی۔ چنانچہ کوئی مشرک ایسا باقی نہ رہا جس کے (باقی اگلے صفحہ پر)

انجام کو مسلم کی حکومت ہے یقینی
گمراہ جماعت کی ہلاکت ہے یقینی

اللہ اب اسلام کو چمکا کے رہیگا
دنیا میں سرِ کفر کو ٹھکرا کے رہیگا

خود ربِ جہاں اہلِ یقیں کا ہے محافظ
ہر حال میں قرآنِ مبیں کا ہے محافظ

وہ آپ مسلماں کا معاون ہے جہاں میں
وہ آپ سنبھالے گا اسے کون و مکاں میں

حکم اطاعت

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۚ

ایمان طلب ہو تو اطاعت بھی کرو تم
اللہ و پیمبر کی غلامی میں رہو تم
بے چون و چرا حکم کی تعمیل کرو تم
تعزیرِ الٰہی سے شب و روز ڈرو تم

جو نائبِ سرکارِ شہِ ہر دو سرا ہو
اس کے بھی ہر اک حکم کی تعمیل سدا ہو

لَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ تائب ہوں گناہوں سے ڈریں خوفِ خدا سے

فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ لا باز آئیں شرارت سے خباثت سے ریا سے

وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ع اللہ کا پیغام سنیں ہوش میں آئیں

انھوں کو ہلاکت سے جہنم سے بچائیں

ورنہ یہ رہے یاد ضلالت ہے یقینی

انصاف اٹل اور قیامت ہے یقینی

کفار کی تذلیل و ہزیمت ہے یقینی

شیطانِ ستمگر کی ہلاکت ہے یقینی

قرآں کے براہین کی سبقت ہے یقینی

اللہ کے محبوب کی نصرت ہے یقینی

تنبیہ اگر یہ بھی نہ کفار نے مانی

دہرائے گا اللہ روایات پرانی

ایک ایک کو چن چن کے مٹائے گا یقیناً

ابلیس کے ہر قصر کو ڈھائے گا یقیناً

منوائے گا طاقت سے توانین یقیناً

چھائے گا سر دھر پہ یہ دین یقیناً

جمعیتِ کفار ہو گو حد سے زیادہ

نکلے گا نہ چرخ مگر اس کا جنازہ

---

[1] یعنی جس طرح خدائے جبار و قہار نے فرعون و شداد کی قوموں کو ان کی سرکشی اور حق فراموشی کی بنا پر ملیا میٹ کیا تھا اسی طرح دشمنان اسلام کو بھی اب نیست و نابود کر دیگا۔

اللہ اگر چاہے تو کر دے انہیں آزاد
وہ صاحبِ توفیق ہے وہ صاحبِ ارشاد
لیکن وہ اگر دیکھتا یہ دین طلب ہیں
صالح ہیں، ہدایات کے تلقین طلب ہیں
لاریب انہیں ساغرِ توحید پلاتا
احسان و کرم کر کے انہیں راہ پہ لاتا
لیکن اسے معلوم ہے یہ نیک نہیں ہیں
تنظیم کے مشتاق نہیں، ایک نہیں ہیں
پس ان کی تہِ چرخ ہزیمت ہے یقینی
تحقیر یقینی ہے، ہلاکت ہے یقینی

تعلیم تسلیم و رضا!

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	تم اہلِ یقیں ہیں ان کی شرارت سے رہو دور
اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَ	بدعت سے بچو اور خباثت سے رہو دور
لِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ	دنیا میں اگر مائلِ تسلیم و رضا ہو
لِمَا يُحْيِيكُمْ وَ	صالح ہو، مسلماں ہو، مائل بہ ہدیٰ ہو
اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ	اللہ کے احکام کی تعمیل کیے جاؤ
يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ	ہر چاک دروں سوزنِ طاعت سے سیئے جاؤ

مسلمانوں کو تنبیہ

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ	مسلم ہو تو دنیا میں کبھی دیں سے نہ پھرنا
قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ	کفار کی مانند مصیبت میں نہ گھرنا
لَا يَسْمَعُونَ ۝ إِنَّ	منزل سے بھٹکنا نہ کہیں کون و مکاں میں
شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ	تقلید نہ کرنا کہیں شیطاں کی جہاں میں
اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ	جیسے وہ مصر ہیں کہ وہ سنتے ہیں سب احکام
الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ۝	حالانکہ حقیقت میں وہ سنتے نہیں ناکام
وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ	مجہول ہیں مخلوق میں وہ سب سے برے ہیں
خَيْرًا لَأَسْمَعَهُمْ ۚ	گونگے ہیں بہرے ہیں جہالت میں پھنسے ہیں
وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا	یعنی وہ زباں رکھتے ہوئے حق نہیں کہتے
وَّهُمْ مُعْرِضُونَ ۝	حق اور صداقت سے ہیں محروم ہی رہتے

بے تاب سماعت بھی مگر محض گریزاں
سنتے ہیں پیامات بھی لیکن ہیں پریشاں

انسان کی صورت میں بہائم ہیں یہی لوگ
شیطاں کی طرح کفر پہ قائم ہیں یہی لوگ

ذہنیت و افکار میں ہیں پست سراسر
گفتار میں کردار میں ہیں پست سراسر

پھر یہ بھی رہے یاد تمہیں بعدِ فنا بھی

ہر فعل کی ملنی ہے سزا اور جزا بھی

ہر اک کو ہے اللہ کی سرکار میں جانا

ہر فرد نے ہے نامۂ اعمال دکھانا

جب اس سے کوئی بچ کے کہیں جا نہیں سکتا

چھپنے کے لئے کوئی جگہ پا نہیں سکتا

پھر کیوں نہ اک اسکی ہی اطاعت کا جنوں ہو

اصنام کا سودا ہو جنوں ہو بھی تو کیوں ہو؟

بہتر ہے اب ایک اس کو ہی معبود بناؤ

یک رنگ ہو اک کعبۂ مقصود بناؤ

وہ ایک ہے محبوب ہے ایک اس کی جماعت

وہ خالقِ دوراں ہے کرو اس کی اطاعت

وہ ظاہر و باطن سے خبردار ہے یکسر

مختار ہے مختار ہے مختار ہے یکسر

تنبیہہ عمومی

وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا — پھر یہ بھی رہے یاد چمن زارِ فنا میں

تُصِيبَنَّ الَّذِينَ — اِک روز تمہیں جانا ہے دربارِ خدا میں

وَتَقَلُّبِہٖ وَاَنَّہٗ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ ٥

قرآں کے طلبگار، طرحدار رہو تم
اللہ کی ملت کے رضا کار رہو تم
ہر بات عسمد کی سنو کان لگا کر
ہر حکم کی تعمیل کرو سر کو جھکا کر
ان کی یہ تمنا ہے کہ دیندار بنو تم
انعام کے اکرام کے حقدار بنو تم
آباد ہو، آزاد ہو، اورنگ نشیں ہو
توحید کے منّاد ہو، مختار زمیں ہو
باقی نہ رہے تم میں کوئی نام کو خامی
حتیٰ کہ میسّر ہو تمہیں عمر دوامی
یہ یاد رہے قادر و قیوم خدا ہے
ہر فرد کے ہر فعل کو خود دیکھ رہا ہے
رکھتا ہے نظر خلوت و جلوت پہ وہ یکساں
مشکل ہے جو انساں کیلئے اسکو ہے آساں
انسان اور انسان کا دل دو نہیں لیکن
اللہ کے نزدیک ہے یہ بات بھی ممکن
انسان سے انسان کا دل دور ہٹا کر
ان دونوں میں حائل بھی وہ ہو جاتا ہے اکثر
یعنی وہ بہت دور ہے اور دور نہیں ہے
ہے طور نشیں اور سرِ طور نہیں ہے

یہ واضح رہے محض وہ غفار نہیں ہے
ستار بھی ہے اور وہ ستار نہیں ہے
ہے سخت گرفت اسکی کہ جبار بھی ہے وہ
ہوتا ہے غضبناک بھی قہار بھی ہے وہ
دیتا ہے عذاب اہل جفا کو وہ یقیناً
محبوب نہیں رکھتا خطا کو وہ یقیناً

مکّی زندگی کی یاد

وَاذْكُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰكُمْ وَ اَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ

اب یاد کرو آج ذرا وہ بھی زمانہ
مکے میں میسر نہ تھا جب تم کو ٹھکانہ
تم گنتی کے انساں تھے مگر تنگ زمیں تھی
پھر لطف یہ ہے تم میں کوئی تاب نہیں تھی
ہر گام پہ تھا اندیشۂ کفار کا خدشہ
مخدوش تھی ہر صبح تو ہر شام کو خطرہ
تھا خوف کہیں خانہ خرابی کا نمایاں
مفقود کہیں جینے کو تھے زیست کے ساماں
اس وقت بھی اللہ نے کرم عام کیا تھا
تھی جس کی تمنا وہی انعام دیا تھا

ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ دینا ہے جواب اپنے ہر اک فعل کا آخر

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ ہر بات بخوبی وہاں ہو جائے گی ظاہر

شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ اللہ کی طاقت کے بھی قائل ہو اگر تم

اس قہر الٰہی سے ڈرو شام و سحر تم

جو ہر کس و ناکس کو جکڑتا ہے جہاں میں

بچ سکتا نہیں جس سے کوئی کون مکاں میں

جس وقت عذاب آئے گا طوفان کی صورت

دیکھے گا نہ وہ آدم و حیوان کی صورت

ہوں گے نہ گرفتار فقط جملہ گنہگار

بہ جائیں گے اس رو میں سب احباب و اغیار

دانے کبھی چن چن کے نہیں برق جلاتی

خرمن ہی کو ہے راکھ کا انبار بناتی

جب وقت بگڑ جاتا ہے اقوام جہاں کا

لے ڈوبتا ہے قوم کو جرم ایک جواں کا

اس پہلو سے افراد کے اعمال کو پرکھو

ملت کا عمل حرکتِ افراد کو سمجھو

ایک ایک کی حالت سے خبردار رہو تم

مومن ہو تو دنیا میں جرائم سے بچو تم

وَاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ	سونپے جو تمہیں کوئی بشر اپنی امانت[۱] !
عَظِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا	تم اس کے امیں بن کے کرو اسکی حفاظت
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ	نیز اہل بصیرت یہ بھی رہے یاد ہمیشہ
تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ	دنیا میں رہو گے نہ تم آباد ہمیشہ !
لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ	یہ خویش، یہ ازواج، یہ اولاد، یہ اموال
عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ	یہ جاہ و حشم اور یہ ناموس یہ اقبال
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ	لاریب کسوٹی ہیں سب اعمال بشر کی
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝	میزان ہیں میزان یہ افعال بشر کی

جو ان میں پھنسا[۲] اور جدا حق سے ہوا ہے
واللہ وہ انسان خسارے میں رہا ہے
مسلم کی ہے یہ شان ان اسباب کے ہوتے[۳]
اللہ کا محکوم رہے جاگتے سوتے
اللہ کو جب اس کی ضرورت ہو نکل آئے[۴]
ایک اس کی رضا کے لئے ہر چیز کو ٹھکرائے

---

۱ حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تیرے پاس امانت رکھے جب وہ طلب کرے ادا کر اور جو تیرے ساتھ خیانت کرے تو اس کے ساتھ بھی خیانت نہ کر (خازن بحوالہ ابو داؤد ترمذی)

۲ جب کوئی شخص صرف دنیا داری میں پھنس جاتا ہے تو لازماً اور نتیجتاً دین سے بیزار ہو کر بہت بڑی آزمائش میں مبتلا ہو جاتا ہے (مصنف)

۳ مسلمان کی یہ شان ہے کہ وہ مال و منال کی الجھنوں میں پھنس کر بھی بے نیاز اور پیکر تسلیم و رضا رہے۔ (مصنف)

۴ جب کبھی خدمت ملک و ملت کے لئے ضرورت پڑے مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ تمام اسباب وجاہت کو ٹھکرا کر میدان عمل میں ایثار کا پیکر بنکر کود پڑے۔ (مصنف)

آباد کیا تم کو مدینے کی زمین پر
پہنچایا تمہیں اوج کے پھر عرش بریں پر

وَرَزَقَكُمْ مِّنَ — معدوم ہوا فسق تو مفقود ہوئے رز
الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ — قرآں کی حکومت کا مدینہ ہوا مرکز
تَشْكُرُوْنَ ۝ — اسباب خور و نوش بھی پاکیزہ دیئے تھے
ہر فکر سے آزاد مسلمان کئے تھے

ایمان تر و تازہ کیا پیر و جواں کا
تم شکر کرو شکر خدائے دو جہاں کا

آئینِ الٰہی پر عمل کا حکم

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا — اے اہل یقیں صاحب ایمان ہو تم
لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ — محکوم خدا[1] طالب قرآن ہو تم
وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَ — اللہ و نبی[2] نے جو تمہیں دی ہے امانت
اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ — لازم ہے تمہیں، تم نہ کرو اس میں خیانت
وَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ — یعنی نہ کسی حکم سے دل اپنے چراؤ
وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ — ارشاد خدا سنتے ہی سر اپنے جھکاؤ

[1] یعنی زندگی کے ہر شعبے میں اپنا رہبر قرآن کو اور صرف قرآن کو یقین کرتے ہوئے صرف خدا کے بتلائے ہوئے راستے پر چلو۔ مصنف
[2] سنتِ نبویؐ کا ترک کر دینا اللہ تعالیٰ سے خیانت کرنا ہے اور سنت کا ترک کرنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خیانت کرنا ہے۔ (تفہیم)

اِن چال کا اللہ کو تھا علم برابر
وہ عالمِ غیب اور ہے تجویز میں برتر
بیشک وہ خدا صاحبِ تدبیر بڑا ہے!!
نعیم کا خالق ہے تو قوت میں کڑا ہے!

کفار کی آیاتِ الٰہی پر پھبتیاں

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ	اللہ رے انسان کا رحمان سے کھٹکا آغاز ہے کچھ یاد نہ انجام کا کھٹکا
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	آیاتِ خدا کو وہ بتاتے ہیں تمسخر شیطان صفت ہنس کے اڑاتے ہیں تمسخر
لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ	کہتے ہیں یہ اللہ کا فرمان نہیں ہے
اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَ	اقوال میں کچھ ربط نہیں شان نہیں ہے
يَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ	انداز اچھوتا ہے نہ مضمون نیا ہے
اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ	تمثیل و تخیّل میں نہ کچھ زور زرا ہے
الْمٰكِرِيْنَ ۝ وَاِذَا	اذکارِ مگس ہیں کہیں مچھّر کا بیاں ہے
تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا	کچھ فیل کے قصے کہیں بندر کا بیاں ہے
قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا	باچند روایات ہیں ایّامِ کہن کی
لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ	تائید ہی تائید ہے پیغامِ کہن کی
هٰذَآ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ	اس بھولی ہوئی بات سے کیا ہم کو علاقہ
اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝	بوسیدہ روایات سے کیا ہم کو علاقہ

تازہ ہوں مضامین تو ہو بات بھی کوئی
دل کش ہوں فرامین تو ہو بات بھی کوئی

کچھ اتنا توکل کا ہو دنیا میں فسلائی
مانے کہ ہے سب اللہ کے قبضے میں خدائی

اللہ کو انساں کے عمل کی ہے ضرورت
مرغوب اسے محض عقائد ہیں نہ صورت

دیتا ہے وہ انعام ہر اک نیک عمل کو
ضائع نہیں کرتا وہ کسی ایک عمل کو

تم بھی اگر دنیا میں اک اللہ سے ڈرو گے
قرآن کے احکام کی تعمیل کرو گے

وہ تم کو ابھارے گا اور ایمان بھی دے گا
نہ بے سر و ساماں ہو تو ساماں بھی دے گا

بخشے گا گناہوں کو اور آزاد کرے گا
بے فکر کرے گا تمہیں دلشاد کرے گا

ہر آن نوازے گا تمہیں بزم جہاں میں
اعزاز وہ دلوائے گا جو نہیں وہم و گماں میں

وہ صاحب الطاف ہے رحمان قدیمی
فیض اس کا نرالا ہے تو بے مثل رحیمی

شورش کفار مکہ کی یاد

اے شاہ عرب یاد کرو وہ بھی زمانہ
جب اہل عرب ڈھونڈتے پھرتے تھے بہانہ

شیطاں نے جب ان کو پریشان کیا تھا
کعبے میں بپا حشر کا طوفان کیا تھا!

کوشاں تھے کہ اسلام کی آواز دبا دیں
آغاز میں توحید کے پرچم کو جھکا دیں

محبوس کریں آپ کو یا خون بہا دیں
یا تنگ کریں آپ کا گھر بار چھڑا دیں

توحید کی بڑھتی ہوئی طاقت کو مٹا دیں
قرآن کی فانوس کو پھونکوں سے بجھا دیں

مکّے پر یلغار کے اسباب

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ	اب جب کہ نہیں تیری وہاں ذاتِ گرامی
اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ	کعبے میں روا کیسے بتوں کی ہو غلامی
عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	اب ہم کو ہے لازم کہ انہیں خوب سزائیں
وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَاۗءَهٗ ۭ اِنْ	حتّےٰ کہ ہمیشہ کے لئے کفر مٹا دیں
اَوْلِيَاۗؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ	یہ ان کا ستم ہوگا نہ تا حشر گوارا
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا	وہ بند کریں کعبے میں جانا بھی تمہارا
يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ	وہ خانۂ کعبہ کے ولی بن نہیں سکتے
صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ	کانٹے ہیں وہ پھول اور کلی بن نہیں سکتے
اِلَّا مُكَاۗءً وَّتَصْدِيَةً ۭ	کعبے میں قدم رکھنا حرام آپ کو کیوں ہو
فَذُوْقُوا الْعَذَابَ	ممنوع سجود اور قیام آپ کو کیوں ہو
بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝	در اصل عبادت ہے مسلماں کی عبادت
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	کفار تو کعبے پر بھی کرتے ہیں حماقت
يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا	سیٹی[۱] ہے کہیں اور کہیں ناچ برہنہ
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ	لا الٰہی و لا کیا ہی اس "ایمان" کا کہنا

۱؎ سیٹیاں اور تالیاں بجانا اور ناچ وغیرہ اسلام میں ممنوع ہیں۔

ہیں ناز کی باتیں نہ کوئی راز کی باتیں!
ہم چاہیں تو لکھ لائیں اس انداز کی باتیں

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝

پھر اور قدم کفر پرستوں نے اٹھایا
اللہ کا منہ عقل کے اندھوں نے چڑایا
یوں کہنے لگے خالق جبار سے ناداں
برحق ہے اگر تیرا ہی ارشاد یہ قرآں
دے ہم کو سزا یعنی دبا بھیج دے کوئی
پتھر ہی گرا اور بلا بھیج دے کوئی

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝

اے سید لولاک وہاں پاس ترا تھا
اک تیرے لیے ہم نے معاف انکو کیا تھا
توہین ہے تیری کہ ترے ہوتے ستم ہو
کیونکر ہو خزاں تجھ سا جہاں ابر کرم ہو

یوں پاک سے ناپاک جدا ہو کے رہینگے

شیطان کے محکوم فنا ہو کے رہیں گے

پھر شرک پرستوں کا اک انبار لگے گا

جو آتشِ دوزخ میں ہمیشہ کو جلے گا

آخر کو یہی لوگ خسارے میں پڑینگے

اللہ کی رحمت سے بھی محروم رہینگے

کفّار کو ایک اور تنبیہہ !

قُلْ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ
يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا
قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ
يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ
سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

اے نورِ ازل حسنِ ابد، ناجیٔ عالم
اے ختمِ رسل، مالکِ کل، ہادیٔ عالم
کفار کو اللہ کا پیغام سنا دے
انسان کو انسانیتِ عظمےٰ سکھا دے
کہہ دے کہ ابھی وقت ہے باز آئیں ریا سے
خالق سے ڈریں اور بچیں جور و جفا سے
مانگیں وہ اگر سابقہ جرموں کی معافی
ممکن ہے کہ یوں ماضی کی ہو جائے تلافی
آئندہ کو بھی باندھیں ظلم و ستم سے
ایک اور نہیں نیک کریں عہد یہ ہم سے

فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ
عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ
يُغْلَبُونَ ۗ وَالَّذِينَ
كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ
يُحْشَرُونَ ۝ لِيَمِيزَ
اللَّهُ الْخَبِيثَ مِنَ
الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ
الْخَبِيثَ بَعْضَهُ
عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ
جَمِيعًا فَيَجْعَلَهُ
فِي جَهَنَّمَ ۚ أُولَٰئِكَ
هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝

اس کفر کی اب ان کو سزا مل کے رہیگی
خاک ان کی ہمیشہ کو جہنم میں جلے گی
وہ کفر کے ماتے جو حماقت پہ اڑے ہیں
اک قعر مذلت کے دہانے پہ کھڑے ہیں
گو آج زر و مال کے پھندوں میں پھنسا کر
اللہ سے اللہ کے بندوں کو لڑا کر
اسلام کی تخریب میں دن رات لگے ہیں
اللہ کے ہوتے ہوئے شیطان سے ملے ہیں
کل ہونگے زمانے میں پشیمان یقیناً
دے جائیگا دھوکا انہیں شیطان یقیناً
گھبرائیں گے، پچھتائیں گے اعمال پہ اپنے
روئیں گے شب و روز ہی سب حال پہ اپنے
کام آئے گا مال اور نہ اسباب ہی کوئی
دیں گے نہ سہارا انہیں احباب ہی کوئی
مغلوب انہیں قہر خدا کر کے رہے گا
یہ کفر انہیں خود ہی تباہ کر کے رہے گا
دنیا میں ذلیل اور پریشان رہیں گے
عقبیٰ میں جہنم کے وہ مہمان رہیں گے

اب حکم ہے آمادۂ پیکار رہو تم
ملت پہ فدا ہونے کو تیار رہو تم

میداں میں لڑو کفر کے لشکر سے یہاں تک
باقی نہ رہے فتنۂ باطل کا گماں تک

توحید سے اعدا کو تہ تیغ کئے جاؤ
جو جنگ کرے اس کو مٹے مرگ دیئے جاؤ

چن چن کے شیاطین کو زمانے سے مٹاؤ
ہر سرکش و مغرور کو انسان بناؤ

خود نیک بنو نیک عمل سب کو سکھاؤ
ابلیس کے اصنام زمانے سے مٹاؤ

توحید یہ ہے متقی و نیک بنو تم
نفرین کی لعنت سے بچو ایک بنو تم

اس کام میں حائل جو کوئی بھی ہو مٹا دو
ہر مفسد و مجہول کی گردن کو جھکا دو

ہرگز نہ ڈرو جان سی، جاں جا کے رہیگی
ہر فرد کو دنیا میں قضا آ کے رہے گی

اللہ کے فرمان کی تعمیل ہے لازم
اسلام کی تعلیم کی تکمیل ہے لازم

وہ اپنی شرارت سے اگر باز رہیں گے
ہم ان پہ عنایات بدستور کریں گے
لیکن نہ اگر آج بھی مانیں گے کہا وہ
بے طرح کئے جائیں گے آخر کو فنا وہ
ہم پچھلی روایات کو دہرا کے رہیں گے
لوہے کے چنے ان کو بھی چبوا کے رہینگے

مسلمانوں کو تنبیہہ

اور حکم جہاد

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا	اے اہلِ یقیں تم بھی سنو جملہ فرامیں
تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ	قرآن ہے مجموعۂ آئین و قوانیں
الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ فَاِنِ	قرآن کا ہر حرف عمل کا ہے پیامی
انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا	ہر نکتے میں مستور ہے اعجاز دوامی
يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ	تم طفلِ دبستاں نہ کبھی اس کو بنانا
وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْا	اعمال سے دنیا میں کبھی جی نہ چرانا
اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ نِعْمَ	ہر فعل مگر عین ہو قرآں کے مطابق
الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ	اور اسوۂ پیغمبرِ دوراں کے مطابق

اموالِ غنیمت کی تقسیم

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ
مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ
خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ
وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى
وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ
اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ
وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا
يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى
الْجَمْعٰنِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

ہاں یاد رہے آج سے اے اہلِ یقیں اب
ہاتھ آئے تمہیں مالِ غنیمت جو کہیں اب

تم چار حصص اس کے بصد شوق اٹھا لو
ہاتھ اپنا مگر پانچویں حصے پہ نہ ڈالو

وہ پانچواں حصہ ہے نبیؐ اور خدا[1] کا
نیز اہلِ قرابت کا، یتیموں کا، گدا کا

حقدار ہیں پھر اس کے مسافر بھی برابر
سرکش نہ بنو، حکم سنو ہوش میں آکر

خاموش اطاعت کرو احکام کو مانو
مشکوک کسی حکم کو زنہار نہ جانو

اللہ کو منظور بھلائی ہے تمہاری
ہر وحی بہت سوچ کے ہے اس نے اتاری

تم پیکرِ تسلیم و رضا بن کے دکھاؤ
اچھے عمل اللہ کی سرکار میں لاؤ

ایماں ہے اگر بدر کی نصرت پہ تمہارا
ایماں ہے اگر غیب کی طاقت پہ تمہارا

[1] یعنی یہ پانچواں حصہ قومی بیت المال کے لیے ہے

اسلام کے ناموس پہ خون اپنا بہا دو

ہر فتنے کو، ہر شر کو، زمانے سے مٹا دو

حتیٰ کہ رہے کفر کی باقی نہ خباثت

مٹ جائیں ہمیشہ کے لئے ظلم و جہالت

اللہ کا دیں اور ہوں اللہ کے احکام

اسلام ہی اسلام ہو اسلام ہی اسلام

اللہ شیاطیں کے عمل دیکھ رہا ہے

وہ ظاہر و باطن سے ہے واقف کہ خدا ہے

اس پر بھی اگر باز نہ آئیں وہ ستم سے

پھر اذن ہے ان کو کہ کریں جنگ وہ ہم سے

جتنی بھی ہے جمعیت کفار نکل آئے

جو کوئی بھی ہو مائل پیکار نکل آئے

اللہ کو منظور ہے وحدت کی حمایت

ہر حال میں لازم ہے صداقت کی حمایت

وہ کفر کے طوفاں کو فنا کر کے رہے گا

ہر نیک کو ہر بد سے جدا کر کے رہیگا

بیشک ہے خدائے دوجہاں مالک و مختار

بیشک ہے وہ خود ملت بیضا کا مددگار

کافی ہے زمانے میں تمہیں اسکی حمایت

دنیا ہے فقط اس کی حمایت پہ قناعت

اب جبکہ یہ نظارے بھی تم دیکھ چکے ہو
کیوں مفت تذبذب کی مصیبت میں پڑے ہو
ایمان کی طاقت سے عزائم کو بڑھاؤ
بے چون و چرا سر یہ تسلیم جھکاؤ
لاریب خدا دیکھ رہا، جان رہا ہے
ہر نیک و بد دہر کو پہچان رہا ہے
وہ ظاہر و باطن سے خبردار ہے یکسر
ہر بات کو سنتا ہے کہ مختار ہے یکسر

یاد دہن

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا	اُس وقت یہ اللہ نے انعام دیا تھا
وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى	احساس و تیقن کا جنوں عام کیا تھا
وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ	صہبا وہ پلائی تمہیں تسلیم و رضا کی
لَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ	آسودگیٔ قلب و نظر جس نے عطا کی
فِي الْمِيعٰدِ وَلٰكِنْ	بے خوف کیا روح توکل سے نوازا
لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ	ہر وہم و گماں آنکھ چراتا ہوا بھاگا
مَفْعُوْلًا لِّيَهْلِكَ مَنْ	تم خواب میں تھے اور یہ فرمائی عنایت
هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى	قلت میں دکھائی تمہیں کفار کی کثرت

اللہ کے ارشاد پہ سر اپنے جھکاؤ
مومن ہو تو اس فتح پہ ایمان بھی لاؤ
وہ فتح جو تھی ہم نے محمد کو عطا کی
وہ فتح ہلاکت جو تھی اعدائے خدا کی
جب لشکر کفار سے مڈ بھیڑ ہوئی تھی
جب شورش کفار سے ہلچل سی مچی تھی
جب عین مدینے کے قریب جنگ اٹل تھی
جب امن کی منزل بھی خرابی کا محل تھی
لیکن تمہیں اللہ نے اعجاز دکھائے
کفار کے سب حوصلے مٹی میں ملائے
آنے نہ دیا سوئے مدینہ کوئی ریلا
اور بدر کے میداں میں لڑائی کو دھکیلا
ہر راز سے آگاہ وہ اللہ ہے یقیناً
تقدیم و تاخر کو سمجھتا ہے یقیناً
اللہ کی مرضی تھی عیاں شان بدر کی ہو
کفار کی توہین ہو اسلام بڑا ہو
جو مرنے لگے کفر کی تذلیل بھی دیکھے
جو زندہ رہے دین کی تکمیل بھی دیکھے

اِنَّہٗ اَمْرًا کَانَ مَفْعُوْلًا

ٹکڑے ٹکڑے کو اک بندۂ مومن نے پچھاڑا
جمعیتِ کفار کا ہر کھیل بگاڑا
یوں دین کی تکمیل سرِ جنگ دکھائی
کفار کی تذلیل سرِ جنگ دکھائی
اللہ کو منظور تھا پامال ہو شیطاں
نافذ ہو زمانے میں تو قرآن کا فرماں
قرآن کے احکام ہوں قرآں کی حکومت
چھا جائے دو عالم پہ بصد شان صداقت
پس بدر میں یہ کام دھڑلے سے ہوا تھا
کفار زیاں کار رہے، دین بڑھا تھا

اصولِ فطرت

وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ٥

تاریخ کے اوراق یہ دیتے ہیں گواہی
جس قوم کی اللہ نے کی پشت پناہی
منصور و مظفر وہ رہی کون و مکاں میں
شیطان سے محفوظ رہی ہر دو جہاں میں
واللہ کہ فطرت کا بھی آئین یہی ہے
اللہ کا محبوب تریں دین یہی ہے

مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ؕ   اس غیب کی امداد سے دوچند ہوئے تم
وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ   قلت میں بھی کثرت پہ ظفر مند ہوئے تم
عَلِيْمٌ ۙ اِذْ يُرِيْكَهُمُ   اللہ کی تائید اگر ساتھ نہ دیتی
اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ؕ   قدرت جو یہ نصرت کے پیامات نہ دیتی
وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا   اس کثرتِ کفار سے تم ڈرتے یقیناً
لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ   آپس ہی میں لڑ لڑ کے وہاں مرتے یقیناً
فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ   اللہ نے رحمت سے مگر تم کو بچایا
سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ   اعجاز بصد شان زمانے کو دکھایا
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝   وہ قادر و قیوم ہے خالق ہے خدا ہے

تدبیر میں، تجویز میں حکمت میں بڑا ہے
دانا ہے سمجھتا ہے خیالات نہاں بھی!
اس پر ہے عیاں صورت حالات نہاں بھی

جنگ بدر میں کفار کی تذلیل

وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ   پھر جنگ کے میداں میں یہ اعجاز دکھایا
اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ   جمعیتِ کفار کو بے وقر بنایا
قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ   اس کوہ شکن عزم سے تم سب کو نوازا
فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ   شیطان تمہیں دیکھ کے میدان سے بھاگا

تائیدِ الٰہی پہ نظر اپنی جماؤ
خاطر میں نہ اغیار کے سامان کو لاؤ
اتراؤ نہ طاقت پہ تہِ چرخ بریں تم
شداد کی مانند نہ رسوا ہو کہیں تم
مسلم کا ہے یہ فرض ہو تسلیم کا بندہ
اسلام کا، توحید کا، تنظیم کا بندہ
سینے میں نہاں آتشِ عرفان بھی رکھے
قرآن کی تعلیم پہ ایمان بھی رکھے
اس جذبۂ ایماں کو لئے رن میں نکل آئے
گھبرائے نہ گو نرغۂ اغیار میں گھر جائے
دنیا کے زر و مال سے منہ موڑ لے اپنا
رشتہ بس اک اللہ سے وہ جوڑ لے اپنا
ہر چیز سرِ راہِ خدا چھوڑ کے نکلے
اوہام کے اصنام کے سر توڑ کے نکلے
تسبیح طلب اور ہو شمشیر طلب بھی
تقدیر کا بندہ ہو تو تدبیر طلب بھی
کثرت سے کرے ذکرِ خدا جنگ میں ہر دم
جھکنے نہ دے میدان میں اسلام کا پرچم

اس باب میں مجبور ہی نوع بشر ہے
ہر ایک کا خم اس کے ہی دربار میں سر ہے
رشتہ ہے بہر حال اسی سرکار سے سب کا
ہے کام بالآخر اسی دربار سے سب کا

تعلیم عزم صمیم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

ہاں یاد رہے صاحب ایمان اگر ہو
قرآں کے فدا کار مسلمان اگر ہو
شیطان سیہ کار کرے تم کو جہاں تنگ
جمعیت کفار سے ٹھن جائے اگر جنگ
دل چھوڑ کے میدان سے ہرگز نہ ٹلو تم
یک رنگ و ہم آہنگ سنبھل کے چلو تم
تعمیل میں قرآن کی خوں اپنے بہا دو
امکان میں جو کچھ ہو رہ حق میں لٹا دو
جاں باز ہو، جان سر رزم لٹا دو
تصویر شجاعت کی زمانے کو دکھا دو
ناموس الٰہی پہ فدا جان کرو تم
کفار کی کثرت سے نہ زنہار ڈرو تم

اب آؤ تمہیں رمزِ حکومت بھی بتادیں
کونین میں جینے کے طریقے بھی سکھادیں
تفریق بری چیز ہے تقسیم بری چیز
اللہ کے آئین میں ترمیم بری چیز
اُمت میں فسادات کا آغاز بُرا ہے
اس بزم میں آپس میں جھگڑنا بھی بلا ہے
جس قوم کے افراد فسادات طلب ہیں
مغضوبِ دو عالم ہیں سزاوارِ غضب ہیں
یہ تفرقہ بازی ہے تباہی کی علامت
یہ تفرقہ دراصل ہے آغازِ قیامت
جس قوم میں اس ظلم کا آغاز ہوا ہے
سمجھو کہ غلامی نے اسے گھیر لیا ہے
ہرگز وہ نہیں دہر میں توقیر کے لائق
توقیر کے لائق ہے نہ تعمیر کے لائق
باتوں کے گرفتار عمل کر نہیں سکتے
کیا ماریں گے میدان جو خود مر نہیں سکتے
القصہ یہ آپس کے فسادات بلا ہیں
مقبولِ پیمبر ہیں نہ منظورِ خدا ہیں

غافل نہ ہو اللہ سے اغیار میں گھر کر
رسوا نہ ہو قرآن کی تعلیم سے پھر کر
تسبیح الٰہی میں یہ اعجاز نہاں ہے
دنیا میں خسارا ہے نہ عقبیٰ میں زیاں ہے
سرگرم عمل تم بھی اگر یونہی رہو گے
دنیا میں کسی وقت یقیناً نہ جھکو گے
سائے کی طرح فتح و ظفر ساتھ رہے گی
آفاق میں جاؤ گے جدھر ساتھ رہے گی

تعلیم اتحاد و تنظیم

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

اب حکم ہے تم کو یہ خدائے دو جہاں کا
ایماں سے علاقہ نہ رہے وہم و گماں کا
بے چون و چرا حکم خدا مانتے جاؤ
توحید سے نیکی و بدی چھانتے جاؤ
ارشاد محمد پہ کرو جان نچھاور
اللہ تمہیں رکھے گا منصور و مظفر
اک رازِ اطاعت میں نہاں سرِّ بقا ہے
لاریب وہ مسلم ہے جو راضی برضا ہے

اللہ کی امداد بھی ہے ساتھ اسی کے
آخر کو ہے میدانِ عمل ہاتھ اسی کے
اللہ کو ہے صبر پسندوں سے محبت
اللہ سے ملنا ہو تو سمجھو یہ حقیقت!

مذمتِ سرکشی!

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ○

مومن ہو تو ہر پہلو سے بے عیب بنو تم
ان لوگوں کے نقّال نہ لاریب بنو تم
جو حق و صداقت سے ہیں بیزار جہاں ہیں
اللہ سے لڑنے کو ہیں تیار جہاں ہیں
اترائے ہوئے رہتے ہیں شیطان صفت ہیں
انساں ہیں مگر اصل ہیں حیوان صفت ہیں
منظور انہیں ہے تو فقط جاہ پرستی
سمجھی ہے نہ سمجھیں گے وہ اللہ پرستی
اللہ سے کچھ ان کو سروکار نہیں ہے
دل ان کا صداقت کا طلبگار نہیں ہے
وہ دونوں جہانوں میں پریشان رہیں گے
ادراک سے محروم وہ نادان رہیں گے

تم کو بھی ہدایت ہے یہ قرآن مبیں کی
منظور ہے توقیر اگر دین متیں کی
آپس میں فسادات بڑھانے سے بچو تم
خود اپنے مکاں آپ جلانے سے بچو تم
ورنہ یہ حکومت نہ یہ اقبال رہے گا
یہ جنت نہ دنیا میں جواں سال رہیگا
پستی میں بدل جائے گی یہ عرش مقامی
لے جائیں گے دوزخ میں فسادات دوامی
انساں کی خود انساں سے عداوت ہے قیامت
شیطاں کی غلامی میں ہلاکت ہے ہلاکت
تنظیم میں پوشیدہ ہے تعمیر تمہاری
تفریق ہے تذلیل کی تخریب کی آری
لازم ہے تمہیں صبر کو ہتھیار بناؤ
ہر فتنۂ تفریق، تدبر سے مٹاؤ
اللہ کے احکام کی تعمیل کرو تم
سرکار مدینہ سے شب و روز ڈرو تم
اللہ و پیمبر کی اطاعت میں بھلا ہے
اس جادۂ تسلیم میں مستور بقا ہے
جس قوم نے صبر اور تحمل کو نباہا
اللہ نے بخشا اسے خود اس نے جو چاہا
جو صابر و شاکر ہے وہ محبوب خدا ہے
اللہ کے انعام میں حق اس کا بڑا ہے

مَالَا تَرَوْنَ اِنِّیٓ اَخَافُ اللّٰہَ ط وَاللّٰہُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ٥

سمجھایا انہیں، چاہیئے اس شان سے یلغار
موقعہ نہ سنبھلنے کا ملے غیر کو زنہار
شبخوں بھی ہے جنگ کا اک معنوی ہتھیار
دشمن کو کیا چاہیئے اس طور گرفتار
رکھی نہ بہر حال کوئی چال بھی مستور
اس طرح کیا جنگ پہ کفار کو مجبور
کفار کی وحدت سے مگر چھیڑ ہوئی جب
دو قوموں کی میدان میں مڈبھیڑ ہوئی جب
ابلیس نے فی الفور وہاں آنکھ چرائی
کفار کے لشکر پہ نئی برق گرائی
بولا کہ نہیں تم سے سروکار مجھے اب
آتی ہے نظر قہر کی تلوار مجھے اب
اللہ سے لڑنے میں ہلاکت ہے یقینی
حق اور صداقت کی ہی نصرت ہے یقینی
میں کفر کی تذلیل عیاں دیکھ رہا ہوں
تم اندھے ہو میں سرِ نہاں دیکھ رہا ہوں
بچنا ہے محال اسکے عذاب اور پکڑ سے
باز آیا میں اس ظاہری مجہول اکڑ سے
واللہ خدا مالک و مختار بڑا ہے
مختار ہی کیا جابر و قہار بڑا ہے

اللہ بھی ہے ان کی شرارت سے خبردار
کونین میں رکھے گا انہیں خاسر و نادار

محصور ہیں حلقۂ تقدیر میں دائم
تقدیر انہیں رکھے گی زنجیر میں دائم

یعنی نہ کہیں آئیں گی کام ان کی تدابیر
اُن کے ہی گلو ہونگے تو خود انکی ہی شمشیر

اللہ پریشان انہیں کرکے رہے گا
شیطان بہرحال یہاں مر کے رہیگا!

ابلیس کی فریب کاریاں

وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ	کفار کو وہ دور بھی اب یاد دلاؤ
أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ	افسانہ انہیں ان کی تباہی کا سناؤ
لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ	شیطان نے جب آلۂ پیکار بنا کر
مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ	اسباق شرارت کے نئے ان کو پڑھا کر
لَّكُمْ فَلَمَّا تَرَاءَتِ	جنگ اور جدل کے انہیں گر سارے سکھائے
الْفِئَتَانِ نَكَصَ عَلٰى	حیلے بھی کئی ایک خباثت کے بتائے
عَقِبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي	پھر رزم کے آئیں سے کیا ان کو خبردار
بَرِيءٌ مِّنكُمْ إِنِّي أَرٰى	تبلائے انہیں جنگ کے گُر حرب کے اسرار

اللہ کی طاقت کا انہیں علم نہیں تھا
اور علم اگر تھا بھی تو محروم یقیں تھا

اس دور میں وہ دین کے پرنور شرارے
ہر آن، سمجھتے تھے شیاطیں کے اشارے

ہر چیستی گمراں کا یقیں اور بڑھاتی
قلت کو سر جنگ بہر طور بڑھاتی

وہ کثرت کفار سے ہوتے نہ پریشان
ہر کلفت و تکلیف میں شاکر تھے بہر آن

ان کا تھا یہ ایمان کہ اللہ بڑا ہے
ہر گام پہ وہ آپ اعانت کو کھڑا ہے

غالب ہے اگر کوئی تو بس ایک خدا ہے
قادر ہے کہ حکمت میں دو عالم سے بڑا ہے

جب کفر پرستوں کو مٹاتے ہیں فرشتے
چن چن کے تہ خاک سلاتے ہیں فرشتے

ضربے وہ لگاتے ہیں کہ توبہ ہی بھلی ہے
کھال ایسی اڑاتے ہیں کہ توبہ ہی بھلی ہے

بھاگے سے کہیں بھاگ نہیں سکتے بھگوڑے
چلتے ہیں سر کفر پہ پر زور ہتھوڑے

انجام منافقین

إِذْ يَقُولُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ غَرَّ هٰؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝

پھر وہ جو منافق تھے جہنم کے سزاوار
اس ملت بیضا کے لئے ننگ تھے مکار
دل جن کے مریض اور فنا جن کا یقیں تھا
تھا قلب مگر قلب میں ہیجان نہیں تھا
اللہ سے ان کو نہ لگاؤ تھا جہاں میں
محصور تھے وہ کفر گہہ سود و زیاں میں
ایقان کو اک کھیل سمجھ کر وہ شیاطیں
ایماں سے نہ رکھتے تھے سروکار وہ بدبیں
مسلم کے عزائم کا اڑاتے تھے تمسخر
کہتے کہ انہیں دین پہ ہے اپنے تکبّر
محروم تدبر ہیں یہ بے عقل مسلماں
ہیں دور تجاویز و تدابیر سے ناداں
اغیار کی کثرت سے پریشاں نہیں ہوتے
مغرور ہیں اتنے کہ ہراساں نہیں ہوتے
لیکن وہ منافق ہی تھے ایمان سے محروم
اسلام سے قرآن سے ایقان سے محروم

فطرت کے یہ آئین و قوانین اٹل ہیں
بے تخم کبھی پیدا ہوئے پھول نہ پھل ہیں

کفّار کا مستقبل

کَدَاْبِ آلِ فِرْعَوْنَ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝

فرعون کی افواج کا جو حال ہوا تھا
اللہ نے جس طرح ذلیل ان کو کیا تھا
ان کفر پرستوں پہ یہی برق گرے گی
قوم ان کی اسی قہرِ الٰہی میں گھرے گی
کرتے ہیں یہ تکذیب فرامین ہدیٰ کی
جھٹلاتے ہیں آیات یہ نادان خدا کی
فرعون کی ملّت کے مقلّد ہیں یہ بدکار
اللہ نے چھوڑا ہے نہ چھوڑے انہیں زنہار
جو اس کے قوانین سے کرتا ہے تمسخر
خاسر وہ سدا رہتا ہے محروم تدبر
ان کفر پرستوں نے بُرے کام کئے تھے
ایجاد کئی وہم کے اصنام کئے تھے

لو ہے کے چنے ان سے ہیں جو ہاتھ فرشتے
دوزخ میں گراتے ہیں جلاتے ہیں فرشتے

ہر گام پہ پھر کرتے ہیں اعلان فرشتے
اے باغیو ہیں آج کہاں ہمسلہ سرشتے

دنیا میں تو طوفان بپا تم نے کیا تھا
اللہ کو بھی جنگ کا پیغام دیا تھا
اب قہر الٰہی ہے طلبگار تمہارا
بلواؤ جو کوئی ہے مددگار تمہارا

مکافاتِ عمل

ذَالِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ

اے غافلو اب آگ ہے انعام تمہارا
آخر کو جہنم ہی تھا انجام تمہارا
جو فعل زمانے میں شب و روز کئے تھے
خود تم نے جو اعمال یہاں بھیج دیئے تھے

یہ ان کی ہی پاداش میں دی تم کو سزا ہے
یعنی یہ وہی ہے جو کبھی تم نے کیا ہے
اللہ کبھی ظلم کسی پر نہیں کرتا
انسان ہے اپنے عمل بد ہی سے مرتا

بیشک وہ خدا سنتا ہے اقوام کی باتیں
اس پر ہیں عیاں بندوں کی صوم اور صلواتیں

تذکرۂ فرعون اور موجودہ کفار

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ
وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ
كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ
فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ
وَاَغْرَقْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ
وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِیْنَ ○

فرعون کی افواج کا یہ حال ہوا تھا
اللہ نے دریا میں انہیں غرق کیا تھا
وہ کافرِ مطلق تھے ستمگر تھے یقیناً
ظالم تھے بڑے سرکش و خودسر تھے یقیناً
ان کفر پرستوں پہ یہی قہر پڑے گا
وہ بندہ فنا ہوگا جو قدرت سے لڑیگا
تکذیبِ فرامینِ خدا جو بھی کرے گا
وہ ذلت و رسوائی سے دنیا میں مریگا
ان کفر پرستوں نے یہی جرم کیا تھا
اللہ کے احکام سے منہ پھیر لیا تھا
آیاتِ الٰہی کو یہ جھٹلاتے رہے تھے
آفاق میں مخلوق کو بہکاتے رہے تھے

اب اپنے جرائم کی سزا پاکے رہیں گے
دوزخ کو ہمیشہ کے لئے جاکے رہیں گے

بے ڈھب ہے گرفت اسکی، وہ جابر ہے قوی ہے
جو بھی ہے سزا اس کی بڑی سخت کڑی ہے

اشارات

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ
يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا
عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا
مَا بِاَنْفُسِهِمْ وَاَنَّ اللّٰهَ
سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

جس قوم کو کرتا ہے وہ دنیا میں سرفراز
دیتا ہے زمانے میں حکومت کے سب اعزاز

یہ اس کی عنایت ہے، نوازش ہے کرم ہے
مختار ہے وہ صاحب اقبال و حشم ہے

لیکن نہ اگر قوم کوئی خود کو سنبھالے
طوفان کی آغوش سے کشتی نہ نکالے

اصلاح کی طالب نہ تہ چرخ بریں ہو
مائل بہ ترقی نہ کسی آن کہیں ہو

اللہ بدلتا نہیں اس قوم کی حالت
رہتی ہے ابد تک ہی وہ مائل بہ ہلاکت

يَذَّكَّرُوْنَ ۝

پھر ایسی سزا دو کہ ابھرنے بھی نہ پائیں
جو ان کے پس پشت ہوں وہ پیٹھ دکھائیں
یہ ایسی سزا ہو کہ زمانے میں ہو عبرت
عبرت بھی وہ عبرت کہ نہ پھر انکو ہو جرأت

مذمّتِ مکر وفریب

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَاۗىِٕنِيْنَ ۝

جو قوم دغا باز ہو، مکار ہو یکسر
تم جس کے فریبوں سے پریشاں ہو سراسر
اس قوم کے ہر عہد کو ٹھکراؤ جہاں میں
پیچیدگی رکھو نہ کوئی اپنے بیاں میں
دو صاف جواب اسکو برابر کا بہر آن
لاریب غلط گوئی مسلماں کی نہیں شان
اللہ کے محبوب دغا باز نہیں ہیں
دنیا میں دغا باز سرافراز نہیں ہیں

ف ۔ راست بازی وعدہ وفائی ۔ امین ہونا ۔ نیک بات کرنا مومن کے اوصاف ہیں ۔ اور جھوٹ بولنا وعدہ خلافی کرنا ۔ امانت میں خیانت کرنا، گالی گلوچ منافق کی خصلتیں ہیں ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیس منا من غشنا، وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہم کو یا کسی مسلمان کو دھوکا دے یا فریب کرے ۔

اس جرم کی اب ان کو سزا مل کے رہیگی
یہ قوم سدا آتش دوزخ میں جلے گی

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ	اللہ کی مخلوق میں جاندار ہیں جتنے
اللّٰہِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا	جاندار ہیں ذی روح و طرحدار ہیں جتنے
فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝	ان سب میں وہ اللہ کے نزدیک برا ہے
	جو کفر کی لعنت میں گرفتار ہوا ہے
	اللہ کی توحید پہ ایماں نہیں رکھتا!
	قرآن سمجھتا نہیں عرفاں نہیں رکھتا

سزائے عہد شکنی

اَلَّذِیْنَ عَاھَدْتَّ مِنْھُمْ	جن لوگوں سے تم عہد وفا باندھ چکے ہو
ثُمَّ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَھُمْ	تم صلح کے پابند بہر آن رہے ہو
فِیْ کُلِّ مَرَّۃٍ وَّھُمْ لَا	جو لوگ نہیں خالق کونین سے ڈرتے
یَتَّقُوْنَ ۝ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّھُمْ	اور توڑ کے عہد اپنے ستمگر ہیں مکرتے
فِی الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِھِمْ	اب تم جو کہیں ان کو سر جنگ پکڑ لو
مَّنْ خَلْفَھُمْ لَعَلَّھُمْ	فی الفور انہیں اپنی کمندوں میں جکڑ لو

تعلیم عسکریت

وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا
اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ
وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ
تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ
اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَ
آخَرِينَ مِن دُونِهِمْ
لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ
يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنفِقُوا
مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ
لَا تُظْلَمُونَ ۝

جینے کی تمنا ہے تو جی کر بھی دکھاؤ
بگڑو نہ کسی آن، وقار اپنا بڑھاؤ

دم کو بھی نہ غافل ہو مسلمان سپاہی
تیار رہے، حامل قرآن سپاہی

سستائیں نہ قرآن کے طلبگار سپاہی
بیٹھیں نہ کمر کھول کے دیندار سپاہی

یہ پیش نظر رکھیں مسلمان سپاہی
دنیا میں ہیں ملت کے نگہبان سپاہی

ملت ہے اگر جسم تو ہے جان سپاہی
ملت ہے اگر دیں تو ہے ایمان سپاہی

محروم جو ملت ہے سپاہی سے جہاں میں
توقیر نہیں اس کی کہیں کون و مکاں میں

اس فلسفۂ زیست سے غافل نہ کبھی ہو
طاقت میں کسی اور کے سائل نہ کبھی ہو

واللہ دغا اور فریب ایک بلا ہے
واللہ دغا باز سے ناراض خدا ہے
یہ ہے وہ مرض جس سے بگڑتا ہے زمانہ
یہ ہے وہ بلا جس سے اُجڑتا ہے زمانہ
جس قوم کا معیار فریب اور دغا ہے
وہ قوم سمجھ لو کہ گرفتارِ بلا ہے!

کفار کو چیلنج

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ۝

کفار کو ہے وہم کہ ہشیار بڑے ہیں
لیکن وہ حقیقت میں جہالت میں پڑے ہیں
تدبیر کے گھوڑوں کو بڑھائینگے کہاں تک
اللہ سے وہ بھاگ کے جائینگے کہاں تک
جو چال بھی چلتے ہیں وہ افلاک کے نیچے
اللہ ملاتا ہے اُسے خاک کے نیچے
اللہ کو عاجز تو کوئی خاک کریگا!
ہاں ہوگا جو اس زعم میں نادان مریگا

یہ وہ ہیں عدو جن کا تمہیں علم نہیں ہے
آگاہ مگر ان سے خداوند زمیں ہے

لازم ہے تمہیں ان کو بھی مغلوب ہی رکھو
آزاد نہ چھوڑو انہیں معتوب ہی رکھو

درپردہ شیاطین تو ہیں کفار سے بدتر
پوشیدہ چھری ہوتی ہے تلوار سے بدتر

اس ضمن میں تم مال جو قربان کروگے
سمجھو کہ تم اپنے ہی خزانوں کو بھروگے

ضائع نہ کبھی ہوگا یہ ایثار تمہارا
چمکے گا بڑی شان سے ملت کا ستارا

اللہ عطا اجر سوا اور کرے گا
گلہائے عنایات سے دامن کو بھریگا

دشمنوں کے ساتھ معاہدے

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

وہ لوگ جو کل تم سے یہاں جنگ طلب تھے
خودسر تھے ستمگار تھے مائل بہ غضب تھے

آج ان میں اگر صلح کے ارمان جواں ہیں
ظاہر ہوئے ان میں بھی اگر نیک گماں ہیں

ملّت کے اکابر کا یہی فرض بڑا ہے
سمجھائیں مسلماں کو یہ منشائے خدا ہے
افواج کی تعداد بدستور بڑھاؤ
گھوڑوںؔ کے عساکر سے جواں قوم بناؤ
ہشیار رہو غفلت و سستی کو مٹاؤ
اسلام کا پرچم نہ کسی آن جھکاؤ
لشکر کو کچھ اس شان سے جرّار بناؤ
توحید کا سکہ تہِ افلاک بٹھاؤ
تم جتنے بھی چست اور خبردار رہو گے
اتنے ہی زمانے میں طرحدار رہو گے
کفار جو دیکھیں گے عساکر کو تمہارے
بھڑکا نہ پائیں گے شرارت کے شرارے
پھر ان پہ بھی چھا جائے گی اسلام کی ہیبت
در پردہ جو ہیں دشمن توحید و رسالت

لہ گھوڑوں کا لفظ قرآن کریم نے استعمال کیا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ آج زمانہ حاضرہ کی دیگر ضروریات حرب کو نظر انداز کر کے صرف گھوڑوں پر اکتفا کیا جائے بلکہ یہاں "گھوڑوں" کے لفظ کو جنگ کی ضروریات کا ایک حصہ یقین کرتے ہوئے زمانے کی موجودہ ضروریات کے مطابق آلات جنگ وغیرہ کا مہیا کرنا بھی بالالتزام پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ (مصنف)

یہ اس کا کرم اور عنایت ہے اسی کی
بگڑی ہوئی تقدیر جو بنتی ہے سبھی کی
اس نے ہی اخوت کے پلائے ہیں پیالے
اس نے ہی کھٹکتے ہوئے کانٹے ہیں نکالے
اس نے ہی بنائی ہے یہ جمعیتِ اسلام
تا حشر بھی کر سکتے نہ تھے تم یہ کبھی کام
اب بھی وہی اللہ بنائے گا تمہیں خود
ہر شورشِ اعدا سے بچائے گا تمہیں خود
بیشک وہ زبردست ہے خلاقِ جہاں ہے
آگاہِ زماں، واقفِ اسرارِ نہاں ہے
انعام میں تفہیم میں حکمت میں بڑا ہے
ترہیب میں تعذیر میں سخت اور کڑا ہے
جھوٹے نہیں ہو سکتے مواعید الٰہی
ہر گام پر اعمال سے دو اس کی گواہی
ہاں اس کے توکل پہ بڑھے جاؤ جہاں میں
معتوب نہ تم ہوگے کبھی کون و مکاں میں

وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ
فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ هُوَ
الَّذِیْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ
بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝
وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ
لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ
جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ
قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ
عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

وہ دستِ محبت جو بڑھاتے ہیں بڑھائیں
دنیا سے فسادات مٹاتے ہیں، مٹائیں
تم کہہ دو کہ ہم صلح نشاں نیک گماں ہیں
جھک جاؤ کہ جھکنے ہی میں اعجازِ جہاں ہیں
بے فکر رہو تم وہ دغا کر نہیں سکتے
اللہ کے ہوتے وہ جفا کر نہیں سکتے
اللہ تو خود واقفِ اسرارِ نہاں ہے
سامع ہے، خبردار ہے، دانائے جہاں ہے
وہ آپ بچائے گا تمہیں مکر و ریا سے
شیطان سے شیطان کی ہر ایک جفا سے
اللہ پہ قربان جو تم جان کرو گے
بے خوف رہو موت نہ ذلت کی مرو گے
وہ تم کو بچائے گا ہر اک ظلم و ستم سے
بخشے گا تمہیں غلبہ و معراج کرم سے
اس نے ہی تمہیں مومن و دیندار بنایا
بکھرے ہوئے دانوں کو پرو کر ہے ملایا
تم مال گر حد سے زیادہ بھی لٹاتے
بیکار تھا، دل پھر بھی نہ بندوں کے ملاتے

کافی ہے مسلماں کو فقط ذاتِ الٰہی
یہ دے تو اک اللہ کی دنیا میں گواہی

پس اے شہِ کونین اے پیغمبرِ اسلامؐ
کہہ دے کہ تمہیں کافی ہے اللہ کا اکرام

تلقینِ جہاد

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ	اے خالقِ کونین کے بے مثل پیمبرؐ
الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ	اے ہادیٔ کونین، اے دارین کے رہبرؐ
إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ	تلقین مسلمانوں کو کر کون و مکاں میں
صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ ج	مومن ہیں تو پھر بہرِ جہاد اٹھیں جہاں میں
وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ	میدان میں ڈٹ جائیں اب اللہ کی خاطر
يَغْلِبُوا أَلْفًا مِنَ الَّذِينَ	قربان کریں جان سب اللہ کی خاطر
كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا	دس صاحبِ ایمان اگر ہوں گے صف آرا
يَفْقَهُونَ ○ الْآنَ خَفَّفَ	تو سو کفر پرستوں کو کریں گے تہ و بالا
اللَّهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ	سو صاحبِ ایمان اگر ہوں گے صف آرا
فِيكُمْ ضَعْفًا فَإِنْ يَكُنْ	دس سو کو دکھا دینگے قیامت کا نظارا
مِنْكُمْ مِائَةٌ صَابِرَةٌ	اب تم کو مگر آپ خدا جانچ چکا ہے
يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ وَإِنْ	کمزوری جو ہے تم میں اسے بھانپ رہا ہے

بشارت

يَاۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ
اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ٥

اے ہادیٔ کونین اے پیغمبرِ اسلام
اے نیّرِ توحیدِ خدا، رہبرِ اسلام
تو اور ترے ساتھ ہیں جو دیں کے طلبگار
اللہ کے بے مزد غلام اور پرستار
اب ان کو بشارت یہ بصد شان سنا دے
کہدے کہ مسلمان ہر اک فکر مٹا دے
انسان کو موزوں نہیں انساں کی غلامی
انساں کی غلامی تو ہے ایمان کی خامی
مومن ہی نہیں ہے جو ہے انسان سے خائف
کافر ہے جو دنیا میں ہے شیطان سے خائف
مومن کی نشانی ہے کہ آزاد ہو یکسر
آزاد ہو، بے خوف ہو، دلشاد ہو یکسر
خم ہو تو فقط خالقِ کونین کے آگے
ہرگز نہ جھکے قوتِ دارین کے آگے
مومن کو کسی غیر سے کچھ کام نہیں ہے
محتاج کسی غیر کا اسلام نہیں ہے

کفار کا خون عام زمانے میں بہا دے
حتیٰ کہ نشاں شرک و جہالت کا مٹا دے

کہہ دے جو حقیقت سے خبردار نہیں ہیں
ہشیار نہیں واقف اسرار نہیں ہیں

وہ لوگ زر و مال جہاں کے ہیں طلبگار
دنیا کے خریدار ہیں، دنیا کے پرستار

منظور مگر ہم کو بھلائی ہے تمہاری
ہے فکر نہیں دور ہو یہ آہ و یہ زاری

اللہ کا منشا ہے مسلمان ہوں دلشاد
دنیا میں بھی آزاد، قیامت میں بھی آزاد

اموال غنیمت کے متعلق

لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ	فدیہ بھی جو کچھ تم نے اسیروں سے لیا ہے
لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ	اس ضمن میں بھی خاص ہی احسان ہوا ہے
عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ فَكُلُوْا مِمَّا	اللہ اگر چاہتا دے دیتا سزائیں
غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ	اس نے تو مسلمان کی ٹالی ہیں بلائیں
وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ	یہ مالِ غنیمت جو تمہیں ہاتھ لگا ہے
رَّحِيْمٌ ۝	اللہ کا احسان ہے انعام و عطا ہے

يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا — اب تم پہ ہے منظور اسے لطفِ عنایت

اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ — اس واسطے کی جاتی ہے یہ خاص ہدایت

وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ — کفار اگر بیس تو دس صاحبِ دیں ہوں

کفار جو دو سو ہوں تو سو اہلِ یقیں ہوں

میدان میں اللہ کی خاطر ہوں صف آرا

گھبرائیں نہ ڈٹ جائیں خدا دے گا سہارا

پوشیدہ عنایات ہیں ثابت قدمی میں

مستور کمالات ہیں ثابت قدمی میں

ہر صابر و شاکر کا مددگار خدا ہے

لاریب معاون ہے کہ غفار خدا ہے

قولِ فیصل

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ — اے ہادیٔ عالم یہ نہیں شانِ پیمبر

لَهٗٓ اَسْرٰي حَتّٰي يُثْخِنَ — قبضے میں رہیں اس کے اسیرانِ ستمگر

فِي الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ — اس وقت ہے یہ فرضِ پیمبر کا جہاں میں

عَرَضَ الدُّنْيَا ڰ وَاللّٰهُ — کفار کو چھوڑے نہ کہیں کون و مکاں میں

يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭ وَاللّٰهُ — کفار تہِ تیغ کئے جائیں یہاں تک

عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ — باقی نہ رہے کفر کا دنیا میں نشاں تک

یہ خیر طلب ہو کے اگر نیک رہیں گے
اللہ بہت دے گا اگر ایک رہیں گے

پھر ان کے لئے یہ بھی وضاحت ہے ضروری
اس ضمن میں اک نیک ہی نیّت ہے ضروری

لیکن یہ اگر پھر سے ریاکار بنیں گے
غدار، سزا کے بھی سزاوار بنیں گے

اللہ سے یہ پہلے دغا کر ہی چکے ہیں
الزام خود اللہ پہ بھی دھر ہی چکے ہیں

اللہ انہیں خوب سمجھتا ہے جہاں میں
اللہ نے پکڑا ہے انہیں کون مکاں میں

چُن چُن کے یہ شیطان گرفتار کئے ہیں
کہہ دیجئے، غدّار بنیں گے نہ بنے ہیں

وہ ربّ جہاں واقفِ اسرارِ جہاں ہے
قبضے میں اسی کے یہ زمیں اور زماں ہے

یہ جائز و طیب ہے کہ خود اس نے دیا ہے
خوب اس کو کرو خرچ، عطا تم کو کیا ہے

اللہ سے ڈر ڈر کے چلو، ڈرنا بھلا ہے
اللہ سے جو ڈرتا ہے، وہ شیدا ترا ہے

وہ رب جہاں مالک و مختار ہے بیشک
مختار ہے، ستار ہے، غفار ہے بیشک

جنگی قیدیوں کے متعلق

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ	اے کوثر و تسنیم کے مختار پیمبر
فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى	اے دین الٰہی کے علمدار پیمبر
اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ	جو تیری حراست میں اسیر آئے ہوئے ہیں
خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ	رنجیدہ ہیں یہ تیر الم کھائے ہوئے ہیں
اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ	تو دے کے تشفی انہیں سمجھا، انہیں بہلا
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝	کہہ دے کہ اگر قلب تمہارے ہیں مصفا
وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ	نیکی کے طلبگار اگر دل ہیں تمہارے
فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ	اللہ لگا دے گا تمہیں آپ کنارے
فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ	جو مال یہ کھو بیٹھے ہیں اس جنگ میں نادار
عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝	ضائع نہ کرے گی کبھی قدرت اسے زنہار

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ
بَعْضٍ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ
فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ

ہجرت نہیں کرتے کہ وہ کچھ پست یقیں ہیں
وہ آپ کے اصحاب کے ہم پایہ نہیں ہیں
اب آپ کو کچھ ان سے سروکار نہیں ہے
اس ضمن میں جائز کوئی تکرار نہیں ہے

تاہم وہ اگر طالب امداد کہیں ہوں
امداد کرو ان کی نہ برباد کہیں ہوں
امداد و اعانت سے نہ پیماں شکنی ہو
پیماں شکنی ہو نہ کسی آن بدی ہو

یعنی نہ حلیفوں پہ اٹھیں ہاتھ تمہارے
ہر ایک سے یکساں ہوں مواعید یہ سارے
اللہ بہر حال انہیں دیکھ رہا ہے
قادر ہے وہ ہر بات پہ آخر کو خدا ہے

پوشیدہ نہیں اس سے کوئی بات تمہاری
وہ دیکھتا حرکات ہے دن رات تمہاری
تم اس کے فرامین کی تعمیل کیے جاؤ
ایمان کی تنظیم کی تکمیل کیے جاؤ

خاموش اطاعت میں بھلائی ہے تمہاری
تم اس کے رہو گے تو خدائی ہے تمہاری

تعلیم احترام مواعید

وہ مومن و دیندار وہ گنتی کے ستارے

جو دیں کے لئے گھر سے بھی بے گھر ہیں بچارے

یعنی وہ مہاجر جو طلبگار خدا ہیں

ہجرت کے سبب آج گرفتار بلا ہیں

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا	پھر وہ جو زر و مال رہ دیں میں لٹا کر
وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ	اللہ پہ قربان ہیں گھر بار گنوا کر
وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ	پھر وہ کہ جو ہیں سر بکف اسلام کی خاطر
وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا	لڑتے ہیں فقط دین کے اک نام کی خاطر
أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ	پھر وہ جو مہاجر کو ہے مہمان بناتا
بَعْضٍ ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا	مہمان ہی کیا مالک سامان بناتا
وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُم	لاریب یہ آپس میں ہیں سب دین کے بھائی
مِّن وَلَايَتِهِم مِّن	اللہ کو منظور ہے ان سب کی بڑائی
شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا ۚ وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ	لیکن وہ مسلماں جو مسلماں تو ہوئے ہیں
فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ	ہر چند کہ وہ صاحب ایماں تو ہوئے ہیں
بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ ۗ وَاللَّهُ	محبوب مگر گھر ہے انہیں دیں سے زیادہ
بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ○	پیارا ہے وطن دین کے آئیں سے زیادہ

سر رکھ کے ہتھیلی پہ بڑھے راہِ خدا میں
جاں دے گئے اسلام کی تبلیغِ ہدیٰ میں
واللہ یہی لوگ تھے محبوب خدا کے
دنیا میں نمونہ تھے یہی دین ہدیٰ کے
بے مثل مسلمان اگر تھے تو یہی تھے
ایمان میں ابدال و قطب اور ولی تھے
بانی تھے یہی گلشنِ اسلام کے سارے
قاصد تھے یہی دین کے پیغام کے سارے
اس دور میں بھی ان کی جو تقلید کرے گا
دامانِ یقیں گوہرِ مقصد سے بھرے گا
احسان بنی نوعِ بشر پر وہ کرے گا
مرنا ہے یقیناً مگر عزت سے مریگا
اللہ سے انعام وہی پائے گا آخر
تقدیرِ ملل دہر میں چمکائے گا آخر
اللہ نوازے گا اسے لطف و کرم سے
محفوظ اسے رکھے گا دنیا کے الم سے
تقدیر اسے خاص ہی تنویر کی دے گا
روزی بھی سدا عزت و توقیر کی دیگا

کی اس میں پس و پیش تو حیران بھی ہو گے
حیران ہی کیا بے سر و سامان بھی ہو گے

یہ فتنۂ خوابیدہ سوا ہو کے رہے گا
ہنگامہ قیامت کا بپا ہو کے رہے گا

بن جائیگا ملک ایک فسادات کی دنیا
انوار پہ چھا جائے گی ظلمات کی دنیا

مچ جائے گی اک شورش خوں ریز وطن میں
بن جائے گا ہر پھول بڑا خار چمن میں

مہاجرین کو خراج تحسین

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا	جو ترک وطن کر گئے احکام خدا پہ
وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ	راضی ہی بہرحال رہے حق کی رضا پہ
اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ	اللہ کے محبوب مسلمان مہاجر
نَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ	قرآن طلب صاحب ایمان مہاجر
الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ	اللہ کی توحید کے جاں باز پیامی
مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝	ملت کے طرحدار، سرافراز پیامی

ملت کے لئے خانہ بدوشی کے فدائی
دنیا سے جدا، دین کے پرجوش سپاہی

اس حکمِ خدا کی بھی ہے تعمیل ضروری
اسلام کے ایواں کی ہے تکمیل ضروری

سمجھو کہ فلک گیر ہیں یہ دین کے رشتے
اور ہیچ ہیں اب انکے سوا جملہ سر رشتے

حقدار زیادہ ہیں یہی ان کو نبھاؤ
احباب سے افضل ہیں گلے ان کو لگاؤ

مومن ہو تو خاموش اطاعت بھی کئے جاؤ
حتےٰ کہ شکن تک بھی جبینوں پہ نہ لاؤ

مومن کا نشاں یہ ہے کہ پابندِ رضا ہے
تسلیم کا بندہ ہے رضا کارِ خدا ہے

لاریب خدا واقفِ اسرارِ نہاں ہے
لاریب خدا مالک و مختارِ جہاں ہے

ڈسٹرکٹ جیل راولپنڈی — ۲۸ فروری ۱۹۸۱ء

تعلیم مواخات

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ	وہ لوگ جو ایمان ہیں کچھ بعد میں لائے
بَعْدُ وَھَاجَرُوْا وَ	ہجرت کے فدائی ہیں وطن چھوڑ کے آئے
جَاھَدُوْا مَعَکُمْ	کرتے ہیں جہاد اور لڑاتے ہیں وہ جاں بھی
فَاُولٰٓئِکَ مِنْکُمْ وَ اُولُو	ایمان میں پختہ ہیں تو ایقاں ہیں جواں بھی
الْاَرْحَامِ بَعْضُھُمْ	وہ بھی ہیں بڑے ان کا مقدر بھی بڑا ہے
اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتٰبِ	ایمان بھی، ایقان بھی، جوہر بھی بڑا ہے
اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِکُلِّ	دیندار ہیں، ہمعصر ہیں بھائی ہیں تمہارے
شَیْءٍ عَلِیْمٌ ○	تم ان کے فدائی، وہ فدائی ہیں تمہارے

پیارے ہیں یقیناً وہ اقارب ہیں تمہارے
تم ان کے رفیق اور وہ مقرب ہیں تمہارے
تم ان کو نبھاؤ گے تو بن جائے گی تقدیر
آئے گی قدم لینے کو خود عزت و توقیر
تفریق روا رکھو نہ اس باب میں کوئی
کچھ فرق نہیں ان میں اور احباب میں کوئی
سینے سے لگاؤ انہیں سینے سے لگاؤ
آنکھوں پہ بٹھاؤ انہیں آنکھوں پہ بٹھاؤ

العصر

تمہید

اے وہ کہ گرفتار ہے تو دامِ زیاں میں
تخئیل پریشاں ہے تری عشقِ بتاں میں

ایقان ترا جاہ پرستی کا فدائی
اصنام کی آباد ترے دل میں خدائی

دنیا کا طلب گار ہے، دنیا کا خریدار
دنیا کے لئے دولتِ عقبیٰ سے ہے بیزار

دنیا نے ترا جذبۂ ایمان مٹایا
دنیا نے تجھے کفر کی الجھن میں پھنسایا

آ ہستیٔ دنیا کا تجھے راز بتادوں
قرآن کا پیغامِ یقیں ساز سنادوں

پیش لفظ

سورۃ العصر جمہور مفسرین کی تحقیق میں ہجرت سے قبل نازل ہوئی ہے اس لئے اس کو مکیہ کہا گیا ہے
اس سورۂ مبارکہ میں ایک رکوع تین آیتیں چودہ کلمے اڑسٹھ حرف ہیں ۔
اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم کرنے والا ہے ۔ اس زمانہ محبوب کی قسم ۔ لغت میں
عصر زمانہ کو کہتے ہیں اور زمانہ چونکہ عجائبات قدرت صنعت کاری و نادر طرازی پر مشتمل ہے اس
لئے حالات کا تغیر و تبدل موت و زیست فتح و شکست عزت و ذلت توالد و تناسل معاملات مختلف
قوموں کی ترقی و تنزل چشم بصیرت سے دیکھنے والے کے لئے عبرت کا سبب ہوتا ہے اور یہ
چیزیں صانع عالم اور خالق کائنات کی کمال قدرت و حکمت اور اس کی وحدانیت و یکتائی پر دلالت
کرتی ہیں اس لئے ہوسکتا ہے کہ زمانہ کی قسم مراد ہو اور عصر اس وقت کو بھی کہتے ہیں جو غروب شمس
سے پہلے ہوتا ہے ۔ ہوسکتا ہے کہ خاسر کے حق میں اس وقت کی قسم یاد فرمائی جائے جبکہ رابح کے
حق میں ضحیٰ چاشت کی قسم ذکر فرمائی گئی ہو اور ایک قول یہ بھی ہے کہ عصر سے مراد نماز عصر مراد ہوسکتی ہے
جو دن کی عبادتوں میں سب سے پچھلی عبادت اور سب سے لذیذ و نفیس اور راجح تفسیر یہ ہے کہ
زمانہ سے مراد حضور پر نور محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا مخصوص زمانہ ہے جو بڑے خیر
و برکت کا زمانہ اور تمام زمانوں میں سب سے زیادہ فضیلت و شرف والا ہے ۔ اللہ تعالےٰ نے
حضور کے زمانہ مبارک کی قسم یاد فرمائی ہے جیسا کہ لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد
میں حضور کے مسکن و مکاں کی قسم یاد فرمائی ہے اور جیسا کہ لعمرک میں آپ کی عمر شریف کی قسم یاد فرمائی
اور اس میں شان محبوبیت کا اظہار ہے ان الانسان لفی خسر بیشک آدمی ضرور نقصان میں ہے کہ اس کی
عمر جو اس کا راس المال ہے اور اصل پونجی ہے ہر دم گھٹ رہی ہے سعادت مند قیامت کے دن
سرخرو ہیں جو اپنی عمر عزیز کو نیکیوں میں گذاریں الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق ۵
مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی یعنی ایمان و عمل صالح کے عقائد
حقہ اہل سنت پر قائم رہتے ہوئے نماز روزہ حج و زکوٰۃ کی پابندی کی اور دوسروں کو نیک کاموں
کی ترغیب دی ان کو بھلائیوں کی طرف بلایا اور برائیوں سے بچایا وتواصوا بالصبر اور ایک دوسرے
کو صبر کی وصیت کی ان تکلیفوں اور مشقتوں پر جو دین کی راہ میں پیش آئیں یہ لوگ بفضلہ تعالےٰ
ٹوٹے میں نہیں ہیں کیونکہ ان کی جتنی عمر گذری نیکی اور طاعت میں گذری تو وہ نفع پانے والے ہیں

إِلَّا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا
بِالْحَقِّ، وَتَوَاصَوْا
بِالصَّبْرِ ۝

لیکن وہ مسلماں، وہ فدا کارِ صداقت
اسلام طلب یعنی خریدارِ صداقت

تدبیر میں بے مثل تو تجویز میں یکتا
انجامِ بد و نیک کی تمیز میں یکتا

فطرت میں جواں سال تو اقوال میں صالح
اقدام میں چالاک تو اعمال میں صالح

نبّاضِ امم، واقفِ تاریخِ ملل ہیں
آگاہ رہِ کارگہہِ کسب و عمل ہیں

توحید کے مشتاق ہیں، توحید کے پابند
تسبیح کی تفسیر کے، تحمید کے پابند

وحدت پہ یقیں ان کا جبل پاش و دامی
تشریک سے رکھتے ہیں وہ پرخاش دوامی

سر ان کا جھکا کرتا ہے اللہ کے آگے
وہ خم نہیں ہوتے کسی گمراہ کے آگے

اللہ کے ہیں عبد تو اللہ کے عابد
اللہ کے محکوم تو اللہ کے ساجد

اوہام سے بیزار سراسر وہ جہاں میں
اصنام سے آزاد زمیں اور زماں میں

وَالْعَصْرِ ۝ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ۙ

سوگند ہے دنیائے کہن، دورِ زماں کی[1]
سوگند ہے تہذیب و تمدن کے جہاں کی

تاریخِ قدیمہ کی، روایاتِ جواں کی
روداد گلستاں کی حکایاتِ جہاں کی

ادراکِ فلک پاش خیالاتِ امم کی
تفہیم و تدبّر کی، رسوماتِ امم کی

واللہ خسارے میں بنی نوعِ بشر ہے
اشرف ہے مگر پست یقیں تنگ نظر ہے

نے فکر مکمل ہے نہ تدبیر مکمل
نے حسن مکمل ہے، نہ تنویر مکمل

حیران ہے تخیل و تفکر کے اثر میں
دلگیر مسافر کی طرح راہ گذر میں

بے قافلہ و راحلہ و زاد پڑا ہے
اک غارِ فنا کن کے دہانے پہ اڑا ہے

---

[1] عصر سے مراد نمازِ عصر بھی ہو سکتی ہے جو دن کی عبادتوں میں سب سے پچھلی عبادت ہے اور سب سے لذیذ رحمن کی قرآن کریم میں خاص کر تاکید آئی ہے۔ اور راجح تفسیر یہ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مخصوص زمانہ مراد ہے جو بڑی خیر و برکت کا زمانہ اور تمام زمانوں میں سب سے زیادہ فضیلت و شرف والا زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کے زمانہ کی قسم یاد فرمائی جیسا کہ لا اقسم بھذا البلد میں حضور کے مسکن و مکاں کی قسم یاد فرمائی۔ جیسا کہ لعمرک میں حضور کی عمر شریف کی قسم یاد فرمائی اور اس میں شانِ محبوبیت کا اظہار ہے۔

(خزائن العرفان بتفسیر یسیر)

خاموش بگل عشق بجاتا ہے جہاں میں
اک آگ سی لگتی ہے مسلمان جواں میں

اموال سے، اقبال سے، منہ موڑ کے اپنا
سر رشتہ صداقت سے فقط جوڑ کے اپنا

بت توڑ کے ازواج کے، اولاد کے آخر
میداں میں نکلتے ہیں مسلمان عساکر

ہوتے نہیں شیطان کی قوت سے ہراساں
قلت سے پریشاں، نہ کثرت سے ہراساں

خوں اپنا بہا دیتے ہیں اسلام کی خاطر
کٹ جاتے ہیں اللہ کے اک نام کی خاطر

اُعلونؔ بھی ہوتے ہیں یہی بزم جہاں میں
سکہ ہے فقط ان کا رواں کون و مکاں میں

یہ حق و صداقت کے پرستار مسلماں
دنیا کی خرافات سے بیزار مسلماں

صبر اور شجاعت کے طلب گار حقیقی
حق اور صداقت کے خریدار حقیقی

توحید و رسالت کے ہی رہتے ہیں فدائی
بہکا نہیں سکتی انہیں باطل کی چڑھائی

باطل کا تخیّل ہو نہ چرخ جواں ہو
رحمٰن سے شیطان کا ٹکراؤ جہاں ہو

تثلیث ہو، تکفیر ہو، تلقینِ ستم ہو
ظلمت کا تپدق ہو کہ بدعت کا ورم ہو

فی الفور بھڑک اٹھتے ہیں ایمان کے شعلے
گرماتے ہیں خوں جذبۂ قرآن کے شعلے

لہ ہر وہ کام جو کتاب و سنت اور ارشاد صحابہؓ اور اجماع امت کے خلاف ہو وہ بدعت سیئہ اور ضلالہ اور بری چیز ہے اور ہر وہ نیک کام جو کتاب و سنت اور اجماع امت کے خلاف نہ ہو وہ بدعت حسنہ ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کا مشورہ حضرت عمرؓ موجودہ صورت میں قرآن کریم کو یکجا جمع کرنا جبکہ ایک جنگ میں بہت سے قاری شہید ہو گئے تھے (بخاری) اور نماز تراویح کا باجماعت ادا کرنا حضرت عمر فاروقؓ کے حکم سے جاری ہوا جس کو آپ نے نعمت البدعۃ فرمایا (بخاری) اور اذان اول بروز جمعہ حضرت عثمانؓ کے حکم سے جاری ہوئی۔ اور صرف و نحو کی ابتدا حضرت علیؓ کے وقت سے ہوئی۔ یہ بدعت واجب ہے۔ بغیر اس کے قرآن و حدیث نہیں سمجھے جاتے۔ محراب مسجد اور زینت مساجد حضرت عمر بن عبدالعزیز نے شروع کی۔ اور فرش اور چٹائیاں وغیرہ اور اعراب قرآن مجید و نقاط وغیرہ حجاج بن یوسف کے حکم سے لگائے گئے۔ (امفتاح السعادۃ تاشکبری متوفی ۹۶۲ھ) اور چپاتی خلفائے راشدین سے دو سو سال بعد رائج ہوئی۔ حضور سرور عالم نے چپاتی نہیں نوش فرمائی اور نہ صحابہ کرام نے چھنا ہوا آٹا کھایا اور مرغن غذائیں حضرت امیر معاویہ کے وقت سے شروع ہوئیں اور ایصال ثواب و مجالس میلاد النبی کی اصل تو خود آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ حضرت حسان کو مسجد نبوی میں منبر بچھا دیتے تھے اور آپ کے حالات بیان کرتے اور قرآن کریم میں آپ کے ہاتھ، آنکھ، چہرہ، سینہ وغیرہ وغیرہ ایک ایک کا ذکر آیا ہے۔ اور ہیئت کذائی ساتویں صدی میں ابو سعید مظفر بادشاہ مجلس میلاد پر تین لاکھ اشرفی ہر سال خرچ کیا کرتا تھا اور اسی طرح بادشاہ مصر ملک طاہر برقوق نے ۷۸۵ھ میں میلاد پر بقول عبدی دس ہزار مثقال طلائی خرچ کئے۔ اور اس نے ایک سائبان بنایا ہوا تھا جس کے سائے میں ۱۲ ہزار آدمی میلاد شریف کے لئے بیٹھتے تھے۔ اسی طرح علمائے کرام و صلحائے عرب و عجم کا معمول رہا اور رہیگا۔ سوائے معاندوں کے کوئی منکر نہیں دو ایک نام کے نوابوں نے مخالفت کی لیکن ان کا تختۂ نوابی جلدی الٹ دیا گیا۔ اس مبارک کام پر علمائے دین شریفین بغداد و بصرہ وغیرہ وغیرہ کے فتاوی جواز و باعث ثواب کے موجود ہیں (انوار ساطعہ تحقیق الحق وغیرہ) عید میلاد النبی کے جلوس اور مساجد میں بجلی کے پنکھے اور آلہ جہیر الصوت تو ابھی تھوڑے عرصے سے پیدا ہوئے مگر یہ کام گمراہی کے نہیں بلکہ اچھے اور مباح ہیں

لازم ہے اسے صبر کو بھی ڈھال بنائے
اک صبر سے ایمان کی طاقت کو بڑھائے

قرآن کے نزدیک مسلمان وہی ہیں
قرآن کے پابند بصد شان وہی ہیں

جو حق و صداقت کے معانی کو سمجھ کر
صبر اور قناعت کے بھی پابند ہیں یکسر

ایسے ہی مسلماں ہیں مسلمان حقیقی
ہاں ان کا ہی ایمان ہے ایمان حقیقی

اسلام کا نام ان سے ہی روشن ہر جہاں میں
ارفع ہیں وہ سورج کی طرح کون و مکاں میں

مٹ سکتے نہیں گردشِ ایام سے ہرگز
دبتے نہیں وہ قوتِ اوہام سے ہرگز

خود فتح و ظفر چومتی ہے ان کے قدم بھی
خود ان پہ فدا ہوتے ہیں گلہائے کرم بھی

وہ ماہ صفت مطلعِ گردوں پہ چمک کر
تاریکئ ظلمت کو مٹا دیتے ہیں یکسر

بس ان کے عزائم کو ہے اثبات جہاں میں
صالح ہیں یہی لوگ محمد کی زباں میں

نمرود کی آتش ہو کہ فرعون کا لشکر
ہوتے نہیں مغلوب کسی طور وہ یکسر

شبیرؑ صفت جان لڑاتے ہیں شب و روز
ڈٹ جاتے ہیں گھر بار لٹاتے ہیں شب و روز

طوفانِ مصائب ہو کہ طوفانِ بلا ہو
زندانِ مصیبت ہو کہ میدانِ وغا ہو

وہ دامنِ حق چھوڑ کے کافر نہیں ہوتے
کانٹے سے جہالت کے وہ ہرگز نہیں ہوتے

جب نرغۂ اعدا میں وہ ہوتے ہیں گرفتار
گو پاس نہیں رکھتے بظاہر کوئی ہتھیار

ہاں صبر کو وہ ڈھال بناتے ہیں شب و روز
اک صبر سے دشمن کو جھکاتے ہیں شب و روز

دیتا ہے یہی صبر انہیں قوتِ پرواز
کرتا ہے بالآخر یہی صبر ان کو سرافراز

جس جذبِ صداقت میں نہیں صبر کی طاقت
آسان ہے شیطاں کیلئے اس کی ہلاکت

جس بندۂ مومن نے صداقت کو نبھایا
دل دینِ محمدؐ کی صداقت سے لگایا

الكوثر

تمہید

اے وہ کہ تری ذات ہے وحدت کی پیامی
توحید کی تفسیر تری شیریں کلامی

جبریلؑ امیں قاصدِ دربار ہے تیرا
خود عرشِ بریں طالبِ دیدار ہے تیرا

ادراک و تدبر تیرے ایوان کے بردے
آئین و قوانیں ترے فرمان کے بردے

تنظیم ترے حسنِ تفکر سے نمایاں
تفریق ترے عزمِ فلک گیر سے نالاں

کونین تری شانِ تخیّل پہ نچھاور
سرِ خم تیرے دربار میں عالم کے اکابر

تو حق و صداقت کا سمندر ہے زمیں پر
توحید بھی نازاں ہے تری شانِ یقیں پر

اللہ رے اعجاز نما تیری صداقت
آتے ہی ترے مٹ گئی شیطان کی طاقت

تبلیغ نے تیری سرِ کفّار جھکایا
حکمت نے تری کثرتِ باطل کو مٹایا

پیش لفظ

سورہ کوثر جمہور مفسرین کے نزدیک مدنی ہے اسمیں ایک رکوع تین آیتیں دس کلمے چالیس حروف ہیں۔ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ۔ اب تشریحی ترجمہ سنیئے
اے محبوبِ محترم بے شک ہم نے تمہیں بیشمار خوبیاں عطا فرمائیں اور فضائل کثیرہ عنایت کر کے تمام خلق پر افضل کیا۔ حسنِ ظاہری دیا۔ حسنِ باطنی بھی۔ نسب عالی بھی، نبوت بھی، کتاب بھی، حکمت بھی، علم بھی، شفاعت کبریٰ بھی، حوضِ کوثر بھی، مقامِ محمود بھی، کثرتِ امت بھی، اعدائے دین پر غلبہ بھی، کثرتِ فتوح بھی اور بے شمار نعمتیں اور فضیلتیں جن کی حد نہیں۔ فصل لربک وانحر تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو جس نے تمہیں عزت و شرافت دی اور قربانی کرو اس کے لئے اس کے نام پر بخلاف بت پرستوں کے جو بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہیں۔
اس آیت کی تفہیم میں ایک قول یہ بھی ہے کہ نماز سے نماز عید مراد ہے۔
اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔
کیونکہ آپ کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ آپ کی اولاد میں بھی کثرت ہوگی۔ اور آپ کے مبلغین سے دنیا بھر جائے گی۔ آپ کا ذکر ہر جگہ بلند ہوگا۔ قیامت تک پیدا ہونے والے عالم اور واعظ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر کرتے رہیں گے۔ بے نام و نشاں اور ہر بھلائی سے محروم تو آپ کے دشمن ہیں۔
شانِ نزول: جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند حضرت قاسم کا وصال ہوا تو کفار نے آپ کو ابتر یعنی منقطع النسل کہا اور یہ کہا کہ اب ان کی نسل نہیں رہی۔ ان کے بعد ان کا ذکر بھی نہ رہے گا یہ سب چرچا ختم ہو جائے گا۔ اس پر سورہ کریمہ نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کفار کی تکذیب کی اور ان کا بالغ رد فرمایا۔

خاموش اطاعت کا جواں جوشِ یقیں کر
خاموش اطاعت کی پرستار جبیں کر

خاموش عمل اہلِ گلستاں کو سکھا دے
گفتار کو کردار کی تصویر بنا دے

تنظیمِ فلک گیر کا احساس عطا کر
تفریق سے آزاد کر اسلام سکھا کر

اک صف میں یہاں اصغر و اکبر کو بٹھا دے
تقسیمِ قبائل کی ہلاکت سے بچا دے

سر ہی نہ جھکے دل بھی جھکے عشق ہدیٰ میں
لگ جائے نہ زنگ آئینۂ نورِ خدا میں

پُر نور رہے روح صداقت کی ضیا سے
شیطان رہے دور تعیّن کی فضا سے

لغزش نہ عزائم میں نہ ایماں میں خلل ہو
اعجاز نما دین، تو اعجاز عمل ہو

تلبیسِ ریا دور رہے قلبِ صفا سے
ہر وقت بجے تارِ دروں ذکرِ خدا سے

اقوال میں اعمال کی تفسیر نہاں ہو
اعمال میں توحید کی تنویر نہاں ہو

اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ﴿۱﴾ لاریب تجھے کثرت و معراج ملی ہے
دشمن کو ترے ذلتِ اخراج ملی ہے
غالب ہے تو ہی کارگہہ کسب و عمل میں
غالب ہے تو ملت ہی تری جملہ ملل میں
توقیر تری قیصر و کسریٰ سے فزوں ہے
تثلیث کی تکفیر کا نابود جنوں ہے
سکہ تیری تعلیم کا عالم میں رواں ہے
یہ تیرا کرم ہے کہ غریبی بھی جواں ہے
غالب ہے تو ہی آج عرب اور عجم میں!
قوت ہے قیامت کی ترے دیں کے علم میں

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿۲﴾ ہاں ذوقِ عمل سوزِ نماز اور فزوں کر
ایمان کے احساس کو ہمدوشِ جنوں کر

ف کوثر - خیر کثیر - نبوت اسلام خلفائے راشدین (چنانچہ کاف ابوبکر، واؤ فاروق ش عثمان ر حیدر رضوان اللہ علیہم کی طرف اشارہ ہے) اور ایک نہر ہے جس کی مسافت ایک مہینے کی راہ ہے اس کے کناروں پر موتی کے قبے، اس کی مٹی خوشبودار مشک کی ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے پاکیزہ ہے اور اس پر برتن ستاروں کی گنتی سے زیادہ ہیں۔ جو اس کا پانی پیئے گا پھر پیاسا نہ رہے گا۔ اس کے ساقی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بدست ابوبکر فاروق عثمان علی رضوان اللہ عنہم ہوں گے۔ ان میں کسی ایک کا دشمن محروم کوثر رہیگا۔ یہ مضمون احادیث متواترہ سے ثابت ہوتا ہے۔ تقریباً ۲۹ صحابہ کرام سے مروی ہے اس کی کوثر اور تاویل کرنے والا جادۂ مستقیم سے منحرف و بے راہ ہے (خازن وغیرہ)

جاں تیری نہیں تیرے خدا کی ہے امانت
جاں دینے سے ڈرتا ہے امانت میں خیانت
یہ قصر یقیں تو نے اگر کر لیا تعمیر
آفاق ترے سامنے ہو جائیں گے تسخیر
ہو گی نہ تری بزم میں باطل کی رسائی
جھک جائے گی قدموں پہ ترے ساری خدائی

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ع

یہ تیری نماز اور تیرا جذبۂ ایثار
یہ تیرا عمل اور یہ آئینۂ کردار
شیطان کو حیران و پریشان کرے گا
شیطان کے سامان کو ویران کرے گا
اول تو وہ ٹکر لینے کی جرأت نہ کرے گا
ٹکرائے گا تو موت خجالت کی مرے گا
یہ جذب عمل تجھ کو جواں سال کرے گا
نصرت کا ہر اک تاج ترے سر پہ دھرے گا
سب تیرے عدو بے سر و سامان رہیں گے
شیطان پریشان۔ پریشان رہیں گے
حاسد بھی ترے ابتر و برباد رہیں گے
ناشاد ہیں ناشاد کے ناشاد رہیں گے

قربان سراپا ہو، رہِ نامِ خدا میں
خوں اپنا بہا منزلِ احکامِ خدا میں

حق اور صداقت کے لئے جان لڑا دے
سر جائے مگر فتنۂ شیطاں کو مٹا دے

رائج ہو تہِ چرخ تو آئینِ خدا ہو
غیر اس کے جو آئین ہو فی الفور فنا ہو

اللہ کو درکار اگر جان ہو دے دے
اسلام کو مطلوب جو سامان ہو دیدے

کام آئیں گے ازواج نہ اولاد یقیناً
ہو جائیں گے سب رشتے یہ برباد یقیناً

دولت ہی رہے گی نہ یہ سامان رہے گا
ہاں باقی فقط جذبۂ ایمان رہیگا

ایمان کا یہ تجھ سے تقاضا ہے مسلماں
قربان رہِ حق و صداقت ہیں ہو نادان

قربان ہو شبیرؓ صفت رن میں نکل آ
قربان ہو قربان ہو قربان سراپا

گلزار صداقت میں کھلا پھول لہو سے
دنیا میں سبکدوش ہو ارمانِ نمو سے

الکفرون

تمہید

اے وہ کہ مقدس ہے تیری ذاتِ گرامی
اعجازنما تیری روایاتِ گرامی

فرمودۂ خلاقِ جہاں، تیرے فرامیں
آئینۂ توحید تیرے جملہ مضامیں

احکام تیرے رشد و ہدایات کے چشمے
ارشاد ہیں اسرار و کرامات کے چشمے

تسلیم تری عمرِ دوامی کا سہارا
تعظیم تری عرش مقامی کا سہارا

تائید تیری خضر بشارت رہِ صداقت
تردید تیری وجہ فنا یعنی ہلاکت

اللہ اور علی الاعلان یہ پیغام سنا دے
کفار کو روپائے پریشاں سے جگا دے

پیش لفظ

سورہ الکافرون مکیہ ہے اس میں ایک رکوع چھ آیتیں چھبیس کلمے چورانوے حروف ہیں۔

شان نزول:۔ قریش کی ایک جماعت نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ آپ ہمارے دین کا اتباع کیجئے ہم آپ کے دین کا اتباع کریں گے۔ ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں ایک سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کرینگے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی پناہ میں اس کے ساتھ غیر کو شریک کروں۔ کہنے لگے تو آپ ہمارے معبود کو ہاتھ ہی لگا دیجئے ہم آپ کی تصدیق کر دیں گے اور آپ کے معبود کی عبادت کرینگے۔ اس پر یہ سورہ شریف نازل ہوئی۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں تشریف لے گئے وہاں قریش کی وہ جماعت موجود تھی۔ حضور نے انہیں یہ سورہ پڑھ کر سنائی تو وہ مایوس ہو گئے اور حضور کے اصحاب کے درپے ایذا ہوئے۔ قل یایها الکفرون۔ تم فرماؤ اے کافرو، مخاطب یہاں مخصوص کافر ہیں جو علم الٰہی میں ایمان سے محروم ہیں لا اعبد ما تعبدون۝ ولا انتم عبدون ما اعبد۝ ولا انا عابد ما عبدتم۝ ولا انتم عبدون ما اعبد۝ لکم دینکم ولی دین۝ نہ میں پوجتا ہوں جو تم پوجتے ہو اور نہ تم پوجتے ہو جو میں پوجتا ہوں اور نہ میں پوجوں گا جو تم نے پوجا اور نہ تم پوجو گے جو میں پوجتا ہوں۔ تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین یعنی تمہارے لئے تمہارا کفر اور میرے لئے میری توحید اور میرا اخلاص اور مقصود اس سے تہدید ہے۔

موقوف اگر ان پہ ہے انجام تمہارا
محدود ہے مسدود ہے ہر گام تمہارا

تم ڈرتے ہو مخلوق سے خلّاق کے ہوتے
مغلوب شب و روز ہو تم جاگتے سوتے

احساس ہے نابود تو جذبات ہیں مردہ
تفہیم ہے مفقود، خیالات ہیں مردہ

اشرف ہو مگر مائلِ تذلیل جہاں میں
گمراہ بہائم کی طرح کون و مکاں میں

سمجھے ہو ان اصنام ہی کو اپنا سہارا
دل اور دماغ ان پہ نچھاور ہے تمہارا

حیرت ہے فرشتوں کو بھی اس شانِ یقیں پر
تم حق و صداقت سے ہو محروم زمیں پر

تم ان کی غلامی سے سبکدوش نہ ہو گے
کفار ہو انوار کے ہمدوش نہ ہو گے

تم پست خرد، پست یقیں، پست عمل ہو
ظاہر میں معزز ہو تو باطل میں مخجل ہو

توحید کے منکر ہو شریعت کے ہو باغی
اللہ رے بندے یہ تری پست دماغی

وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝

قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْكَٰفِرُونَ ۝ کہدے کہ جو معبود ہیں معبود تمہارے

لَآ أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ۝ مستور ہیں ایک ایک کے پردے ہیں اسرار سے

وَلَآ أَنتُمْ عَٰبِدُونَ مَآ میں ان کا پرستار کبھی بن نہیں سکتا

أَعْبُدُ ۝ باطل کا خریدار کبھی بن نہیں سکتا

موزوں نہیں انسان کو اوہام پرستی

زیبا نہیں مومن کو یہ اصنام پرستی

اصنام کی اقسام بھی کفار کو سمجھا

توحید کی تعریف ان اشرار کو سمجھا

اولاد بھی بت، زوج بھی بت خویش بھی بت،

اموال بھی بت جاہ زیاں کیش بھی بت ہے

تقسیم قبائل کا تخیل بھی صنم ہے

یہ ساغر تمیز صنم، مُل بھی صنم ہے

تفریق عرب اور عجم لات کی ثانی

تخریب ہے تخریب ہے تخریب ہے فانی

کرتی ہے پراگندہ ان اوہام کی الفت

بے روح بناتی ہے ان اصنام کی الفت

لہ اہل وعیال اور دیگر لوازمات دنیوی۔ اگرچہ انعام خداوندی ہیں لیکن اگر مسلمان اور اسلام کے راستے میں یہ حائل ہو جائیں یعنی جب اسلام قربانی کے لئے پکارے اور ان کی محبت مسلمان کو آگے بڑھنے سے روکے تو یہ سب اصنام بن جاتے ہیں اس لئے ان کی والہانہ محبت ایک قسم کا شرک ہے۔ (مصنف)

تم اپنے بزرگوں کے اصولوں پہ اڑے ہو
گو غارِ فنا کن کے دہانے پہ کھڑے ہو

میں پھر بھی بُرا تم کو کہوں گا نہ کہا ہے
تم جو بھی ہو، اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے

وہ وقت نہیں دور کہ جب ربِ جہاں خود
کر دے گا ہر اک راز کو تم سب پہ عیاں خود

دیکھو گے مآل اپنے اصولوں کا جہاں میں
جب دینگے یہ خود دھوکا تمہیں کون مکاں میں

تبلیغ مرا فرض ہے تبلیغ کروں گا
باطل ہے غلط میں اسے باطل ہی کہوں گا

تم مانو تو اچھا ہے نہ مانو تو مجھے کیا
سچائی کو تم جھوٹ ہی جانو تو مجھے کیا

لیکن یہ سمجھ لو کہ ٹلے گی نہ صداقت
ہاں اب ہے مآلِ کفر کی دنیا میں ہلاکت

بہتر تو یہی ہے کہ ہلاکت سے بچو تم
توحید کی صہبائے بقا بڑھ کے پیو تم

ؔلہ تمہاری تہذیب اپنے ہاتھوں سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا
(اقبالؒ)

توحید کی طاقت کا تمہیں علم نہیں ہے
ایمان نہیں، صبر نہیں، علم نہیں ہے
لاریب خسارہ ہے یہ ایقان تمہارا
اک وہم فنا کن ہے یہ ایمان تمہارا
تاہم مجھے کچھ تم سے سروکار نہیں ہے
اب تم کو جو توحید کا اقرار نہیں ہے
تم اپنے اس اقدام کی پاؤ گے جزا بھی
رحمان ہے دیتا مگر خود وہ سزا بھی
مجھ کو مرے اعمال کا انعام ملے گا
انعام طرا خلعتِ اکرام ملے گا

لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ ۝

تم دعوتِ اسلام جواب سن نہیں سکتے
گلہائے اخوت کو اگر چن نہیں سکتے
منظور نہیں تم کو اگر اپنی بھلائی
محبوب خدا سے جو زیادہ ہے خدائی
میں تم سے نہ الجھوں گا کبھی دین کی خاطر
کیوں جبر کروں دین کی تلقین کی خاطر

لہ لا اکراہ فی الدین - چنانچہ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ مسلمانوں نے کسی مرحلے پر تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں تلوار نہیں اٹھائی - ہر جنگ محض مدافعت اور شر کے استیصال کے لئے لڑی گئی — (مصنف)

الاخلاص

رہنا ہے تو اس شان سے دنیا میں رہو تم
حق بات کو حق دار کے تختے پہ کہو تم

انسان ہو انسان کی معراج بھی سمجھو
کل جس کو سمجھنا ہے اسے آج بھی سمجھو

تمہید

اے وہ کہ تو ہے مظہرِ انوارِ الٰہی
دیتے ہیں دو عالم تری عظمت کی گواہی

آباد ہے کونین ترے فیضِ قدم سے
معمور دو عالم ہیں ترے لطف و کرم سے

سرچشمۂ اخلاق تری ذاتِ گرامی
حاصل تری تعلیم کو ہے عمرِ دوامی

تنظیم تری مادرِ گیتی کا سہارا
تعلیم تری فتح کا نصرت کا اشارہ

پیش لفظ

سورہ اخلاص مکیہ و بقولے مدنیہ ہے۔ اس میں ایک رکوع چار آیتیں پندرہ کلمے سینتالیس حروف ہیں احادیث میں اس سورت کی بہت فضیلتیں وارد ہوئی ہیں۔ اس کو تہائی قرآن کے برابر قرار دیا گیا ہے یعنی تین مرتبہ اس کو پڑھا جائے تو پورے قرآن کی تلاوت کا ثواب ہے۔ ایک شخص نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے اس سے بہت ہی محبت ہے۔ فرمایا اس کی محبت تجھے جنت میں داخل کریگی۔ (ترمذی)

شان نزول۔ کفار عرب نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ رب العزت تبارک وتعالے کے متعلق طرح طرح کے سوال کیے۔ کوئی کہتا تھا کہ اللہ کا نسب کیا ہے۔ کوئی کہتا تھا کہ وہ سونے کا ہے یا چاندی کا ہے یا لوہے کا۔ یا لکڑی کا ہے کس چیز کا ہے۔ کسی نے کہا وہ کیا کھاتا ہے کیا پیتا ہے۔ ربوبیت اس نے کس سے ورثہ میں پائی اور اس کا کون وارث ہوگا۔ اس کے جواب میں اللہ تعالے نے یہ سورت نازل فرمائی اور اپنی ذات وصفات کا بیان فرما کر معرفت کی راہ واضح کی اور جاہلانہ خیالات واوہام کی تاریکیوں کو جن میں وہ لوگ گرفتار تھے ذات وصفات کے انوار کے بیان سے مضمحل کر دیا۔ قل ھو اللہ احد۔ تم فرماؤ وہ اللہ ہی وہ ایک ہے ربوبیت والوہیت میں صفات عظمت وکمال کے ساتھ موصوف ہے۔ مثل ونظیر وشبیہ سے پاک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ الصمد۔ اللہ بے نیاز ہے ہر چیز سے۔ نہ کھائے نہ پیئے ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا لم یلد۔ نہ اس کی کوئی اولاد کیونکہ اس کا کوئی مجانس نہیں ولم یولد۔ اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ کیونکہ وہ قدیم ہے اور پیدا ہونا وارث کی شان ہے۔ ولم یکن لہ کفوا احد۔ اور نہ اسکے جوڑ کا کوئی۔ یعنی کوئی اس کا ہمتا وعدیل نہیں۔

واحد ہے نہیں اس کا کوئی ہمسر و ہمدم
واحد ہی انہیں مالک و مختار دو عالم

اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ دنیا کے جھمیلوں سے بھی بیباق ہے اُم
بے سلسلہ و رشتۂ ازل سے ہے وہ قائم

لَمْ يَلِدْ ۚ وَلَمْ يُوْلَدْ ۚ ازواج نہ اولاد نہ اجداد ہیں اس کے
سررشتے ہر اک قید سے آزاد ہیں اسکے

وہ ہر دو جہاں میں ہے ہر شان یگانہ
وہ حاکم مطلق ہے وہ سلطانِ یگانہ

ہمسر نہ کوئی اس کا ہوا ہے۔ نہ کوئی ہو
ابدال ہوں، اقطاب ہوں، یا کوئی نبیؐ ہو

احکام میں آزاد، قوانین میں آزاد
انسان و فرشتہ کے ہر آئین میں آزاد

سائل ہے تو خود اسکا ہر اک خورد و کلاں ہے
محتاج کسی کا وہ یہاں ہے نہ وہاں ہے

درکار نہیں اس کو مشیر اور مصاحب
ہر نوع سے وہ دہر کی ہر شے پہ ہے غالب

اک ایسی قلمرو میں وہ اورنگ نشیں ہے
خطرہ جسے اغیار و بغاوت کا نہیں ہے

انساں کو انسان فقط تو نے بنایا
تہذیب و تمدن کی ہواؤں میں اڑایا
عرفان کا دہ ساغرِ پر کیف پلایا
آزاد کیا اور غلامی سے چھڑایا
اوہام کے اصنام تہ خاک ملائے
تفریق و خرافات کے سب نقش مٹائے
یہ تیری ہی تعلیم کے اعجاز تھے سارے
گردوں سے لگا توڑنے انسان بھی تارے
یہ تیرے ہی پیغام کی ہے عرش مقامی
نابود ہے اس مادرِ گیتی سے غلامی
لاریب تیری ذات ہے انسان کی ہادی
اٹھ۔ کر یہ تہِ گنبدِ افلاک منادی

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ ہاں آج بصد شان یہ اعلان بھی کر دے
توحید کی اصنام پرستوں کو خبر دے
کہدے کہ ہے واحد ہی خلاق زمانہ
ہر پہلو سے لاریب ہے عالم میں یگانہ
ہر کام میں ہر بات میں واحد ہے سراسر
بے مثل ہے اور جسم سے آزاد ہے یکسر

ہرگز نہ کسی کو بھی یہاں تابِ سخن ہے
خاموش عمل کے لئے مجبور چمن ہے

سجدہ بھی ہے موزوں تو ہے بس ایک اسی کو
پھبتی نہیں یہ چیز ولی اور نبی کو

انسان کا انسان کو سجدہ ہے جہالت
انسان کا انسان سے دبنا ہے قیامت

لاریب فقط قادر و قیوم وہی ہے
واحد ہے کہ توحید کا مفہوم وہی ہے

توحید کا منبع ہے کہ واحد ہے جہاں میں
سمجھو نہ شریک اس کا کسی کو بھی گماں میں

یہ اس کی ہی وحدت کی عنایات ہیں ساری
چل سکتی نہیں کوئی کہیں بات ہماری

ہر حال میں ہم اسکی رضامان رہے ہیں
مختار فقط ایک اسے جان رہے ہیں

کرتے ہیں اگر آج بغاوت کے ارادے
ہوتے ہیں جواں کل ہی اطاعت کے ارادے

لہ۔ روس میں کمیونزم نے مذہب اور خدا کو ملک بدر کر دیا تھا لیکن دوسری جنگ عظیم میں مجبوری کے عالم میں انہیں روسی کمیونسٹوں نے از سرِ نو مملکت روس میں تمام گرجوں اور دیگر عبادت گاہوں کے دروازے کھول دیئے اور فتح و نصرت کے لئے اسی ملک بدر خدا سے دعائیں مانگنے لگے لیکن آج پھر خدا سے پھر رہے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار
(مصنف)

بے خوف ہے بیباک ہے آزاد ہے یکسر
سرگرمِ عمل صاحبِ ایجاد ہے یکسر

محکوم قمر، تابعِ فرمان ستارے
خورشید نگوں سر تو جہاں زیر ہیں سارے

اک روحِ عمل جاری و ساری ہے جہاں میں
ہر چیز ہے مصروفِ عمل کون و مکاں میں

یہ اس کے ہی فرمان کے اعجاز ہیں سارے
ہاں اس کے اشاروں کے یہ انداز ہیں سارے

فطرت کی مشینیں تو ہیں پر جوش ہمیشہ
رہتا ہے مگر آپ وہ خاموش ہمیشہ

گو صاحبِ فرماں ہے مگر ہے وہ نرالا
خاموش کچھ ایسا کہ تکلم سے ہے بالا

ہے اس کی خموشی میں زباں اور بیاں بھی
خاموش ہے خاموش عیاں اور نہاں بھی

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

درکار کسی شے کو نہیں حکم زباں کا
خاموش اطاعت ہے عمل ہر دو جہاں کا

فطرت کو بھی محرومِ زباں اس نے بنایا
احساسِ خموشی کا سبق ایسا پڑھایا

الفلق

رہ سکتے نہیں سرکش و مغرور ہمیشہ
ممکن ہی نہیں اس سے رہیں دور ہمیشہ

خواہ کتنے ہی کونین میں بیباک رہیں ہم
ہشیار رہیں زیرک و چالاک رہیں ہم

تقدیر جھکا کر ہمیں رہتی ہے جہاں میں
توحید یہی چیز ہے فطرت کی زباں میں

فطرت سے مفر بندہ و آقا کو نہیں ہے
فطرت ہی مقدر ہے تو فطرت ہی یقیں ہے

فطرت کو خدا کہتے ہیں قرآں کی زباں میں
قرآں کا خدا واحدِ مطلق ہے جہاں میں

ہوتا جو کوئی اس کا شریک اور بھی کوئی
تقدیر پہ کر سکتا اگر غور بھی کوئی

واللہ نظامِ دو جہاں کھیل ہی رہتا
فطرت کا نہ دریا کبھی اک حال پہ بہتا

اک رسہ کشی عالمِ امکاں میں رہتی
شورش سی بپا محفلِ انساں میں رہتی

ہے نظمِ جہاں محض اس واسطے قائم
اک ربِ جہاں حاکم و مختار ہے دائم

اس پہلو سے قرآن کی آواز کو سمجھو
توحید کے انداز کو، اعجاز کو سمجھو!

پورے ہوتے ہیں ومن شر غاسق اذا وقب اور اندھیری رات والے کے ڈر سے جب ڈوبے
حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کی طرف نظر کر کے ان سے فرمایا عائشہ پناہ لو اللہ کی اس شر سے یہ اندھیری ڈالنے والا ہے جب ڈوبے (ترمذی) یعنی آخر ماہ میں جب چاند چھپ جائے تو جادو کے وہ عمل جو بیمار کرنے کے لئے ہیں اسی وقت میں کئے جاتے ہیں۔

ومن شر النفثت فی العقد اور ان عورتوں کے شر سے جو گرہوں میں پھونکتی ہیں یعنی جادوگر عورتیں جو ڈوروں میں گرہ لگا کر ان میں جادو کے منتر پڑھ کر پھونکتی ہیں جیسے کہ یہود کی لڑکیاں مثلاً گنڈے بناتا اور ان پہ گرہ لگاتا۔ آیات قرآن یا اسماء الٰہیہ دم کرنا جائز ہے۔ جمہور صحابہ وتابعین اسی پر متفق ہیں اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل میں سے کوئی بیمار ہوتا تو حضورؐ معوذات پڑھ کر اس پر دم کرتے۔

ومن شر حاسد اذا حسد ۵ اور حسد والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے۔ حسد والا وہ ہے جو دوسرے کے زوال نعمت کی تمنا کرے۔ یہاں حاسد یہود مراد ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حسد کرتے تھے یا خاص لعبید ابن عاصم یہودی۔

حسد بدترین صفت ہے اور یہ سب سے پہلا گناہ ہے جو آسمان میں ابلیس سے سرزد ہوا۔ اور زمین میں قابیل سے۔

پیش لفظ

سورۂ فلق مدنی ہے اور ایک قول یہ ہے مکیہ ہے۔ اس صورت میں ایک رکوع پانچ آیتیں تیس کلمے چوہتر حروف ہیں۔ شان نزول:۔ یہ سورت اور سورہ الناس جو کہ اس کے بعد ہے یہ اس وقت نازل ہوئی جبکہ لبید بن عاصم یہودی اور اس کی بیٹیوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا اور حضور کے جسم مبارک اور اعضائے ظاہرہ پر اس کا اثر ہوا۔ قلب و عقل و اعتقاد پر کچھ اثر نہ ہوا۔ چند روز کے بعد جبرئیل آئے اور انہوں نے عرض کیا کہ ایک یہودی نے آپ پر جادو کیا ہے اور جادو کا کچھ سامان ہے وہ فلاں کنوئیں میں ایک پتھر کے نیچے داب دیا ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضٰے رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ انہوں نے کنوئیں کا پانی نکالنے کے بعد پتھر اٹھایا تو اسکے نیچے سے کھجور کے گابے کی تھیلی برآمد ہوئی۔ اس میں حضور کے موئے شریف جو کنگھی سے برآمد ہوئے اور حضور کی کنگھی کے چند دندانے اور ایک ڈورا یا کمان کا چلہ جس میں گیارہ گرہیں لگی تھیں اور ایک موم کا پتلا جس میں گیارہ سوئیں چبھی تھیں یہ سب سامان پتھر کے نیچے سے نکلا اور حضور کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ اللہ تعالےٰ نے یہ دونوں سورتیں نازل فرمائیں۔ ان دونوں صورتوں میں گیارہ آیتیں ہیں پانچ سورہ فلق میں۔ ہر ایک آیت کے پڑھنے کے ساتھ ساتھ ایک ایک گرہ کھلتی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ سب گرہیں کھل گئیں۔ اور حضور بالکل تندرست ہو گئے۔ تعویذ اور عمل جس میں کوئی کلمہ کفر یا شرک کا نہ ہو جائز ہے۔ خاصکر وہ عمل جو آیات قرآنیہ سے کئے جائیں یا احادیث میں وارد ہوئے ہوں یا مشائخ سے منقول ہوں حدیث شریف میں ہے کہ اسماء بنت عمیس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعفر کے بچوں کو جلد جلد نظر ہوتی ہے کیا مجھے اجازت ہے کہ میں ان کے لئے عمل کروں۔ حضور نے اجازت دی۔ (ترمذی)

قل اعوذ برب الفلق ۝ تم فرماؤ میں اس کی پناہ لیتا ہوں جو صبح کا پیدا کرنے والا ہے۔ تعوذ میں اللہ تعالےٰ کا اس وصف کے ساتھ اس لئے ذکر ہے کہ اللہ تعالےٰ صبح پیدا کرکے شب کی تاریکی دور فرماتا ہے تو وہ قادر ہے کہ بندہ [illegible] سے خوف ہے ان کو دور فرمائے۔ نیز جسطرح شب تار میں آدمی صبح [illegible] کرتا ہے ایسے ہی خائف امن و راحت کا منتظر رہتا ہے۔ علاوہ بریں صبح اہل اضطرار و اضطراب کی دعاؤں کے قبول ہونے کا وقت ہے تو مراد یہ ہوئی کہ جس وقت ارباب کرب و غم کو کشائش دی جاتی ہے اور دعائیں قبول کی جاتی ہیں اس وقت کے پیدا کرنے والے کی پناہ چاہتا ہوں۔ ایک قول یہ بھی ہے فلق جہنم میں ایک وادی ہے من شر ما خلق ۝ اس کی سب مخلوق جاندار ہو یا بے جان مکلف ہو یا غیر مکلف بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ مخلوق سے مراد یہاں خاص ابلیس ہے جس سے بدتر مخلوق کوئی نہیں اور جادو کے عمل اور اسکے ایمان اور لشکروں کی رو سے

ایماں کا سبق تو نے دیا اہلِ زمیں کو
سجدوں سے منور کیا انساں کی جبیں کو

تو نے ہی جہالت کو زمانے سے مٹایا
انسان کو انسان کے چنگل سے چھڑایا

نابود کیا دہر سے ہر ظلم و ستم کو
لہرایا سرِ عرش صداقت کے علم کو

تفریق نما حیلۂ ملل تو نے فنا کیں
تنظیم نما راہیں زمانے میں بنا کیں

آباد کیا مادر گیتی کے چمن کو
تاراج کیا شرک و جہالت کے وطن کو

ہاں تجھ کو ہی زیبا ہے زمانے کی امامت
ہاں تجھ کو ہی موزوں ہے تیرہ چرخ حکومت

اٹھ محفلِ آفاق میں ہلچل سی مچا دے
رودِ ہلاکت سے پھر انساں کو جگا دے

کہہ دے کہ ہے درکار مجھے اسکا سہارا
ناپید ہے جس قلزم رحمت کا کنارا

جس خالق کونین نے ظلمت کو مٹایا
منجدھار سے انساں کے سفینے کو بچایا

تمہید

اے وہ کہ تیری ذات خدائی میں نرالی
کونین میں مشہور تری شیریں مقالی

تعلیم بعثا تیرے اشارات میں پنہاں
تفہیم ہدے تیری ہدایات میں پنہاں

خوش بخت ہے وہ جو تیری چوکھٹ پہ جھکا ہے
شاہانِ جہاں سے وہ بہر حال بڑا ہے

تو نے ہی یہاں جادۂ حق سب کو دکھایا
ادبار و ضلالت کے جہنم سے بچایا

تو منبعِ اخلاق ہے، سرچشمۂ عرفاں
تو قلزمِ توحید ہے، طغیانیٔ ایماں

وہ نیند کے ماتے جو حماقت پہ اڑے ہیں
تخریبِ صداقت کی ہلاکت پہ اڑے ہیں

کوشاں ہیں کہ چھا جائیں سرِ دینِ ہدیٰ پہ
غالب ہوں غلامانِ شہہ ہر دوسرا پر

کوشاں ہیں کہ فانوسِ ہدایت کو بجھا دیں
قرآں کے نشانات زمانے سے مٹا دیں

کوشاں ہیں کہ اوہام کا پھر شور بپا ہو
اصنام پرستی سے پھر انسان فنا ہو!

کوشاں ہیں کہ انسان کو حیوان بنا دیں
پیغامِ حقیقت کو جہالت سے دبا دیں

میری یہ تمنا ہے کہ اس بزمِ جہاں میں
اے خالقِ اکبر میں رہوں تیری اماں میں

محفوظ رہوں جملہ شیاطیں کے اثر سے
محفوظ رہوں کفر کے ہر شور و شرر سے

محفوظ رہوں اہلِ حسد اہلِ دغا سے
محفوظ رہوں اہلِ ستم، اہلِ جفا سے

جب اہلِ حسد فتنہ و شورش پہ اتر آئیں
طوفاں میں سفینے جو کبھی عشق کے گھر جائیں

جس وقت مسلماں ہو اور دار و رسن ہو
اس وقت ترا لطف و کرم سایہ فگن ہو

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ
مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ وَ
مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ
وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی
الْعُقَدِ ۙ وَ مِنْ شَرِّ
حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۧ

تاریکیٔ تثلیث کو عالم سے مٹایا
ہر پردۂ اوہام زمانے سے اٹھایا
پُرنور کیا کفر گہہ بزمِ جہاں کو
نابود کیا دہر سے مخدوش گماں کو
توحید کی تکمیل سے تنظیم بنا کی
روحانی سحر مادرِ گیتی کو عطا کی
لاریب وہی شمع ھدیٰ میرے لئے ہے
ظلمت سے گزرنا ہی بقا میرے لئے ہے
تا کفر کی گھنگھور گھٹا دور ہی منڈلائے
ہمت شکن آلام کی آندھی نہ ادھر آئے

اے سید و سلطانِ جہاں کر یہ منادی
جس بندۂ غافل کا خدا خود نہیں ہادی
وہ آج ہے محفوظ تو کل مٹ کے رہیگا
جب تک کہ نگوں ہو کے نہ یہ منہ سے کہیگا
محفوظ رہوں یاس کے طوفان سے یکسر
شیطان سے شیطان کے سامان سے یکسر
محفوظ رہوں اہلِ فسوں اہلِ جفا سے
اغیار سے، اغیار کے ہر مکر و ریا سے

الناس

تمہید

اے وہ کہ تیرا نور ہے بینائیِ عالم
زیبا ہے تیری ذات کو دارائیِ عالم

شاہانِ جہاں تیرے قدمبوس جہاں میں
اور سیب تیرا سکّہ رواں کون و مکاں میں

آفاق تیری ذات مقدس کے فدائی
قربان تیرے نام مبارک پہ خدائی

اورنگِ عرب، تاجِ عجم تجھ پہ نچھاور
سرخم تیرے دربار میں شاہانِ دلاور

بیشک وہ تیری ذات تھی اے شاہ زمانہؐ
توحید کا چھیڑا ہے یہاں جس نے ترانہ

پیش لفظ

سورۃ الناس بقول اصح مدنیہ ہے۔ اس میں ایک رکوع چھ آیتیں بیس کلمے اناسی حرف ہیں۔
قل اعوذ برب الناس تم کہو میں اس کی پناہ میں ہوں جو سب لوگوں کا رب سب کا خالق مالک۔ ذکر میں
انسانوں کی تخصیص صرف اللہ سلے کئے ہے کہ انہیں اشرف المخلوقات کہا۔ ملک الناس
سب لوگوں کا بادشاہ ان کے کاموں کی تدبیر فرمانے والا الٰہ الناس سب لوگوں کا خدا کہ اللہ اور
معبود ہونا اسی کے ساتھ خاص ہے۔ من شر الوسواس الخناس اس کے شر سے جو دل میں برے
خطرے ڈالے اور دبک رہے مراد اس سے شیطان ہے یہ اس کی عادت ہے کہ انسان جب
غافل ہوتا ہے تو اس کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے۔ اور جب انسان اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان
دبک رہتا ہے اور ہٹ جاتا ہے۔ الذی یوسوس فی صدور الناس ، من الجنۃ والناس
جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں جن اور آدمی۔ یہ بیان ہے وسوسے ڈالنے والے
شیطان کا کہ وہ جنوں میں سے بھی ہوتا ہے اور انسانوں میں سے بھی۔ جب شیاطین جن انسانوں کو
وسوسے ڈالتے ہیں۔ ایسے ہی شیاطین انس بھی ناصح بن کر آدمی کے دل میں وسوسے ڈالتے ہیں پھر
اگر آدمی ان وسوسوں کو مانتا ہے تو اس کا سلسلہ بڑھ جاتا ہے۔ اور خوب گمراہ کرتے ہیں اور اگر اس سے
متنفر ہوتا ہے تو ہٹ جاتے ہیں اور دبک رہتے ہیں۔ آدمی کو چاہیئے کہ شیاطین جن کے شر سے بھی پناہ
مانگے۔ اور شیاطین انس سے بھی بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
شب کو بستر مبارک پر تشریف لاتے تو اپنے دونوں دست مبارک جمع فرما کر ان میں دم کرتے اور سورہ
قل ہو اللہ احد و قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس پڑھ کر اپنے مبارک ہاتھوں کو سر مبارک سے
لیکر تمام جسم اقدس پر پھیرتے۔ جہاں تک دست مبارک پہنچ سکتے یہ عمل تین مرتبہ فرماتے۔

قانون ہے قانون اٹل بات اسی کی
آزاد ہے کونین میں اک ذات اسی کی

جو چاہے جسے دے کہ وہ مختار ہے مطلق
بخشے وہ جسے چاہے کہ غفّار ہے مطلق

موزوں اسی غفّار کی ہے مجھکو عنایت
مطلوب اسی ذات کی ہے مجھ کو حمایت

جو مالکِ کونین شہنشاہِ جہاں ہے
حکام کا حاکم ہے وہ سلطانِ زماں ہے

شاہانِ جہاں جس کے ہیں محتاج زمیں پر
کرتا ہے جو شاہوں کو بھی تاراج زمیں پر

پابند نہیں ہے جو کسی کا بھی زمیں پر
غالب ہے جو انسان کے دیں اور یقیں پر

زیبا ہے جسے بادشہی ہر دو جہاں کی
موزوں ہے جسے تاجوری کون و مکاں کی

درکار اسی ذات کا ہے مجھ کو سہارا
موسائیوں پہ جس نے من و سلویٰ اتارا

اِلٰہِ النَّاسِ ۝
انساں کا سہارا ہیں عنایات اسی کی
مسجودِ حقیقی ہے فقط ذات اسی کی

انسان کو وحدت کا پرستار بنایا
اصنام کے مکروہ تخیل سے چھڑایا

انسان کو مانوس کیا نام خدا سے
آزاد کیا کفر کی تعلیم فنا سے

بیشک یہ تیری ذات گرامی کا کرم ہے
انسان کے ہاتھوں میں اخوت کا علم ہے

اٹھ اور یہ پیغام زمانے کو سنا دے
خوابیدہ ہے انسان اسے اٹھ کے اٹھا دے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِكِ النَّاسِ ۙ

کہہ دے کہ ہے درکار مجھے ظل الٰہی
دیتا ہوں میں اس خالق اکبر کی گواہی

وہ رب ملک، رب بشر، رب جہاں ہے
وہ قادر و قیوم عیاں اور نہاں ہے

میں ایک اسی ذات کا طالب ہوں جہاں میں
غیر اس کے کوئی اور نہیں وہم و گماں میں

بیشک وہی کونین کا خلاق ہے مطلق
بیشک وہی انسان کا رزاق ہے مطلق

انسان کا دنیا میں وہی روزی رساں ہے
ہم وصف کوئی اس کا یہاں ہے نہ وہاں ہے

اللہ رے شیطانِ ستمگر کی شرارت

خنّاس کی صورت میں نہاں اس کی خباثت

خناسِ شر انگیز وہ شیطانِ لعیں ہیں

شیطان سے کمتر جو کسی آن نہیں ہیں

اللہ کے بندوں پہ ستم ان کی نشانی

شیطاں کی کہانی کی طرح ان کی کہانی

گاہے وہ مساجد کو بناتے ہیں کمیں گاہ

گاہے وہ مجالس میں ٹپک پڑتے ہیں ناگاہ

ہر گام پہ ہر گھر کے اٹھا دیتے ہیں فتنے

تقدیس کے پردے میں جگا دیتے ہیں فتنے

اللہ کے بندوں کو لڑاتے ہیں بہر طور

تفریق نما آگ لگاتے ہیں بہر طور

احساسِ یقیں کفر سے کر دیتے ہیں نابود

ایمان کو اوہام سے کر دیتے ہیں مفقود

انساں کی غلامی کا سبق دے کے بشر کو

پامال کئے جاتے ہیں وحدت کے ثمر کو

اصنام کی تقدیس کے پیغام سنا کر

کرتے ہیں فنا شرک کی چوکھٹ پہ جھکا کر

واللہ عبادت کا سزاوار وہی ہے
تحمید کے لائق ہے کہ ستار وہی ہے

رزاق ہے، خلاق ہے، معبود وہی ہے
کونین کے ہر گوشے میں موجود وہی ہے

غیر اس کے عبادات کوئی چیز نہیں ہیں
جو اسکے نہیں اصل میں وہ پست یقیں ہیں

جس کو بھی عطا اس کی ہوئی پشت پناہی
آئی ہے نہ آئے گی قریب اسکے تباہی

میں تیری حمایت کا ہوں محتاج زمیں پر
میری یہ تمنا ہے کہ اے داورِ محشر

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۵ الْخَنَّاسِ ۵ الَّذِی يُوَسْوِسُ فِی صُدُوْرِ النَّاسِ ۵ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۵

محفوظ رہوں وہم سے، مکروہ یقیں سے
محفوظ رہوں شرِ شیاطینِ زمیں سے

شیطاں کا تقاضا ہے فنا جوشِ عمل ہو
ٹکرا کے خرافات سے ایمان مخبل ہو

غیرت نہ حمیت، نہ رہے خوں میں حرارت
چھا جائے دل و روح کی دنیا پہ خباثت

تمیزِ صداقت ہو نہ اندیشۂ باطل
ایمان پریشان تو ایقان ہو زائل

ادراک شکستہ کے فریبوں میں پھنسا کر
تخریب یقیں کرتے ہیں شیطان سراسر

میری یہ دعا ہے مرے خلّاق یگانہ!
ان کفر پرستوں سے مرا دین بچانا!!

پتھر کے بتوں کے وہ طلبگار نہیں ہیں

اصنامِ توہّم کے فدائی وہ لعیں ہیں

دنیا کی ہوس ان کے لئے دین سے بڑھ کر

عزت کی تجسس میں گرفتار وہ بکسر

ازواج کا اموال کا اولاد کا بت ہے

شہرت کا وجاہت کا اور اقبال کا بت ہے

غرضیکہ اسی طرح کے اصنام کئی ہیں

ابلیس کی تلبیس کے اوہام کئی ہیں

پھر اس پہ ستم یہ کہ وہ ابلیس کے حامی

خنّاس ہیں خنّاس ہیں خنّاس دوامی

تلبیس کی تبلیغ میں سرگرمِ عمل ہیں

توحید پرستوں کی محافل میں خلل ہیں

واللہ یہی کفر کے ہتھیار بڑے ہیں

ایقان کی تخریب کو دن رات اڑے ہیں

وسواس کا طوفان اٹھاتے ہیں جہاں ہیں

بندوں کو پھنساتے ہیں تحیّر کے گماں ہیں

مایوس خرافات سے دل توڑ کے سب کا

انساں کو بناتے ہیں نشانہ وہ غضب کا

"زبانِ عرش" — جلد اوّل — ختم شد!

پاکستان ٹائمز پریس لاہور میں باہتمام نوازش علی ورکس مینیجر چھپی اور حاجی محمد اسلم چشتی صاحب نے چھپوا کر چشتی دار الکتب مزنگ لاہور سے شائع کی۔